اُتلُ مَآ اُوحِیَ ۲۱	سورت	عنکبوت	روم	لقمان	سجدہ	احزاب
	سفحہ	جاری	۱۲	۳۳	۴۶	۵۶

ۃ-۴۵ اُتلُ مَآ اُوحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ ط وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ہ

جوکتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھئے(۱)اورنمازقائم کریں(۲)یقیناًنمازبے حیائی اوربرائی سے روکتی ہے بیشک اللہ بڑی چیزہے جوتم دیکھ رہے ہو اوراس سے اللہ خبردارہے(۳)

۴۵-۱ قرآن کریم کی تلاوت متعدد مقاصد کے لئے مطلوب ہے.محض اجروثواب کے لئے،اس کے معنی و مطلب پر تدبرو تفکر کے لئے،تعلیم وتدریس کے لئے،اوروعظ ونصیحت کے لئے،اس حکم تلاوت میں ساری صورتیں شامل ہیں.

۴۵-۲ کیونکہ نمازسے(بشرطیکہ نمازہو) انسان کاتعلق اللہ تعالیٰ کےساتھ قائم ہوجاتا ہے،جس سے انسان کواللہ تعالیٰ کی مددحاصل ہوتی ہے جوزندگی کے ہرموڑ پراس کے عزم وثبات کاباعث،اور ہدایت کاذریعہ ثابت ہوتی ہے

۴۵-۳ یعنی بے حیائی اوربرائی سے روکنے میں اللہ کاذکر،اقامت صلوٰۃ سے زیادہ موثر.اس لئے کہ آدمی جب تک نمازمیں ہوتاہے،برائی سے رکارہتاہے۔لیکن بعدمیں اس کی تاثیرکمزورہوجاتی ہے،اس کے برعکس ہروقت اللہ کاذکراس کے لئے ہروقت برائی میں مانع رہتاہے.

ۃ-۴۶ وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَ اِلٰھُنَا وَ اِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ہ

اوراہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جوعمدہ ہو(۱) مگران کے ساتھ جوان میں
ظالم ہیں اورصاف علان کردو کہ ہماراتو اس کتب پربھی ایمان ہے جوہم پراتاری گئی اوراس پربھی جوتم پر
اتاری گئی(۲) ہماراتمہارامعبودایک ہی ہے.ہم سب اسی کے حکم برادر ہیں.

۴۶۔۱ اس لئے کہ وہ اہل علم وفہم ہیں، بات کوسمجھنے کی صلاحیت واستعدادرکھتے ہیں.بنابریں ان سے بحث وگفتگو
میں تلخی اورتندی مناسب نہیں.

۴۶۔۲ تورات وانجیل پر یعنی یہ بھی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اوریہ شریعت اسلامیہ کے قیام اوربعث
محمدیہ تک شریعت الٰہی ہیں.

۴۷۔ۃ وَ كَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ۚ وَ مِنۡ هٰٓؤُلَاۤءِ مَنۡ
يُّؤۡمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الۡكٰفِرُوۡنَ ۝

اورہم نے اسی طرح آپ کی طرف اپنی کتاب نازل فرمائی ہے،پس جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پرایمان
لاتے ہیں(۱) اوران (مشرکین) میں سے بعض اس پرایمان رکھتے ہیں(۲) اورہماری آیتوں کاانکارصرف
کافرہی کرتے ہیں.

۴۷۔۱ اس سے مرادعبداللہ بن اسلامؓ وغیرہ ہیں.ایتائے کتاب سے مراداس پرعمل ہے،گویا اس پرجوعمل نہیں
کرتے،انہیں یہ کتاب دی ہی نہیں گئی.

۴۷۔۲ ان سے مراداہل مکہ ہیں.جن میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے تھے.

۴۸۔ۃ وَ مَا كُنۡتَ تَتۡلُوۡا مِنۡ قَبۡلِهٖ مِنۡ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيۡنِكَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ۝

اس سے پہلے تو آپ کوئی کتاب پڑھتے نہ تھے(۱) کسی کتاب کواپنے ہاتھ سے لکھتے تھے (۲) کہ یہ باطل
پرست لوگ شک وشبہ میں پڑتے (۳).

۴۸۔۱ اس لئے کہ ان پڑھ تھے

۴۸_۲ اس لئے کہ لکھنے کے لئے بھی علم ضروری ہے، جو آپ نے کسی سے حاصل ہی نہیں کیا تھا.

۴۸_۳ یعنی اگر آپ ﷺ پڑھے لکھے ہوتے یا کسی استاد سے کچھ سیکھا ہوتا تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ قرآن مجید فلاں کی مدد سے یا اس سے تعلیم حاصل کرنے کا نتیجہ ہے.

ۃ_۴۹ بَلۡ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِىۡ صُدُوۡرِ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ وَمَا يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوۡنَ ۝

بلکہ یہ قرآن تو روشن آیتیں ہیں اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں(ا) ہماری آیتوں کا منکر سوائے ظالموں کے اور کوئی نہیں.

۴۹_ا یعنی قرآن مجید کے حافظوں سینوں میں ہے. یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ قرآن مجید لفظ بہ لفظ سینے میں محفوظ ہوجاتا ہے.

ۃ_۵۰ وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ اٰيٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝

انہوں نے کہا کہ اس پر کچھ نشانیاں (معجزات) اس کے رب کی طرف سے کیوں نہیں اتارے گئے. آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں تو سب اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں(ا) میں تو صرف کھلم کھلا آگاہ کر دینے والا ہوں.

۵۰_ا یعنی یہ نشانیاں اس کی حکمت ومشیت، جن بندوں پر اتارنے کی ہوتی ہے، وہاں وہ اتارتا ہے، اس میں اللہ کے سوا کسی کا اختیار نہیں ہے.

ۃ_۵۱ اَوَلَمۡ يَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَرَحۡمَةً وَّذِكۡرٰى لِقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝ ع رکوع ۵

کیا انہیں یہ کافی نہیں؟ کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جو ان پر پڑھی جارہی ہے، اس میں رحمت (بھی) ہے اور نصیحت (بھی) ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان دار ہیں۔

ۃ_۵۲ قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ شَهِيۡدًا ۚ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

بِالۡبَاطِلِ وَ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ہ

کہہ دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں اللہ تعالٰی گواہ ہونا کافی ہے(۱) وہ آسمان وزمین کی ہر چیز کا عالم ہے، جو لوگ باطل کے ماننے والے اور اللہ تعالٰی سے کفر کرنے والے ہیں وہ زبردست نقصان اور گھاٹے میں ہیں(۲).

۵۲۔۱ یعنی غیر اللہ کی عبادت کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور جو فی الواقع مستحق عبادت ہے، یعنی اللہ تعالٰی، اس کا انکار کرتے ہیں۔

۵۲۔۲ کیوں کہ یہی لوگ فساد عقلی اور سوء فہم میں مبتلا ہیں، اسی لئے انہوں نے سودا کیا ہے کہ ایمان والوں کے بدل کفر اور ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ہے، اس میں یہ نقصان اٹھانے والے ہیں.

ة۔۵۳ وَ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ط وَ لَوۡ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَھُمُ الۡعَذَابُ ط وَ لَیَاۡتِیَنَّھُمۡ بَغۡتَةً وَّ ھُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ہ

یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں(۱) اگر میری طرف سے مقرر کیا ہوا وقت نہ ہوتا تو ابھی تک ان کے پاس عذاب آچکا ہوتا(۲) یہ یقینی بات ہے کہ اچانک ان کی بے خبری میں ان کے پاس عذاب آپہنچے؛

۵۳۔۱ یعنی پیغمبر کی بات ماننے کی بجائے، کہتے ہیں کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب نازل کروا دے.

۵۳۔۲ یعنی اان کے اعمال واقوال تو یقیناً اس لائق ہیں کہ انہیں فوراً صفحۂ ہستی سے ہی مٹا دیا جائے لیکن ہماری سنت ہے کہ ہر قوم کو ایک وقت خاص تک مہلت دیتے ہیں، جب وہ مہلت عمل ختم ہو جاتی ہے تو ہمارا عذاب آجاتا ہے.

ة۔۵۴ یَسۡتَعۡجِلُوۡنَکَ بِالۡعَذَابِ ط وَ اِنَّ جَھَنَّمَ لَمُحِیۡطَةٌۢ بِالۡکٰفِرِیۡنَ ہ

یہ عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں اور (تسلی رکھیں) جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے.

ة۔۵۵ یَوۡمَ یَغۡشٰھُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِھِمۡ وَ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِھِمۡ وَ یَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ہ

اس دن انکے اوپر تلے سے انہیں عذاب ڈھانپ رہا ہوگا اور اللہ تعالٰی (۱) فرمائے گا کہ اب اپنے

(بد)اعمال کا مزہ چکھو.

۵۵۔ا جب چاروں طرف سے ان پر عذآب ہورہا ہوگا تو کہا جائے گا.

۵۶۔ۃ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ہ

اے میرے ایماندار بندو! میری زمین بہت کشادہ ہے سوتم میری ہی عبادت کرو(۱)

۵۶۔ا اس میں ایسی جگہ سے، جہاں اللہ کی عبادت کرنی مشکل ہو اور دین پر قائم رہنا دوبھر ہو رہا ہو، ہجرت کرنے کا حکم ہے، جس طرح مسلمانوں نے پہلے مکہ سے حبشہ کی طرف اور بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کی.

۵۷۔ۃ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ہ

ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے.

۵۸۔ۃ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ط نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ہ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں یقیناً جنت کے ان بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں(۱) جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے(۲) نیک کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے.

۵۸۔ا یعنی اہل جنت کے مکانات بلند ہونگے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہونگی. یہ نہریں پانی، شراب، شہد اور دودھ کی ہونگی، علاوہ ازیں انہیں جس طرف پھیرنا چاہیں گے، ان کا رخ اسی طرف ہو جائے گا.

۵۸۔۲ ان کے زوال کا خطرہ ہوگا، نہ انہیں موت کا اندیشہ نہ کسی اور جگہ پھر جانے کا خوف.

۵۹۔ۃ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ہ

وہ جنہوں نے صبر کیا(۱) اور اپنے رب تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں(۲).

۵۹۔ا یعنی دین پر مضبوطی سے قائم رہے، ہجرت کی تکلیفیں برداشت کیں، اہل و عیال اور عزیز و اقربا سے دوری کو محض اللہ کی رضا کے لئے گوارا کی.

۵۹۔۲ دین اور دنیا کے ہر معاملے اور حالات میں.

ۃ۔۶۰ وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَہَا اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَ اِیَّاکُمۡ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ہ

اور بہت سے جانور(۱) ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے (۲) ان سب کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے وہ بڑا ہی سننے والا ہے(۳).

۶۰۔۱ کَاَیِّنۡ میں کاف تشبیہ کا ہے اور معنی ہیں کتنے ہی یا بہت سے.

۶۰۔۲ کیونکہ اٹھا کر لے جانے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی، اسی طرح وہ ذخیرہ بھی نہیں کر سکتے، مطلب یہ ہے کہ رزق کسی خاص جگہ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ اللہ کا رزق اپنی مخلوق کے لئے عام ہے وہ جو بھی ہو جہاں بھی ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کو جانے والے صحابہ کرامؓ کو پہلے سے کہیں زیادہ وسیع اور پاکیزہ رزق عطا فرمایا، نیز تھوڑے ہی عرصے بعد انہیں عرب کے متعدد علاقوں کا حکمران بنا دیا.

۶۰۔۳ وہ جاننے والا ہے تمہارے اعمال و افعال کو اور تمہارے ظاہر و باطن کو، اس لیے صرف اسی سے ڈرو، اس کے سوا کسی سے مت ڈرو! اسی کی اطاعت میں سعادت و کمال ہے اور اسی کی معصیت میں بدبختی و نقصان.

ۃ۔۶۱ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ فَاَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ ہ

اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ زمین و آسمان کا خالق اور سورج اور چاند کو کام میں لگانے والا کون ہے؟ تو ان کا جواب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ (۱) پھر کدھر الٹے جا رہے ہیں (۲)

۶۱۔۱ یعنی یہ مشرکین، جو مسلمانوں کو محض توحید کی وجہ سے ایذائیں پہنچا رہے ہیں، ان سے اگر پوچھا جائے کہ آسمان و زمین کو عدم وجود میں لانے والا اور سورج اور چاند کو اپنے اپنے مدار پر چلانے والا کون ہے؟ تو وہاں یہ اعتراف کئے بغیر انہیں چارہ نہیں ہوتا کہ یہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے.

۶۱۔۲ یعنی دلائل اور وا اعتراف کے باوجود حق سے انکار اور گریز باعث تعجب ہے.

۶۲ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ(۱) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے(۲)۔

۶۲۔۱ یہ مشرکین کے اعتراض کا جواب ہے جو وہ مسلمانوں پر کرتے تھے کہ اگر تم حق پر ہو تو پھر غریب اور کمزور کیوں ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ رزق کی کشادگی اور کمی اللہ کے اختیار میں ہے وہ اپنی حکمت ومشیت کے مطابق جس کو چاہتا کم یا زیادہ دیتا ہے، اس کا تعلق اس کی رضامندی یا غضب سے نہیں ہے۔

۶۲۔۲ اس کو بھی وہی جانتا ہے کہ زیادہ رزق کس کے لئے بہتر ہے اور کس کے لئے نہیں؟

۶۳ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ ع رکوع

اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ کہہ دیجئے کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے، بلکہ ان میں اکثر بے عقل ہیں(۱)۔

۶۳۔۱ کیونکہ عقل ہوتی تو اپنے رب کے ساتھ پتھروں کو اور مردوں کو رب نہ بناتے۔ نہ ان کے اندر یہ تمیز ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت و ربوبیت کے اعتراف کے باوجود، بتوں کو حاجت روا اور لائق عبادت سمجھ رہے ہیں۔

۶۴ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور دنیا کی یہ زندگانی تو محض کھیل تماشا ہے البتہ آخرت کے گھر کی زندگی حقیقی زندگی ہے(۱) کاش! یہ جانتے ہوتے(۲)

۶۴۔۱ اس لئے ایسے عمل صالح کرنے چاہئیں جن سے آخرت کا یہ گھر سنور جائے۔

۶۴۔۲ کیونکہ اگر وہ یہ بات جان لیتے تو آخرت سے بے پرواہ ہو کر دنیا میں مگن نہ ہوتے. اس لئے ان کا علاج علم ہے، علم شریعت.

ۃ۔۶۵ فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ٥

پس یہ لوگ جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اس کے لئے عبادت کو خالص کر کے پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں (۱).

۶۵۔۱ مشرکین کے اس منافقت کو بھی قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان فرمایا گیا ہے. اس منافقت کو حضرت عکرمہؓ سمجھ گئے تھے جس کی وجہ سے انہیں قبول اسلام کی توفیق حاصل ہوگئی ان کے متعلق آتا ہے کہ فتح مکہ کے بعد یہ مکہ سے فرار ہوگئے تاکہ نبی ﷺ کی گرفت سے بچ جائیں یہ حبشہ جانے کے لئے ایک کشتی میں بیٹھے کشتی گرداب میں پھنس گئی، تو کشتی میں سوار لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ پورے خلوص کے ساتھ رب سے دعائیں کرو، اس لئے کہ یہاں اس کے علاوہ کوئی نجات دینے والا نہیں. حضرت عکرمہؓ نے یہ سن کر کہا کہ اگر سمندر میں اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا تو خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا اسی وقت اللہ سے عہد کر لیا کہ اگر میں یہاں سے بخریت ساحل پر پہنچ گیا تو میں محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا یعنی مسلمان ہو جاؤں گا چنانچہ یہاں سے نجات پا کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا.

ۃ۔۶۶ لِیَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ٥

تاکہ ہماری دی ہوئی نعمتیں سے مکرتے رہیں اور برتتے رہیں (۱) ابھی ابھی پتہ چل جائے گا.

۶۶۔۱ یعنی نجات کے بعد ان کا شرک کرنا اس لئے ہے کہ وہ کفران نعمت کریں اور دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں. کیونکہ اگر وہ ناشکری نہ کرتے تو اخلاص پر قائم رہتے اور صرف اللہ واحد کو ہی ہمیشہ پکارتے. گو ان کا مقصد کفر کرنا نہیں ہے لیکن دوبارہ شرک کے ارکاب کا نتیجہ بہرحال کفر ہی ہے.

ۃ۔۶۷ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ط اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ

وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ہ

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو باامن بنا دیا ہے حالانکہ ان کے اردگرد سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں(ا) کیا یہ باطل پر تو یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ناشکری کرتے ہیں(ا)

۶۷۔ا یعنی کیا اس نعمت کا شکر یہی ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائیں،اور جھوٹے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے رہیں.اس احسان کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے اور اس کے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کرتے.

ۃ۔۶۸ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ط اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ہ

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے(ا) یا جب حق اس کے پاس آ جائے وہ اسے(۲) جھٹلائے،کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم نہ ہوگا؟

۶۸۔ا یعنی دعویٰ کرے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے دراں حالیکہ ایسا نہ ہو یا کوئی یہ کہے میں بھی وہ چیز اتار سکتا ہوں جو اللہ نے اتاری ہے.یہ تو سراسر جھوٹ ہے.

۶۸۔۲ یہ تکذیب ہے اور اس کا مرتکب مکذب ہے یہ دونوں کفر ہیں جس کی سزا جہنم ہے.

ۃ۔۶۹ وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ہ ع رکوع۷

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں(ا) ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھا دیں گے(ا) یقیناً اللہ نیکو کاروں کا ساتھی ہے

۶۹۔ا اس سے مراد دنیا اور آخرت کے وہ راستے ہیں جن پر چل کر انسان کو اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے.

۶۹۔۲ احسان کا مطلب ہے اللہ کو حاضر ناظر جان کر ہر نیکی کے کام کو اخلاص کے ساتھ کرنا،سنت نبوی ﷺ کے مطابق کرنا، برائی کے بدلے حسن سلوک کرنا،اپنا حق چھوڑ دینا اور دوسروں کو حق سے زیادہ دینا .

سُوۡرَةُ الرُّوۡمِ ۳۰ یہ سورت مکی ہے اس میں (۶۰) آیات اور (۶) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ق۔۱ الٓمّٓ ۝ الم ق۔۲ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۝ رومی مغلوب ہوگئے ہیں

ق۔۳ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُوۡنَ ۝ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے۔

ق۔۴ فِیۡ بِضۡعِ سِنِيۡنَ ؕ لِلّٰهِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَمِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَيَوۡمَئِذٍ يَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝

چند سال میں ہی، اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔

ق۔۵ بِنَصۡرِ اللّٰهِ ؕ يَنۡصُرُ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الرَّحِيۡمُ ۝

اللہ کی مدد سے (۱) وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔

۵۔۱ عہد رسالت میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔ایک فارس (ایران) کی، دوسری روم کی۔اول الذکر حکومت آتش پرست اور دوسری عیسائی یعنی اہل کتاب تھی۔مشرکین مکہ کی ہمدردیاں فارس کے ساتھ تھیں کیونکہ دونوں غیر اللہ کے پجاری تھے۔جب کہ مسلمان کی ہمدردیاں روم کی عیسائی حکومت کے ساتھ تھیں، اس لئے عیسائی بھی مسلمانوں کی طرح اہل کتاب تھے اور وحی و رسالت پر یقین رکھتے تھے، ان کی آپس میں ٹھنی رہتی تھی۔ نبی ﷺ کی بعثت کے چند سال بعد ایسا ہوا کہ فارس کی حکومت عیسائی حکومت پر غالب آگئی، جس پر مشرکوں کو خوشی اور مسلمانوں کو غم ہوا، اس موقعہ پر قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں، جن میں پیش گوئی کی گئی کہ رومی پھر غالب آجائیں گے اور غالب، مغلوب اور مغلوب غالب ہو جائیں گے۔بظاہر اسباب یہ پیش گوئی ناممکن العمل نظر آتی تھی۔

ہم مسلمانوں کو اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے یقین تھا کہ ایسا ضرور ہوکر رہے گا.اسی لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ابوجہل سے یہ شرط باندھی کہ رومی پانچ سال کے اندر دوبارہ غالب آجائیں گے. نبی ﷺ کے علم میں یہ بات آئی تو فرمایا بِضۡعٌ کا لفظ تین سے دس تک کے عدد کے لئے استعمال ہوتا ہے تم نے ۵ سال کی مدت کم رکھی ہے، اس میں اضافہ کرلو، چنانچہ آپ ﷺ کی ہدایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس مدت میں اضافہ کروالیا.اور پھر ایسا ہوا کہ رومی ۹ سال کی مدت کے اندر اندر یعنی ساتویں سال دوبارہ فارس پر غالب آگئے ،جس سے یقیناً مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی، بعض کہتے ہیں کہ رومیوں کو یہ فتح اس وقت ہوئی، جب بدر میں مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ حاصل ہوا اور مسلمان اپنی فتح پر خوش ہوئے۔رومیوں کی یہ فتح قرآن کریم کی صداقت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے.نزدیک کی زمین سے مراد،عرب کی زمین کے قریب کے علاقے ،یعنی شام وفلسطین وغیرہ، جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔

ق۔۶ وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

اللہ کا وعدہ ہے،(ا) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے.

۶۔ا یعنی اے محمد! (ﷺ) ہم آپ کو جو خبر دے رہے ہیں کہ عنقریب رومی، فارس پر دوبارہ غالب آجائیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو مدت مقرہ کے اندر یقیناً پورا ہوکر رہے گا.

ق۔۷ یَعۡلَمُوۡنَ ظَاهِرًا مِّنَ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۖۚ وَ هُمۡ عَنِ الۡاٰخِرَةِ هُمۡ غٰفِلُوۡنَ ۝

وہ تو (صرف) دنیاوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہیں(ا).

۷۔ا یعنی اکثر لوگوں کو دنیاوی معاملات کا خوب علم ہے. چنانچہ وہ ان میں تو اپنی چابک دستی اور مہارت فن کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کا فائدہ عارضی اور چندروزہ ہے لیکن آخرت کے معاملات سے یہ غافل ہیں جن کا نفع مستقل اور پائیدار ہے .یعنی دنیا کے امور کو خوب پہچانتے اور دین سے بے خبر ہیں.

ة-۸ **اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمۡ لَكٰفِرُوۡنَ ۝**

کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بہترین قرینے سے مقرر وقت تک کے لئے (ہی) پیدا کیا ہے، ہاں اکثر لوگ یقیناً اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں (۱)۔

۸-ا اور اس کی وجہ وہی کائنات میں غور وفکر کا فقدان ہے ورنہ قیامت کے انکار کی کوئی معقول بنیاد نہیں ہے۔

ة-۹ **اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَعَمَرُوۡهَاۤ اَكۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡهَا وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ؕ ۝**

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا (۱) کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا (برا) ہوا (۲) وہ ان سے بہت زیادہ توانا اور طاقتور تھے (۳) اور انہوں نے (بھی) زمین بوئی جوتی تھی اور (۴) ان سے زیادہ آباد کی تھی (۵) اور ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے (۶) یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان (۷) پر ظلم کرتا لیکن (دراصل) وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے (۸).

۹-ا یہ اثار کھنڈرات اور نشانات عبرت پر غور وفکر نہ کرنے پر ملامت کی جارہی ہے. مطلب ہے کہ چل پھر کر وہ مشاہدہ کر چکے ہیں.

۹-۲ یعنی ان کافروں کا، جن کو اللہ نے ان کے کفر باللہ، حق کے انکار اور رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک کیا.

۹-۳ یعنی قریش اور اہل مکہ سے زیادہ .

۹-۴ یعنی اہل مکہ تو کھیتی باڑی سے ناآشنا ہیں لیکن پچھلی قومیں اس وصف میں بھی ان سے بڑھ کر تھیں.

۹_۵ اس لئے کہ ان کی عمریں بھی زیادہ تھیں، جسمانی قوت میں بھی زیادہ تھے اسباب معاش بھی ان کو زیادہ حاصل تھے. پس انہوں نے عمارتیں بھی زیادہ بنائیں، زراعت وکاشتکاری بھی کی اور وسائل رزق بھی زیادہ مہیا کیئے.

۹_۶ لیکن وہ ان پر ایمان نہیں لائے. لہذا تمام تر قوتوں، ترقیوں اور فراغت وخوش حالی کے باوجود ہلاکت ان کا مقدر بن کر رہی.

۹_۷ کہ انہیں بغیر گناہ کے عذاب میں مبتلا کر دیتا

۹_۸ یعنی اللہ کا انکار اور رسولوں کی انکاری کر کے.

ة_۱۰ ثُمَّ کَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَآءُ اۤی اَنْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَکَانُوْا بِھَا یَسْتَھْزِءُوْنَ ہ ع رکوع_۱

پھر آخرش برا کرنے والوں کا بہت ہی برا انجام ہوا، (ا) اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے.

۱۰_۱ یعنی ان کا جو انجام ہوا، بدترین انجام تھا.

ة_۱۱ اَللّٰہُ یَبْدَئُو االْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ہ

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے (ا) گا پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے.

۱۱_۱ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ مرنے کے بعد دوبارہ انہیں زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، اس لئے کہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ سے زیادہ مشکل نہیں ہے.

ة_۱۲ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ہ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو گناہگار حیرت زدہ رہ جائیں گے (ا).

۱۲_۱ قیامت والے دن کافروں اور مشرکوں کا یہی حال ہوگا، یعنی کہ عذاب کے بعد وہ ہر خبر سے مایوس اور دلیل و حجت پیش کرنے سے قاصر ہونگے. مجرموں سے مراد کافر و مشرکین ہیں جیسے

کہ اگلی آیت میں واضح ہے

ۃ۔۱۳ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّھُمۡ مِّنۡ شُرَکَآئِھِمۡ شُفَعٰٓؤُا وَکَانُوۡا بِشُرَکَآئِھِمۡ کٰفِرِیۡنَ ہ

اوران تمام تر شریکوں میں سے ایک بھی ان کا شفارشی نہ ہوگا(ا) اور (خود یہ بھی) اپنے شریکوں کے منکر ہوجائیں گے.

۱۔۱۳ شریکوں سے مراد معبودان باطلہ ہیں جن کی مشرکین، یہ سمجھ کر عبادت کرتے تھے کہ یہ اللہ کے ہاں ان کے شفارشی ہوں گے،اور انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے.لیکن اللہ نے یہاں وضاحت فرما دی کہ اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں کوئی شفارشی نہیں ہوگا.

ۃ۔۱۴ وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یَوۡمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوۡنَ ہ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن (جماعتیں) الگ الگ ہوجائیں گی (ا).

۱۔۱۴ اس سے مراد ہر فرد کا دوسرے فرد سے الگ ہونا نہیں ہے.بلکہ مطلب مومنوں کا اور کافروں کا الگ الگ ہونا ہے

ۃ۔۱۵ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمۡ فِیۡ رَوۡضَۃٍ یُّحۡبَرُوۡنَ ہ

جو ایمان لاکر نیک اعمال کرتے رہے وہ تو جنت میں خوش وخرم کردیئے جائیں گے(ا)

۱۔۱۵ یعنی انہیں جنت میں اکرام وانعام سے نوازا جائے گا،جن سے وہ مزید خوش ہونگے.

ۃ۔۱۶ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآئِ الۡاٰخِرَۃِ فَاُولٰٓئِکَ فِی الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ہ

اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹا ٹھہرایا تھا وہ سب عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے(ا)

۱۔۱۶ یعنی ہمیشہ اللہ کے عذاب کی گرفت میں رہیں گے

ق۔۱۷ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡ نَ وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡ نَ o

پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کہ تم شام کرو اور جب صبح کرو۔

ق۔۱۸ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰ تِ وَا لۡاَرۡ ضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيۡنَ تُظۡهِرُ وۡ نَ o

تمام تعریفوں کے لائق آسمان و زمین میں صرف وہی ہے تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت بھی (اس کی پاکیزگی بیان کرو(۱)۔

۱۸۔۱ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ذات مقدسہ کے لئے تسبیح وتحمید ہے، جس سے مقصد اپنے بندوں کی رہنمائی ہے کہ ان اوقات میں، جو ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور جو اس کے کمال قدرت و عظمت پر دلالت کرتے ہیں، اس کی تسبیح وتحمید کیا کرو۔

ق۔۱۹ يُخۡـرِجُ الۡـحَـىَّ مِنَ الۡـمَيِّـتِ وَ يُـخۡـرِ جُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَيِّ وَ يُحۡيِ الۡاَ رۡضَ بَعۡدَ

مَوۡ تِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخۡرَ جُوۡ نَ o ع رکوع ۲

(وہی) زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے(۱) اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اسی طرح تم (بھی) نکالے جاؤ گے(۲)۔

۱۹۔۱ جیسے انڈے کو مرغی سے، مرغی کو انڈے سے۔ انسان کو نطفے سے، نطفے کو انسان اور مومن کو کافر سے، کافر کو مومن سے پیدا فرماتا ہے۔

۱۹۔۲ یعنی قبروں سے زندہ کر کے۔

ق۔۲۰ وَ مِنۡ اٰ يٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَا بٍ ثُمَّ اِ ذَ آ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ تَنۡتَشِرُوۡ نَ o

اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب انسان بن کر (چلتے پھرتے) پھیل رہے ہو(۱)

۲۰۔۱ یہ اس طرف اشارہ ہے جن سے گزر کر بچہ پورا انسان بنتا ہے جس کی تفصیل قرآن میں

دوسرے مقامات پر بیان کی گئی ہے تَنۡتَشِرُوۡ نَ مرادانسان کا کسب معاش اور دیگر حاجات وضروریات بشریہ کے لئے چلنا پھرنا ہے.

ۃ۔۲۱ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡھَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ہ

اوراس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم آرام پاؤ(۱) اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی (۲) یقیناً غوروفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت نشانیاں ہیں.

۲۱۔۱ مطلب یہ ہے کہ اگر مرد اور عورت کی جنس ایک دوسرے سے مختلف ہوتی، مثلاً عورتیں جنات یا حیوانات میں سے ہوتیں، تو ان سے سکون کبھی حاصل نہ ہوتا جو اس وقت دونوں ایک ہی جنس سے ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے. بلکہ ایک دوسرے سے نفرت وحشت ہوتی. یہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت ہے کہ اس نے انسانوں کی بیویاں، انسان ہی بنائیں۔

۲۱۔۲ مَوَدَّۃً یہ ہے کہ مرد بیوی سے بے پناہ پیار کرتا ہے اور ایسے ہی بیوی شوہر سے. جیسا کہ عام مشاہدہ ہے. ایسی محبت جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے، دنیا میں کسی بھی دو شخصوں کے درمیان نہیں ہوتی. اور رحمت یہ ہے کہ مرد بیوی کو ہر طرح کی سہولت اور آسائش بہم پہنچاتا ہے، جس کا مکلّف اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور ایسے ہی عورت بھی اپنے قدرت واختیار کے دائرہ میں. تاہم انسان کو یہ سکون اور باہمی پیار انہی جوڑوں سے حاصل ہوتا ہے جو قانون شریعت کے مطابق باہم نکاح سے قائم ہوتے ہیں اور اسلام انہی کو جوڑا اقرار دیتا ہے. غیر قانونی جوڑوں کو وہ جوڑا ہی تسلیم نہیں کرتا بلکہ انہیں زانی اور بدکار قرار دیتا ہے اور ان کے لئے سزا تجویز کرتا ہے۔

ۃ۔۲۲ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِکُمۡ وَ اَلۡوَانِکُمۡ ؕ اِنَّ

فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰ یٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ہ

اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اورزمین کی پیدائش اورتمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے(ا) دانش مندوں کیلئے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں.

۲۲۔ا دنیا میں اتنی زبانوں کا پیدا کر دینا بھی اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے. پھر ایک ایک زبان کے مختلف لہجے اور اسلوب ہیں۔ اسی طرح ایک ہی ماں باپ (آدم وحوا علیہما السلام) سے ہونے کے باوجود رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہیں کوئی کالا، کوئی گورا اور شکلیں بھی ایک دوسرے سے مختلف بولنے کے لہجے جدا جدا اور حتیٰ کہ آواز بھی ایک دوسرے الگ الگ، ایک بھائی دوسرے بھائی سے مختلف ہے لیکن اللہ کی قدرت کا کمال ہے کہ پھر بھی کسی ایک ہی ملک کے باشندے، دوسرے ملک کے باشندوں سے ممتاز ہوتے ہیں.

۲۳ وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ ابۡتِغَآ ؤُكُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ط اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰ یٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡ نَ ہ

اور (بھی) اس کی (قدرت کی) نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے اور اس کے فضل (یعنی روزی) کو تمہارا تلاش کرنا بھی (ا) ہے جو لوگ (کان لگا کر) سننے کے عادی ہیں ان کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں.

۲۳۔ا نیند کا باعث سکون وراحت ہونا چاہیئے وہ رات کو ہو یا بہ وقت قیلولہ، اور دن کو تجارت و کاروبار کے ذریعے سے اللہ کا فضل تلاش کرنا، یہ مضمون کئی جگہ گزر چکا ہے۔

۲۴ وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖ یُرِیۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحۡیٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ط اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰ یٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡ نَ ہ

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ (بھی) ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لئے

بجلیاں دکھاتا ہے(۱) اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے، اس میں (بھی) عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں.

۲۴۔۱ یعنی آسمان میں بجلی چمکتی ہے اور بادل کڑکتے ہیں، تو تم ڈرتے بھی ہو کہ کہیں بجلی گرنے یا زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے کھتیاں برباد نہ ہو جائیں اور امیدیں بھی وابستہ کرتے کہ بارشیں ہوں گی تو فصل اچھی ہوگی.

ۃ۔۲۵ وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِہٖ ط ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمۡ دَعۡوَۃً مِّنَ الۡاَرۡضِ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ہ

اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسماں وزمین اسی کے حکم سے قائم ہیں، پھر بھی جب وہ تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے(۲)

۲۵۔۱ یعنی جب قیامت برپا ہوگی تو آسمان وزمین کا یہ سارا نظام، جو اس وقت اس کے حکم سے قائم ہے، درہم برہم ہو جائے گا اور تمام انسان قبروں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے.

ۃ۔۲۶ وَ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ط کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوۡنَ ہ

اور زمین وآسمان کی ہر ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے(۱).

۲۶۔۱ یعنی اس کی تکوینی حکم کے آگے سب بے بس اور لاچار ہیں. جیسے موت وحیات، صحت ومرض، ذلت وعزت وغیرہ میں.

ۃ۔۲۷ وَ ہُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَ ہُوَ اَہۡوَنُ عَلَیۡہِ ط وَ لَہُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ہ ع

رکوع ٣

الربع

وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے. اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے(۱) آسمانوں میں اور زمین میں بھی اور وہی غلبے والا حکمت والا ہے۔

۲۷۔ا یعنی اتنے کمالات اور عظیم قدرتوں کا مالک ہے، تمام مثالوں سے اعلیٰ اور برتر (لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ)

ۃ۔۲۸ ضَرَبَ لَكُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ هَلۡ لَّكُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ شُرَكَآءَ فِىۡ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَهُمۡ كَخِيۡفَتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی ہے، جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک ہے؟ کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟ (ا) اور تم ان کا ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا خود اپنوں کا ہم عقل رکھنے والوں کے لئے اسی طرح کھول کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں.

۲۸۔ا یعنی کیا تم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح تم (آزاد لوگ) آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو. یعنی جس طرح مشترکہ کاروبار یا جائداد میں خرچ کرتے ہوئے ڈر محسوس ہوتا ہے کہ دوسرے شریک باز پرس کریں گے. کیا تم اپنے غلاموں سے اس طرح ڈرتے ہو؟ یعنی نہیں ڈرتے. کیونکہ تم انہیں مال و دولت میں شریک قرار دے کر اپنا ہم رتبہ بنا ہی نہیں سکتے تو اس سے ڈر بھی کیسا.

ۃ۔۲۹ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ۚ فَمَنۡ يَّهۡدِىۡ مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۝

بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بغیر علم کے (ا) خواہش پرستی کر رہے ہیں، اسے کون راہ دکھائے جسے اللہ تعالیٰ راہ سے ہٹا دے (۲) ان کا ایک بھی مددگار نہیں (۳)۔

۲۹۔ا یعنی اس حقیقت کا انہیں خیال ہی نہیں ہے کہ وہ علم سے بے بہرہ اور ضلالت کا شکار ہیں اور اسی بے علمی اور گمراہی کی وجہ سے وہ اپنی عقل کو کام میں لانے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور اپنی نفسانی خواہشات اور آرائے فاسدہ کے پیرو کار ہیں.

۲۹۔۲ کیونکہ اللہ کی طرف سے ہدایت اسے ہی نصیب ہوتی ہے جس کے اندر ہدایت کی طلب اور آرزو ہوتی ہے، جو اس طلب صادق سے محروم ہوتے ہیں، انہیں گمراہی میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۲۹۔۳ یعنی ان گمراہوں کا کوئی مددگار نہیں جو انہیں ہدایت سے بہرہ ور کر دے یا ان سے عذاب پھیر دے۔

ۃ۔۳۰ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں (۱) اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا اس اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

۳۰۔۱ یعنی اللہ کی توحید اور اس کی عبادت پر قائم رہیں اور جھوٹے مذاہب کی طرف دھیان ہی نہ کریں

ۃ۔۳۱ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(لوگو!) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ (۱)

۳۱۔۱ یعنی ایمان تقوی اور اقامت صلوۃ سے گریز کر کے، مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

ۃ۔۳۲ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝

ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے (۱) ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے۔

۳۲۔۱ یعنی اصل دین کو چھوڑ کر یا اس میں من مانی تبدیلیاں کر کے الگ الگ فرقوں میں بٹ گئے، جیسے کوئی یہودی، کوئی نصرانی، کوئی مجوسی وغیرہ ہو گیا۔

ۃ۔۳۳ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

لوگوں کو جب کبھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کیطرف (پوری طرح) رجوع ہو کر دعائیں کرتے ہیں، پھر جب وہ اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے.

ق-۳۴ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ط فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ہ

تاکہ وہ اس چیز کی ناشکری کریں جو ہم نے دی ہے(ا) اچھا تم فائدہ اٹھالو ابھی ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا.

۳۴-ا یہ وہی مضمون ہے جو سورۂ عنکبوت کے آخر میں گزرا.

ق-۳۵ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ہ

کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل نازل کی ہے جو اسے بیان کرتی ہے جسے یہ اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں.

۳۵-ا یہ استفہام انکاری ہے۔یعنی یہ جن کو اللہ کا شریک گردانتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں، یہ بلا دلیل ہے، اللہ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ بھلا اللہ تعالیٰ شرک کے اثبات و جواز کے لئے کس طرح کوئی دلیل اتار سکتا تھا۔ جب کہ اس نے سارے پیغمبر بھیجے ہی اس لئے تھے کہ وہ شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کریں. چنانچہ ہر پیغمبر نے آ کر سب سے پہلے اپنی قوم کو توحید ہی کا وعظ کیا.

ق-۳۶ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ط وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ہ

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو ایک دم وہ محض ناامید ہو جاتے ہیں (ا)

۳۶-ا انسانوں کی اکثریت کا شیوہ ہے کہ راحت میں وہ خوش ہوتے ہیں اور مصیبت میں ناامید ہو جاتے ہیں. اہل ایمان اس سے مستثنیٰ ہیں . وہ تکلیف میں صبر اور راحت میں اللہ کا شکر یعنی

عمل صالح کرتے ہیں. یوں دونوں حالتوں میں ان کے لئے خیر اور اجر و ثواب کا باعث بنتی ہیں.

ة۔۳۷ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۝

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے کشادہ روزی دیتا ہے اور جسے چاہے تنگ،(۱) اس میں بھی لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں.

۳۷۔۱ یعنی اپنی حکمت و مصلحت سے وہ کسی کو مال و دولت زیادہ اور کسی کو کم دیتا ہے. حتیٰ کہ بعض دفعہ عقل و شعور میں اور ظاہری اسباب و وسائل میں دو انسان ایک جیسے ہی محسوس ہوتے ہیں ایک جیسا ہی کاروبار بھی شروع کرتے ہیں لیکن ایک کے کاروبار کو خوب فروغ ملتا ہے اور اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں ،جب کہ دوسرے شخص کا کاروبار محدود ہی رہتا ہے اور اسے وسعت نصیب نہیں ہوتی آخر یہ کون ہستی ہے جس کے پاس تمام اختیارات ہیں اور وہ اس قسم کے تصرفات فرماتا ہے اور یہ سب اسی ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

ة۔۳۸ فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّہٗ وَ الۡمِسۡکِیۡنَ وَ ابۡنَ السَّبِیۡلِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ لِّلَّذِیۡنَ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡہَ اللّٰہِ ۫ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝

پس قرابت دار کو مسکین کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے(۱) یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں(۲) ایسے لوگ نجات پانے والے ہیں.

۳۸۔۱ اصحاب ثروت کو چاہئے کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے ان کا حق ادا کرتے رہیں جو ان کے مال میں مستحق رشتے داروں، مسکین اور مسافروں کا رکھا گیا ہے. رشتہ دار کا حق اس لئے مقدم کیا کہ اس کی فضیلت زیادہ ہے حدیث میں آتا ہے کہ غریب رشتہ دار کے ساتھ احسان کرنا دوہرے اجر کا باعث ہے . ایک صدقے کا اجر اور دوسرا صلۂ رحمی کا . علاوہ ازیں اسے حق سے

تعبیر کر کے اس طرف بھی اشارہ فرمایا کہ امداد کر کے ان پر احسان نہیں کرو گے بلکہ ایک حق کی ہی ادائیگی کرو گے.

۳۸_۲ یعنی جنت میں اس کے دیدار سے مشرف ہونا.

۳۹ة وَ مَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ه

تم جو سود پر دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا (۱) اور جو کچھ صدقہ زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ منہ دیکھنے (اور خوشنودی کے لئے) دو تو ایسے لوگ ہی ہیں اپنا دو چند کرنے والے ہیں (۲).

۳۹_۱ یعنی سود سے بظاہر اضافہ معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس کی نحوست بالآخر دنیا اور آخرت میں تباہی کا باعث ہے.

۳۹_۲ زکوٰۃ صدقات سے ایک تو روحانی ومعنوی اضافہ ہوتا ہے. یعنی بقیہ مال میں اللہ کی طرف سے برکت ڈال دی جاتی ہے. دوسرے قیامت والے دن اس کا اجر وثواب کئی گنا ملے گا، جس طرح حدیث میں ہے کہ حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ بڑھ بڑھ کر احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گا (صحیح مسلم)

۴۰ة اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ط هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ه ع رکوع

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو. اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں.

ق۔۴۱ ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ بِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِی النَّاسِ لِيُذِيۡقَهُمۡ بَعۡضَ الَّذِیۡ عَمِلُوۡا لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ہ

خشکی اورتری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا.اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھادے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آجائیں (۱)

۴۱۔۱ خشکی سے مراد، انسانی آبادیاں اورتری سے مرادسمندر، سمندری راستے اورساحلی آبادیاں ہیں فساد سے مراد ہروہ بگاڑ ہے جس سے انسانوں کے معاشرے اورآبادیوں میں امن سکون تہ و بالا ہوجاتا ہے اوران کے عیش وآرام میں خلل واقع ہو.

ق۔۴۲ قُلۡ سِيۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ كَانَ اَكۡثَرُهُمۡ مُّشۡرِكِيۡنَ ہ

زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے(۱).

۴۲۔۱ شرک کا خاص طور پر ذکر کیا، کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے.علاوہ ازیں اس میں دیگر برائیاں و معاصی بھی آجاتی ہے کیونکہ ان کا ارتکاب بھی انسان اپنے نفس کی بندگی ہی اختیار کرکے، کرتا ہے، اسی لئے اسے بعض لوگ عملی شرک سے تعبیر کرتے ہیں.

ق۔۴۳ فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ الۡقَيِّمِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِیَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوۡمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوۡنَ ہ

پس آپ اپنا رخ اس سچے اورسیدھے دین کی طرف ہی رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس کا ٹل جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نہیں(۱) اس دن سب متفرق (۲) ہوجائیں گے .

۴۳۔۱ یعنی اس دن کے آنے کوکوئی روک نہیں سکتا.اس لئے اس دن (قیامت) کے آنے سے پہلے پہلے اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کرلیں اورنیکیوں سے اپنا دامن بھرلیں.

۴۳۔۲ یعنی دوگروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے،ایک مومنوں کا دوسرا کافروں کا.

ۃ۔۴۴ مَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡهِ کُفۡرُهٗ وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَ نۡفُسِهِمۡ یَمۡهَدُوۡنَ ہ

کفر کرنے والوں پر ان کے کفر کا وبال ہوگا اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں.

۴۴۔ا مَھْـــدٌ کے معنی راستہ ہموار کرنا، فرش بچھانا، یعنی یہ عمل صالح کے ذریعے سے جنت میں جانے اور وہاں اعلیٰ منازل حاصل کرنے کے لئے راستہ ہموار کررہے ہیں.

ۃ۔۴۵ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡ فَضۡلِهٖ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ہ

تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جزا دے جو ایمان لائے اور نیک (ا) اعمال کئے وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا.

۴۵۔ا یعنی محض نیکیاں دخول جنت کے لئے کافی نہیں ہوں گی، جب تک ان کے ساتھ اللہ کا فضل بھی شامل حال نہ ہوگا پس وہ اپنے فضل سے ایک ایک نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا تک بلکہ اس سے زیادہ بھی دے گا۔

ۃ۔۴۶ وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ یُّرۡسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیۡقَکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِهٖ وَلِتَجۡرِیَ الۡفُلۡکُ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ ہ

اس کی نشانیوں میں سے خوشخبریاں دینے والی (ا) ہواؤں کو چلانا بھی ہے اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت سے لطف اندوز کرے (۲) اور اس لئے کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اس لئے کہ اس کے فضل کو تم ڈھونڈو (۳) اور اس لئے کہ تم شکر گزاری کرو (۴)

۴۶۔ا یعنی یہ ہوائیں بارش کی پیامبر ہوتی ہیں.

۴۶۔۲ یعنی بارش سے انسان بھی لذت و سرور محسوس کرتا ہے اور فصلیں بھی لہلا اٹھتی ہیں.

۴۶۔۳ یعنی ان کے ذریعے سے مختلف مما لک میں جا کر تجارت و کاروبار کرکے.

۴۶۔۴ یعنی ظاہری و باطنی نعمتوں پر، جن کا کوئی شمار ہی نہیں. یعنی یہ ساری سہولتیں اللہ تعالیٰ تمہیں اس

لئے بھم پہنچا تا ہے کہ تم اپنی زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ کی بندگی و اطاعت بھی کرو!

ۃ۔۴۷ وَ لَقَدْ اَرْ سَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُ سُلًا اِلٰی قَوْ مِھِمْ فَجَآ ءُ وْ ھُمْ بِا لْبَيِّنٰتِ فَا نْتَقَمْنَا مِنَ
الَّذِ يْنَ اَ جْرَ مُوْا ط وَ كَا نَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْ مِنِيْنَ o

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے پاس دلیلیں لائے. پھر ہم نے گناہ گاروں سے انتقام لیا. ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے (۱)۔

۴۷۔۱ یعنی اے محمد (ﷺ) جس طرح ہم نے آپ کو رسول بنا کر آپ کی قوم کی طرف بھیجا، اسی طرح آپ سے پہلے بھی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے، ان کے ساتھ دلائل اور معجزات بھی تھے، لیکن قوموں نے ان کی تکذیب کی، ان پر ایمان نہیں لائے بالآخر ان کے اس جرم تکذیب اور ارتکاب معصیت پر ہم نے انہیں اپنی سزا کا نشانہ بنایا

ۃ۔۴۸ اَللّٰهُ الَّذِیْ يُرْ سِلُ الرِّ يٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَا بًا فَيَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآ ءِ كَيْفَ يَشَآ ءُ
يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَ ى الْوَ دْ قَ يَخْرُ جُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِ ذَآ اَصَا بَ بِهٖ مَنْ يَّشَآ ءُ مِنْ عِبَا دِ هٖٓ
اِ ذَا ھُمْ يَسْتَبْشِرُوْ نَ o

اللہ تعالیٰ ہوائیں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں (۱) پھر اللہ تعالیٰ اپنی منشا کے مطابق اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے (۲) اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے (۳) پھر آپ دیکھتے ہیں اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں (۴) اور جنہیں اللہ چاہتا ہے ان بندوں پر وہ پانی برساتا ہے تو وہ خوش خوش ہو جاتے ہیں۔

۴۸۔۱ یعنی بادل جہاں بھی ہوتے ہیں وہاں سے ہوائیں ان کو اٹھا کر لے جاتی ہیں.

۴۸۔۲ کبھی چلا کر کبھی ٹھہرا کر، کبھی تہ بہ تہ کر کے کبھی دور دراز تک. یہ آسمانوں پر بادلوں کی مختلف کیفیتیں ہوتی ہیں۔

۴۸۔۳ یعنی ان کو آسمان پر پھیلانے کے بعد، کبھی ان کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتا ہے.

۴۸۔۴ یعنی ان بادلوں سے اللہ اگر چاہتا تو بارش ہو جاتی ہے، جس سے بارش کے ضرورت مند خوش ہو جاتے ہیں

ۃ۔۴۹ وَ اِنْ كَا نُوْ ا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّ لَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ہ

یقین مانناکہ بارش ان پر برسنے سے پہلے پہلے تو وہ ناامید ہورہے تھے.

ۃ۔۵۰ فَا نْظُرْ اِلٰٓى اٰ ثٰرِ رَ حْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَ رْضَ بَعْدَ مَوْ تِهَا ؕ اِنَّ ذٰ لِكَ لَمُحْیِ الْمَوْ تٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِ یْرٌ ہ

پس آپ رحمت الہٰی کے آثار دیکھیں کہ زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کردیتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے (۱) اور وہ ہر ہر چیز پر قادر ہے.

۵۰۔۱ آثار رحمت سے مراد غلہ جات اور میوے ہیں جو بارش سے پیدا ہوتے اور خوش حالی و فراغت کا باعث ہوتے ہیں. دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے تاکہ انسان اللہ کی قدرت کا اور اس بات کا قائل جائے کہ قیامت والے دن اسی طرح مردوں کو زندہ فرمادے گا.

ۃ۔۵۱ وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِ یْحًا فَرَ اَ وْ هُ مُصْفَرًّ الَّظَلُّوْ ا مِنْۢ بَعْدِ هٖ یَكْفُرُوْ نَ ہ

اور اگر ہم بادتند چلادیں اور یہ لوگ انہی کھیتوں کو (مرجھائی ہوئی) زرد پڑی ہوئی دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں (۱)۔

۵۱۔۱ یعنی ان ہی کھیتوں کو، جن کو ہم نے بارش کے ذریعے سے شاداب کیا تھا، اگر سخت (گرم یا ٹھنڈی) ہوائیں چلاکر ان کی ہریالی کو زردی میں بدل دیں، یعنی تیار فصل کو تباہ کردیں تو یہی بارش سے خوش ہونے والے اللہ کی ناشکری پر اتر آئیں گے.

ۃ۔۵۲ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْ تٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّ عَآ ءَ اِذَ ا وَ لَّوْ ا مُدْ بِرِ یْنَ ہ

بیشک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے (۱) اور نہ بہروں کو (آپنی) آواز سنا سکتے ہیں (۲) جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں.

۵۲۔۱ یعنی جس طرح مردے فہم شعور سے عاری ہوتے ہیں، اسی طرح یہ آپ ﷺ کی دعوت کو سمجھنے ا

اور اسے قبول کرنے سے قاصر ہیں.

۵۲-۲ یعنی آپ ﷺ کا وعظ و نصیحت ان کے لئے بے اثر ہے جس طرح کوئی بہرہ ہو، اسے تم اپنی بات نہیں سنا سکتے.

ۃ-۵۳ وَ مَآ اَنۡتَ بِهٰدِ الۡعُمۡيِ عَنۡ ضَللٰتِهِمۡ ط اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ہ ع رکوع ۵

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے (۱) ہیں آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے (۲) ہیں پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں (۳)۔

۵۳-۱ اس لئے کہ یہ آنکھوں سے کما حقہ فائدہ اٹھانے سے یا بصیر (دل کی بینائی) سے محروم ہیں. یہ گمراہی کی جس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، اس سے کس طرح نکلیں؟

۵۳-۲ یعنی یہی سن کر ایمان لانے والے ہیں، اس لئے کہ یہ اہل تفکر و تدبر ہیں اور آثار قدرت سے موثر حقیقی کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں.

۵۳-۳ یعنی حق کے آگے سر تسلیم خم کر دینے والے اور اس کے پیروکار.

ۃ-۵۴ اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّ شَيۡبَةً ط يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ وَ هُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡقَدِيۡرُ ہ

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت میں (۱) پیدا کیا پھر اس کمزوری کے بعد توانائی (۲) دی، پھر اس توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا جو چاہتا پید کرتا (۳) وہ سب سے پورا واقف اور سب پر پورا قادر ہے۔

۵۴-۱ یہاں سے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک اور کمال بیان فرما رہا ہے اور وہ ہے مختلف اطوار سے انسان کی تخلیق ضعف (کمزوری کی حالت) سے مراد نطفہ یعنی قطرۂ آب ہے یا عالم طفولیت.

۵۴-۲ یعنی جوانی، جس میں قوائے عقلی و جسمانی کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

۵۴۔۳ انہی اشیاء میں ضعف وقوت بھی ہے،جس سے انسان گزرتا ہے جیسا کہ ابھی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

۵۵ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ط كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ہ

اور جس دن قیامت برپا ہوجائے گی گناہ گار لوگ قسمیں کھائیں گے کہ (دنیا میں) ایک گھڑی کے سوا نہیں ٹھہرے اسی طرح بہکے ہوئے ہی رہے (۲)۔

۵۵۔۱ ساعت کے معنی ہیں گھڑی، لمحہ، مراد قیامت ہے، اس کو ساعت اس لئے کہا گیا کہ اس واقع کو جب اللہ چاہے گا، ایک گھڑی میں ہوجائے گا۔ یا اس لئے کہ یہ اس گھڑی میں ہوگی جو دنیا کی آخری گھڑی ہوگی۔

۵۵۔۲ اَفَكَ الرَّجُلُ کے معنی ہیں۔ سچ سے پھر گیا، مطلب ہوگا، اسی پھرنے کے مثل وہ دنیا میں پھرتے رہے یا بہکے رہے۔

ۃ۔۵۶ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہ

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا وہ جواب دیں گے (۱) کہ تم جیسا کہ کتاب اللہ میں (۲) ہے یوم قیامت تک ٹھہرے رہے (۳) آج کا یہ دن قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم تو یقین ہی نہیں مانتے تھے (۴)

۵۶۔۱ جس طرح یہ علما دنیا میں بھی سمجھاتے رہے تھے۔

۵۶۔۲ كِتَابِ اللّٰهِ سے مراد اللہ کا علم اور اس کا فیصلہ ہے یعنی لوح محفوظ۔

۵۶۔۳ کہ وہ آئے گی بلکہ استہزاد اور تکذیب کے طور پر اس کا تم مطالبہ کرتے تھے۔

۵۶۔۴ یعنی انہیں دنیا میں بھیج کر یہ موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہاں توبہ واطاعت کے ذریعے سے عتاب الٰہی کا ازالہ کرلو۔

ۃ۔۵۷ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ہ

پس اس دن ظالموں کو ان کا عذر بہانہ کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان سے توبہ اور عمل طلب کیا جائے گا (۱)

۵۷۔۱ یعنی انہیں دنیا میں بھیج کر یہ موقع نہیں دیا جائے گا کہ وہاں توبہ واطاعت کے ذریعے سے عتاب الٰہی کا ازالہ کرلو۔

۵۸ وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنۡ جِئۡتَھُمۡ بِاٰیَۃٍ لَّیَقُوۡلَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ۝

بیشک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سامنے کل مثالیں بیان کر دی ہیں (۱) آپ ان کے پاس کوئی بھی نشانی لائیں (۲) یہ کافر تو یہی کہیں گے کہ تم (بیہودہ گو) بالکل جھوٹے ہو۔

۵۸۔۱ جن سے اللہ کی توحید کا اثبات اور رسولوں کی صداقت واضح ہوتی ہے اور اسی طرح شرک کی تردید اور اس کا باطل ہونا نمایاں ہوتا ہے۔

۵۸۔۲ وہ قرآن کریم کی پیش کردہ کوئی دلیل ہو یا ان کی خواہش کے مطابق کوئی معجزہ وغیرہ

۵۹ کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے یوں ہی مہر لگا دیتا ہے۔

۶۰ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ لَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ الَّذِیۡنَ لَا یُوۡقِنُوۡنَ ۝ ع رکوع ۶

پس آپ صبر کریں (۱) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ کریں (۲) جو یقین نہیں رکھتے۔

۶۰۔۱ یعنی ان کی مخالفت وعناد پر اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر، اس لئے کہ اللہ نے آپ سے مدد کا وعدہ کیا ہے، یقیناً حق ہے جو بہرصورت پورا ہوگا۔

۶۰۔۲ یعنی آپ کو غضب ناک کر کے صبر و حلم ترک کرنے یا خوش آمد پر مجبور نہ کر دیں بلکہ آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں اور اس سے انحراف نہ کریں۔

سُوْ رَ ةُ لُقْمٰنَ ۳۱ سورت مکی ہے اس میں (۳۴) آیات اور (۴) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ة۔۱ الٓمّٓ ہ ة۔۲ تِلۡكَ اٰ يٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ہ

الم (۱) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں.

۱۔۱ اس کے آغاز میں بھی یہ حروف مقطعات ہیں جن کے معنی ومراد کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے. تاہم بعض مفسرین نے اس کے دوفوائد بڑے اہم بیان کئے ہیں. ایک یہ کہ یہ قرآن اسی قسم کے حروف مقطعات سے ترتیب وتالیف پایا ہے جس کی مثل تالیف پیش کرنے سے عرب عاجز آ گئے. یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قرآن اللہ ہی کا نازل کردہ ہے اور جس پیغمبر پر نازل ہوا ہے وہ سچا رسول ہے جو شریعت وہ لیکر آیا ہے، انسان اس کا محتاج ہے اور اس کی اصلاح اور سعادت کی تکمیل اسی شریعت سے ممکن ہے. دوسرا یہ کہ مشرکین اپنے ساتھیوں کو اس قرآن کے سننے سے روکتے تھے مبادا وہ اس سے متاثر ہوکر مسلمان ہوجائیں. اللہ تعالیٰ نے مختلف سورتوں کا آغاز ان حروف مقطعات سے فرمایا تاکہ وہ اس کے سننے پر مجبور ہو جائیں کیونکہ یہ انداز بیان نیا اور اچھوتا تھا (ایسر التفاسیر) واللہ اعلم.

ة۔۳ هُدًى وَّ رَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ہ

جو نیکوکاروں کے (۱) لئے رہبر اور (سراسر) رحمت ہے.

۳۔۱ قرآن ویسے تو سارے جہان کے لئے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے لیکن اس سے اصل فائدہ چونکہ صرف محسنین اور متقین ہی اٹھاتے ہیں، اس لئے یہاں اسطرح فرمایا۔

ة۔۴ الَّذِ يۡنَ يُقِيۡمُوۡ نَ الصَّلٰو ةَ وَ يُؤۡ تُوۡ نَ الزَّكٰو ةَ وَ هُمۡ بِا لۡاٰ خِرَ ةِ هُمۡ يُوۡ قِنُوۡ نَ ہ ط

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر (کامل) یقین رکھتے ہیں (۱).

ا۔۴ نماز زکوٰۃ اور آخرت پر یقین. یہ تینوں نہائت اہم ہیں، اس لئے ان کا بطور خاص ذکر کیا، ورنہ محسنین ومتقین تمام فرائض وسنت رسول ﷺ کے مطابق پابندی سے کرتے ہیں.

ۃ۔۵ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ہ

یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں (ا).

ا۔۵ فلاح کے مفہوم کے لئے دیکھئے سورۂ بقرہ اور مومنون کا آغاز.

ۃ۔۶ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ہ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں (ا) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذآب ہے (۲).

ا۔۶ ان تمام چیزوں سے یقیناً انسان اللہ کے راستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور دین کو مذاق کا نشانہ بھی بناتے ہیں.

۲۔۶ ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرنے والے ارباب حکومت، ادارے، اخبارات کے مالکان، اہل قلم اور فیچر نگار بھی اس عذاب کے مستحق ہوں گے.

ۃ۔۷ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِىْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ہ

جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں (ا) آپ اسے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے.

ا۔۷ یہ اس شخص کا حال ہے جو مذکورہ لہو و لعب کی چیزوں میں مگن رہتا ہے، وہ آیات قرآنیہ اور اللہ رسول کی باتیں سن کر بہرا بن جاتا ہے حالاں کہ وہ بہرا نہیں ہوتا اور اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا اس

نے سنا ہی نہیں، کیونکہ اس کے سننے سے وہ ایذا محسوس کرتا ہے۔

ق۔۸ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ہ

بیشک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور کام بھی نیک کئے ان کے لئے نعمتوں والی جنتیں ہیں.

ق۔۹ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ہ

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے .اللہ کا سچا وعدہ ہے،(۱) وہ بہت بڑی عزت وغلبہ والا اور کامل حکمت والا ہے.

۹۔ا یعنی یہ یقیناً پورا ہوگا،اس لئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے. وَاللّٰهُ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ .

ق۔۱۰ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا وَ اَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ وَ بَثَّ فِیۡهَا

مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ہ

اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے(۱) ہو اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو ڈال دیا تا کہ وہ تمہیں جنبش نہ دے سکے اور ہر طرح کے جاندار زمین میں پھیلا دیئے (۲) اور ہم نے آسمان سے پانی برسا کر زمین میں ہر قسم کے نفیس جوڑے لگا دیئے.

۱۰۔ا تَرَوۡنَهَا ، اگر عَمَدٌ کی صفت ہو تو معنی ہونگے ایسے ستونوں کے بغیر جنہیں تم دیکھ سکو یعنی آسمان کے ستون ہیں لیکن ایسے کہ تم انہیں دیکھ نہیں سکتے.

۱۰۔۲ یعنی انواع واقسام کے جانور زمین میں ہر طرف پھیلا دیئے جنہیں انسان کھاتا بھی ہے،سواری اور بار برداری کے لئے بھی استعمال کرتا ہے اور بطور زینت اور آرائش کے بھی اپنے پاس رکھتا ہے.

ق۔۱۱ هٰذَا خَلۡقُ اللّٰهِ فَاَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ہ ع رکوع

یہ اللہ کی مخلوق (۱) اب تم مجھے اس کے سوا دوسرے کسی کی کوئی مخلوق تو دکھاؤ (کچھ نہیں) بلکہ یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں.

۱۱۔ا هٰـــذَا (یہ) اشارہ ہے اللہ کی ان پیدا کردہ چیزوں کی طرف جن کا گزشتہ آیات میں ذکر ہوا.

ة ۱۲ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ہ

اورہم نے یقیناً لقمان کوحکمت دی(۱) تھی کہ تواللہ تعالیٰ کاشکر کر(۲) ہرشکر کرنے والا اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے جوبھی ناشکری کرے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔

۱۲۔۱ حضرت لقمان، اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی عقل فہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا.ان سے کسی نے پوچھا تمہیں یہ فہم وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا، راست بازی، امانت کے اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب اور خاموشی کی وجہ سے .ان کا حکمت و دانش پر مبنی ایک واقع یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے، ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کر کے اس کے سب سے بہترین دو حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے . پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ زبان اور دل ، اگر صحیح ہوں تو سب سے بہتر ہیں اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں .(ابن کثیر)

۱۲۔۲ شکر کا مطلب ہے ، اللہ کی نعمتوں پر اس کی حمد وثنا اور اس کے احکام کی فرماں برداری .

ة ۱۳ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ہ

اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا(۱) بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے ہے۔

۱۳۔۱ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی سب سے پہلی وصیت یہ نقل فرمائی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو شرک سے منع فرمایا، جس سے یہ واضع ہوا کہ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو شرک سے بچانے کی سب سے زیادہ کوشش کریں.

ة ۱۴ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ

وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ہ

ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی (۱) ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر (۲) اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے (۳) کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کر، (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

۱۴۔۱ توحید وعبادت الٰہی کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید سے اس نصیحت کی اہمیت واضع ہے۔

۱۴۔۲ اس کا مطلب ہے رحم مادر میں بچہ جس حساب سے بڑھتا جاتا ہے، ماں پر بوجھ بڑھتا جاتا ہے جس سے عورت کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ماں کی اس مشقت کے ذکر سے اس طرف بھی اشارہ نکلتا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرتے وقت ماں کو مقدم رکھا جائے، جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔

۱۴۔۳ اس سے معلوم ہوا کہ مدت رضاعت دو سال ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

۱۵ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ

اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہو (۱) تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کر دوں گا۔

۱۵۔۱ یعنی مومنین کی راہ۔

۱۶ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ہ

پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو (۱) پھر وہ (بھی) خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں

میں ہو یا زمین میں ہوا سے اللہ تعالیٰ ضرور لائے گا اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین ہے.

۱۶۔۱ مطلب یہ کہ انسان اچھا یا برا کام کتنا بھی چھپ کر کرے، اللہ سے چھپا نہیں رہ سکتا، قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرلے گا، یعنی اس کی جزا دے گا اچھے عمل کی اچھی جزا، برے عمل کی بری جزا ،رائی کے دانے کی مثال اس لئے دی کہ وہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ جس کا وزن محسوس ہوتا ہے نہ تول میں ترازو کے پلڑے جھکا سکتا ہے.اسی طرح چٹان (آبادی سے دور جنگل، پہاڑ میں) مخفی ترین جگہ ہے یہ مضمون حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے.فرمایا" اگر تم میں سے کوئی شخص بے سوراخ کے پتھر میں بھی عمل کرے گا، جس کا کوئی دروازہ ہو نہ کھڑکی، اللہ تعالیٰ اسے لوگوں پر ظاہر فرما دے گا، چاہے وہ کیسا ہی عمل ہو" (مسند احمد،۳۔۲۸)

۱۷۔ۃ **یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ**

اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آئے صبر کرنا(۱)(یقین مان) کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے(۲)

۱۷۔۱ مصائب پر صبر کا اس لئے ذکر کیا کہ یہ تینوں اہم ترین عبادات اور امور خیر کی بنیاد ہیں.

۱۷۔۲ یعنی مذکورہ باتیں ان کاموں میں سے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے اور بندوں پر انہیں فرض قرار دیا ہے. یا یہ ترغیب ہے عزم و ہمت پیدا کرنے کی کیوں کہ عزم و ہمت کے بغیر اطاعت مذکورہ عمل ممکن نہیں.بعض مفسرین کے نزدیک **ذٰلِكَ** کا مرجع صبر ہے.اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وصیت ہے اور اس راہ میں شدائد و مصائب اور طعن و ملامت ناگزیر ہے، اس لئے اس کے فوراً بعد صبر کی تلقین کر کے واضح کر دیا کہ صبر کا دامن تھامے رکھنا کہ یہ عزم وہمت کے کاموں میں سے ہے اور اہل عزم و ہمت کا ایک بڑا ہتھیار، اس کے بغیر فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی ممکن نہیں.

ۃ۔۱۸ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝

لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا(۱) اور زمین پر اکڑ کر نہ چل (۲) کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں فرماتا.

۱۸۔۱ یعنی تکبر نہ کر کہ لوگوں کو حقیر سمجھے اور جب وہ تجھ سے ہم کلام ہوں تو ان سے منہ پھیر لے. یا گفتگو کے وقت اپنا منہ پھیرے رکھے؛ صعر ایک بیماری ہے جو اونٹ کے سر یا گردن میں ہوتی ہے، جس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے، یہاں بطور تکبر منہ پھیر لینے کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے (ابن کثیر)

ۃ۔۱۹ وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۝ ع رکوع

اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر(۱) اور اپنی آواز پست کر(۲) یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے.

۱۹۔۱ یعنی چال اتنی سست نہ ہو جیسے کوئی بیمار ہو اور نہ اتنی تیز ہو کہ شرف و وقار کے خلاف ہو. اسی کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا ﴿ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ﴾ اللہ کے بندے زمین پر وقار اور سکونت کے ساتھ چلتے ہیں.

۱۹۔۲ یعنی چیخ یا چلا کر بات نہ کر، اس لئے کہ زیادہ اونچی آواز سے بات کرنا پسندیدہ ہوتا تو گدھے کی آواز سب سے اچھی سمجھی جاتی لیکن ایسا نہیں، بلکہ گدھے کی آواز سب سے بدتر اور بری ہے. اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ " گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے پناہ مانگو (بخاری، کتاب بدء الخلق اور مسلم وغیرہ)

ۃ۔۲۰ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ

لَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ہ

کیاتم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کی ہر چیز کو ہمارے کام میں لگا رکھا ہے(۱) اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں (۲) بعض لوگ اللہ کے بارے میں بغیر علم کے بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں (۳).

۲۰۔۱ تسخیر کا مطلب ہے انتفاع (فائدہ اٹھانا) جس کو'' یہاں کام سے لگا دیا'' سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے آسمانی مخلوق، چاند، سورج، ستارے وغیرہ ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے ضابطوں کا پابند بنادیا ہے کہ یہ انسانوں کے لئے کام کررہے ہیں اور انسان ان سے فیض یاب ہورہے ہیں۔ دوسرا مطلب تسخیر کا تابع بنا دینا ہے. چنانچہ بہت سی زمینی مخلوق کو انسان کے تابع بنادیا گیا ہے جنہیں انسان اپنی حسب منشا استعمال کرتا ہے جیسے زمین اور حیوانات وغیرہ ہیں، گویا تسخیر کا مفہوم یہ ہوا کہ آسمان وزمین کی تمام چیزیں انسانوں کے فائدے کے لئے کام میں لگی ہوئی ہیں، چاہے وہ انسان کے تابع اور اس کے زیر اثر تصرف ہوں یا اس کے تصرف اور تابعیت سے بالا ہوں.(فتح القدیر)

۲۰۔۲ ظاہری سے وہ نعمتیں مراد ہیں جن کا ادراک عقل، حواس وغیرہ سے ممکن ہو اور باطنی نعمتیں وہ جن کا ادراک واحساس انسان کو نہیں. یہ دونوں قسم کی نعمتیں اتنی ہیں کہ انسان ان کو شمار بھی نہیں کرسکتا.

۲۰۔۳ یعنی اس کے باوجود لوگ اللہ کی بابت جھگڑتے ہیں، کوئی اس کے وجود کے بارے میں، کوئی اس کے ساتھ شریک گرداننے میں اور کوئی اس کے احکام وشراع کے بارے میں.

۲۱ـ۲۱ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ الشَّيۡطٰنُ يَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيۡرِ ہ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی تابعداری کرو تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق (۱) پر اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اسی کی تابعداری کریں گے، اگرچہ شیطان ان کے بڑوں کو

دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو.

۲۱_۱ یعنی ان کے پاس کوئی عقلی دلیل ہے، نہ کسی ہادی کی ہدایت اور نہ کسی کتاب آسمانی سے کوئی ثبوت، گویا کہ لڑتے ہیں ہاتھ میں تلوار بھی نہیں.

ۃ_۲۲ وَ مَنۡ یُّسۡلِمۡ وَ جۡہَہٗۤ اِلَی اللّٰہِ وَ ہُوَ مُحۡسِنٌ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡ وَ ۃِ الۡوُ ثۡقٰی ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُ مُوۡ رِ ہ

اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کر دے (۱) اور ہو بھی نیکوکار (۲) یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا تمام کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہے.

۲۲_۱ یعنی صرف اللہ کی رضا کے لئے عمل کرے، اس کے حکم کی اطاعت اور اس کی شریعت کی پیروی کرے.

۲۲_۲ یعنی ماموربہ چیزوں کا اتباع اور منہیات کو ترک کرنے والا.

ۃ_۲۳ وَ مَنۡ کَفَرَ فَلَا یَحۡزُنۡکَ کُفۡرُہٗ ؕ اِلَیۡنَا مَرۡجِعُہُمۡ فَنُنَبِّئُہُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡ رِ ہ

کافروں کے کفر سے آپ رنجیدہ نہ ہوں (۱) آخر ان سب کا لوٹنا تو ہماری ہی جانب ہے پھر ہم ان کو بتائیں گے جو انہوں نے کیا، بےشک اللہ سب لوگوں (۲) کے بھید (۳) تک واقف ہے.

۲۳_۱ اس لئے کہ ایمان کی سعادت ان کے نصیب میں ہی نہیں ہے. آپ کی کوشش اپنی جگہ بجا اور آپ کی خواہش بھی قابل قدر لیکن اللہ کی تقدیر اور مشیت سب پر غالب ہے.

۲۳_۲ یعنی ان کے عملوں کی جزا دے گا.

۲۳_۳ پس اس پر کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی.

ۃ_۲۴ نُمَتِّعُہُمۡ قَلِیۡلًا ثُمَّ نَضۡطَرُّ ہُمۡ اِلٰی عَذَابٍ غَلِیۡظٍ ہ

ہم انہیں گو کچھ یونہی فائدہ دے دیں لیکن (بالآخر) ہم انہیں نہایت بیچارگی کی حالت میں سخت

عذاب کی طرف ہنکالے جائیں گے(۱)

۲۴۔۱ یعنی دنیا میں آخر کب تک رہیں گے اور اس کی لذتوں اور نعمتوں سے کہاں تک شاد کام ہونگے؟ یہ
دنیا اور اسکی لذتیں تو چند روزہ ہیں، اس کے بعد ان کے لئے سخت عذاب ہی عذاب ہے۔

ۃ۔۲۵ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمان وزمین کا خالق کون ہے؟ تو ضرور جواب دیں گے کہ اللہ(۱)
تو کہہ دیجئے کہ سب تعریفوں کا لائق اللہ ہی ہے(۲) لیکن ان میں اکثر بےعلم ہیں۔

۲۵۔۱ یعنی ان کو اعتراف ہے کہ آسمانوں وزمین کا خالق اللہ ہے نہ کہ وہ معبود جن کی وہ عبادت کرتے ہیں۔

۲۵۔۲ اس لئے کہ ان کے اعتراف سے ان پر حجت قائم ہوگئی۔

ۃ۔۲۶ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے(۱) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بڑا بے نیاز(۲)
اور سزاوار حمد وثنا ہے(۳)۔

۲۶۔۱ یعنی ان کا خالق بھی وہی ہے، مالک بھی وہی اور مدبر و متصرف کائنات کا محتاج بھی وہی۔

۲۶۔۲ بے نیاز ہے اپنے ماسوائے یعنی ہر چیز اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔

۲۶۔۳ اپنی تمام پیدا کردہ چیزوں میں۔ پس اس نے جو کچھ پیدا کیا اور جو احکام نازل فرمائے، اس پر
آسمان وزمین میں سزاوار حمد وثنا صرف اسی ذات ہے۔

ۃ۔۲۷ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا
نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

روئے زمین کے تمام (درختوں کے اگر قلمیں ہوجائیں اور تمام سمندر کی سیاہی ہو اور ان کے بعد سات

سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے (۱) بیشک اللہ تعالیٰ غالب اور باحکمت ہے۔

۲۷۔۱ اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی، جلالت شان، اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ اور اور اس کی عظمتوں کے بیان ہے کہ وہ اتنے ہیں کہ کسی کے لئے ان کا احاطہ یا ان سے اگاہی یا ان کی حقیقت تک پہنچنا ممکن ہی نہیں اگر ان کا شمار کرنا حیطۂ تحریر لانا چاہے، تو دنیا بھر کے درختوں کے قلم گھس جائیں، سمندروں کے پانی بنائی ہوئی سیاہی ختم ہو جائے لیکن اللہ کی معلومات، اس کی تخلیق وصنعت کے عجائبات اور عظمت وجلالت کے مظاہر کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ سات سمندر بطور مبالغہ ہے، گھیرنا مراد نہیں (ابن کثیر)

۲۸۔ة مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ہ

تم سب کی پیدائش اور مرنے کے بعد زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک جی کا، (۱) بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

۲۸۔۱ یعنی اس کی قدرت اتنی عظیم ہے کہ تم سب کا پیدا کرنا یا قیامت والے دن زندہ کرنے یا پیدا کرنے کی طرح ہے۔ اس لئے وہ جو چاہتا ہے لفظ کُنْ سے پلک جھپکتے میں معرض وجود میں آجاتا ہے۔

۲۹۔ة اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِىْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ہ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں کھپا دیتا ہے (۱) سورج چاند کو اسی نے فرماں بردار کر رکھا ہے کہ ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے (۲) اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جو تم کرتے ہو خبردار ہے۔

۲۹۔۱ یعنی رات کا کچھ حصہ لے کر دن میں شامل کر دیتا ہے، جس سے دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے جیسے گرمیوں میں ہوتا ہے، اور پھر دن کا کچھ حصہ لے کر رات میں شامل کر دیتا ہے، جس سے رات

بڑی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے سردیوں میں ہوتا ہے.

۲۹۔۲ " مقررہ وقت تک " سے مراد قیامت تک ہے یعنی سورج اور چاند کے طلوع وغروب کا نظام، جس کا اللہ نے ان کو پابند کیا ہوا ہے قیامت تک یوں ہی قائم رہے گا.

ۃ۔۳۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ہ ع ۳

یہ سب (انتظامات) اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں (۱) اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بلندیوں والا اور بڑی شان والا ہے (۲)

۳۰۔۱ یعنی یہ انتظامات یا نشانیاں، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ظاہر کرتا ہے تا کہ تم سمجھ لو کہ کائنات کا نظام چلانے والا صرف ایک اللہ ہے، جس کے حکم اور مشیت سے سب کچھ ہو رہا ہے، اور اس کے سوا سب باطل ہے یعنی کسی کے پاس کوئی بھی اختیار نہیں ہے بلکہ اس کے محتاج ہیں کیوں کہ سب اس کی مخلوق اور اس کے ماتحت ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایک ذرے کو بھی ہلانے کی قدرت نہیں رکھتا ہے (ابن کثیر)

۳۰۔۲ اس سے برتر شان والا کوئی ہے نہ اس سے بڑا کوئی۔ اس کی عظمت شان، علوم مرتبہ اور بڑائی کے سامنے ہر چیز حقیر اور پست ہے.

ۃ۔۳۱ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ہ

کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چل رہی ہیں اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے، (۱) یقیناً اس میں ہر ایک صبر و شکر کرنے والے (۲) کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں.

۳۱۔۱ یعنی سمندر میں کشتیوں کا چلنا، یہ بھی اس کے لطف و کرم کا ا یک مظہر اور اس کی قدرت تسخیر کا ایک نمونہ ہے، اس نے ہوا اور پانی کو ایسے مناسب انداز سے رکھا کہ سمندر کی سطح پر کشتیاں چل سکیں،

ورنہ وہ چاہے تو ہوا کی تندی اور موجوں کی طغیانی سے کشتیوں کا چلنا ناممکن ہو جائے۔

۳۱۔۲ تکلیفوں میں صبر کرنے والے، راحت اور خوشی میں اللہ کا شکر کرنے والے۔

ۃ۔۳۲ وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝

اور جب سمندر پر موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ (نہائت) خلوص کے ساتھ اعتقاد کر کے اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں (۱) پھر جب وہ (باری تعالیٰ) انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف پہنچاتا ہے تو کچھ ان میں سے اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو بد عہد اور ناشکرے ہوں۔

۳۲۔۱ یعنی جب ان کی کشتیاں ایسی طوفانی موجوں میں گھر جاتی ہیں جو بادلوں اور پہاڑوں کی طرح ہوتی ہیں اور موت کا آہنی پنجہ انہیں اپنی گرفت میں لے لینا نظر آتا ہے تو پھر سارے زمینی معبود ان کے ذہنوں سے نکل جاتے ہیں اور صرف ایک آسمانی اللہ کو پکارتے ہیں جو واقع اور حقیقی معبود ہے۔

ۃ۔۳۳ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۝ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہوگا (۱) (یاد رکھو) اللہ کا وعدہ سچا ہے (دیکھو) تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز (شیطان) تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔

۳۳۔۱ جَزٰی یَجْزِی سے، بدلہ دینا، مطلب یہ ہے کہ اگر باپ چاہے کہ بیٹے کو بچانے کے لئے اپنی جان کا بدلہ، یا بیٹا باپ کے بدلے اپنی جان بطور معاوضہ پیش کر دے، تو وہاں ممکن نہیں ہوگا، ہر شخص کو

اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔ جب باپ بیٹا ایک دوسرے کے کام نہ آسکیں گے تو دیگر رشتے داروں کی کیا حثیت ہوگی، اوروہ کیوں کر ایک دوسرے کو نفع پہنچا سکیں گے۔

ق۔۳۴ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ وَ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ؕ وَ مَا
تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴿ ع رکوع ۴

بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا (یادرکھو) اللہ تعالیٰ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے.

سُوۡرَۃُ السَّجۡدَۃِ ۳۲ سورۃ سجدہ مکی ہے اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ق۔۱ الٓمّٓ ﴿ الم

ق۔۲ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؕ﴿

بلا شبہ اس کتاب کا اتارنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے (۱)

حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر نماز میں الٓمّٓ السَّجۡدَہ ﴿ (اور دوسری رکعت میں) ﴿ ہَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ ﴾ (سُوۡرَہ دہر) پڑھا کرتے تھے (صحیح بخاری) اسی طرح یہ بھی سند سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ رات کو سونے سے قبل سورۃ الم السجدہ اور سورۂ ملک پڑھا کرتے تھے (ترندی ۸۹۲، مسند احمد ۳۴۰/۳)

۲۔۱ مطلب یہ ہے کہ جھوٹ، جادو، کہانت اور من گھڑت قصے کہانیاں کی کتاب نہیں ہے بلکہ رب العالمین کی طرف سے آسمانی کتاب ہدایت ہے.

ة ۳ اَ مْ يَقُوْلُوْ نَ افْتَرٰ هُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِ رَ قَوْ مًآ اَ تٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْ نَ ه

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے گھڑ لیا ہے (۱) (نہیں نہیں) بلکہ یہ تیرے رب تعالیٰ کی طرف سے حق ہے تا کہ آپ انہیں ڈرائیں جنکے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا (۲) تا کہ وہ راہ راست پر آ جائیں.

۳۔۱ یہ بطور مذاق ہے کہ کیا رب العالمین کے نازل کردہ اس کلام بلاغت نظام کی بابت یہ کہتے ہیں کہ اسے (محمد ﷺ) نے گھڑ لیا ہے؟

۳۔۲ یہ نزول قرآن کی علت ہے. اس سے معلوم ہوا (جیسا کہ پہلے بھی وضاحت گزر چکی ہے) کہ عربوں میں نبی ﷺ پہلے نبی تھے. بعض لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو بھی عربوں میں مبعوث نبی قرار دیا ہے. واللہ اعالم. اس اعتبار سے قوم سے مراد پھر خاص قریش ہوں گے جن کی طرف کوئی نبی آپ ﷺ سے پہلے نہیں آیا.

ة ۴ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰ تِ وَ الْاَ رْ ضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّا مٍ ثُمَّ اسْتَوٰ ى عَلَى الْعَرْشِ ط مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ ط اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْ نَ ه

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان وزمین اور جو کچھ ان درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا (۱) تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مدگار اور سفارشی نہیں (۲) کیا اس پر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (۳).

۴۔۱ اس کے لئے دیکھئے سورۂ اعراف ۵۴ کا حاشیہ یہاں اس مضمون کو دہرانے سے مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت اور عجائب صنعت کے ذکر سے شاید وہ قرآن کو سنیں اور اس پر غور کریں.

۴۔۲ یعنی وہاں کوئی ایسا دوست نہیں ہوگا، جو تمہاری مدد کر سکے اور تم سے اللہ کے عذاب کو ٹال دے، نہ وہاں کوئی سفارشی ہی ایسا ہوگا جو تمہاری سفارش کر سکے.

۴۔۳ یعنی اے غیراللہ کے پجاریو اور دوسروں پر بھروسہ رکھنے والو! کیا پھر تم نصیحت حاصل نہیں کرتے ؟

۵ یُدَ بِّرُ الْاَ مْرَ مِنَ السَّمَآ ءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُ جُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْ مٍ کَا نَ مِقْدَا رُ هٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّ وْنَ ہ

وہ آسمان سے لیکر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے(۱) پھر (وہ کام) ایک ایسے دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے.

۵۔ا آسمان سے، جہاں اللہ کا عرش اور لوح محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ زمین پر احکام نازل فرماتا ہے یعنی تدبیر کرتا اور زمین پر ان کا نفاذ ہوتا ہے. جیسے موت اور زندگی، صحت اور مرض، عطا اور منع، غنا اور فقر، جنگ اور صلح، عزت اور ذلت، وغیرہ، اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر سے اپنی تقدیر کے مطابق یہ تدبیریں استعمال میں لاتا ہے.

۶ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَا دَةِ الْعَزِ یْزُ الرَّ حِیْمُ ہ

یہی ہے چھپے کھلے کا جاننے والا، زبردست غالب بہت ہی مہربان.

۷ الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَ اَ خَلْقَ الْاِ نْسَا نِ مِنْ طِیْنٍ ہ

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی (۱) اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی (۲).

۷۔ا یعنی جو چیز بھی اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے، وہ چوں کہ اس کی حکمت و مصلحت کا اعتدال ہے، اس لئے اس میں اپنا ایک حسن اور انفرادیت ہے. یوں اس کی بنائی ہوئی ہر چیز حسین ہے اور بعض نے اَحْسَنَ کے معنی اَتْکَنَ و اَحْکَمَ کے کئے ہیں، یعنی ہر چیز مضبوط اور پختہ بنائی۔ بعض نے اسے اَلْهَمَ کے مفہوم میں لیا یعنی ہر مخلوق کو ان چیزوں کا الہام کر دیا جس کی وہ محتاج ہے.

۸ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآ ءٍ مَّهِیْنٍ ہ پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی (۱)

۸۔ا یعنی منی کے قطرے سے، مطلب یہ ہے کہ ایک انسانی جوڑا بنانے کے بعد، اس کی نسل کے لئے ہم نے یہ طریقہ مقرر کر دیا کہ مرد اور عورت آپس میں نکاح کریں، ان کے جنسی ملاپ سے جو قطرۂ آب، عورت کے

رحم میں جائے گا، اس سے ہم ایک انسانی پیکر تراش کر باہر بھیجتے رہیں گے.

ۃ۔۹ ثُمَّ سَوّٰهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ٥

جسے ٹھیک ٹھاک کر کے اس میں ہم روح پھونکی (۱) اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے (۲) (اس پر بھی) تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو (۳)

۹۔۱ یعنی اس بچے کی ماں کے پیٹ میں نشو ونما کرتے، اس کے اعضا بناتے، سنوارتے ہیں اور پھر اس میں روح پھونکتے ہیں.

۹۔۲ یعنی ساری چیزیں پیدا کیں تا کہ وہ اپنی تخلیق کی تکمیل کر دے، پس تم سننے والی بات کو سن سکو دیکھنے والی چیز کو دیکھ سکو اور ہر عقل وفہم میں آنے والی بات کو سمجھ سکو.

۹۔۳ یعنی اتنے احسانات کے باوجود انسان اتنا ناشکرا ہے کہ وہ اللہ کا شکر بہت ہی کم ادا کرتا ہے یا شکر کرنے والے آدمی بہت تھوڑے ہیں.

ۃ۔۱۰ وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ٥

اور انہوں نے کہا کیا جب ہم زمین میں رل مل جائیں گے (۱) کیا پھر نئی پیدائش میں آجائیں گے؟ بلکہ (بات یہ ہے) کہ وہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کے منکر ہیں.

۱۰۔۱ جب کسی چیز پر کوئی دوسری چیز غالب آجائے اور پہلی کے تمام اثرات مٹ جائیں تو اس کو ضلالت (گم ہوجانے) سے تعبیر کرتے ہیں ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ کے معنی ہوں گے کہ جب مٹی میں مل کر ہمارا وجود زمین میں غائب ہوجائے گا.

رکوع ۱ ۃ۔۱۱ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ٥ ع

کہہ دیجئے! کہ تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے(۱) پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے.

۱۱۔۱ یعنی اس کی ڈیوٹی ہی یہ ہے کہ جب تمہاری موت کا وقت آ جائے تو وہ آ کر روح قبض کر لے.

ۃ۔۱۲ وَ لَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝

کاش کے آپ دیکھتے جب کہ گناہگار لوگ اپنے رب تعالٰی کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں(۱) گے، کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب (۲) تو ہمیں واپس لوٹا دے ہم نیک اعمال کریں گے ہم یقین کرنے والے ہیں (۳).

۱۲۔۱ یعنی اپنے کفر و شرک اور معصیت کی وجہ سے مارے ندامت کے.

۱۲۔۲ یعنی جس کو جھٹلایا کرتے تھے، اسے دیکھ لیا، جس کا انکار کرتے تھے، اسے سن لیا. یا تیری وعیدوں کی سچائی کو دیکھ لیا اور پیغمبروں کی تصدیق کو سن لیا، لیکن اس وقت کا دیکھنا، سننا ان کے کچھ کام نہیں آئے گا.

۱۲۔۳ لیکن اب یقین کیا تو کس کام کا؟ اب تو اللہ کا عذاب ان پر ثابت ہو چکا جسے بھگتنا ہوگا.

ۃ۔۱۳ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت نصیب (۱) فرما دیتے لیکن میری بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنوں سے پر کر دوں گا (۲).

۱۳۔۱ یعنی دنیا میں، لیکن یہ ہدایت جبری ہوتی، جس میں امتحان کی گنجائش نہ ہوتی.

۱۳۔۲ یعنی انسانوں کی دو قسموں میں سے جو جہنم میں جانے والے ہیں، ان سے جہنم کو بھرنے والی میری بات سچ ثابت ہوگی.

ة۔۱۴ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ه

اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کے فراموش کر دینے کا مزہ چکھو، ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا (۱) اور اپنے کئے ہوئے اعمال (کی شامت) سے ہمیشہ عذاب کا مزہ چکھو.

۱۴۔۱ یعنی جس طرح تم ہمیں دنیا میں بھلائے رہے، آج ہم بھی تم سے ایسا ہی معاملہ کریں گے ورنہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تو بھولنے والا نہیں ہے.

ة۔۱۵ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ه السجدہ

ہماری آیاتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں (۱) جنہیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں (۲) اور تکبر نہیں کرتے (۳).

۱۵۔۱ یعنی تصدیق کرتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں.

۱۵۔۲ یعنی اللہ کی آیات کی تعظیم اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے.

۱۵۔۳ یعنی رب کو ان چیزوں سے پاک قرار دیتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں ہیں اور اس کے ساتھ اس کی نعمتوں پر اس کی حمد کرتے ہیں جن میں سے سب سے بڑی اور کامل نعمت ایمان کی ہدایت ہے. یعنی وہ اپنے سجدوں میں، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَ بَحَمْدِهٖ وغیرہ کلمات پڑھتے ہیں.

ق۔۱۶ تَتَجَا فٰی جُنُوْ بُهُمْ عَنِ الْمَضَا جِعِ یَدْ عُوْ نَ رَ بَّهُمْ خَوْ فًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَ زَ قْنٰهُمْ یُنْفِقُوْ نَ o

ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں (۱) اپنے رب کے خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں (۲)

۱۶۔۱ یعنی راتوں کو اٹھ کر نوافل (تہجد) پڑھتے توبہ استغفار، تسبیح تمحید اور دعا الحاوزاری کرتے ہیں.

۱۶۔۲ یعنی انفاق میں صداقت واجبہ (زکوٰۃ) اور عام صدقہ و خیرات دونوں شامل ہیں، اہل ایمان دونوں کا حسب استطاعت اہتمام کرتے ہیں.

ق۔۱۷ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُ خْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّ ةِ اَ عْیُنٍ جَذَ آ ءً بِمَا کَا نُوْ ا یَعْمَلُوْ نَ o

کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ا ن کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے جو کچھ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے (۱)

۱۷۔۱ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت کا مستحق بننے کے لئے اعمال صالحہ کا اہتمام ضروری ہے.

ق۔۱۸ اَفَمَنْ کَا نَ مُئْو مِنًا کَمَنْ کَانَ فَا سِقًا ط لَا یَسْتَوٗ نَ o

کیا جو مومن ہو مثل اس کے ہے جو فاسق ہو؟ (۱) یہ برابر نہیں ہو سکتے.

۱۸۔۱ یعنی اللہ کے ہاں مومن اور کافر برابر نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان بڑا فرق وتفاوت ہوگا مومن اللہ کے مہمان ہوں گے. اور اعزاز و کرام کے مستحق اور فاسق و کافر تعزیر و عقوبت کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے جہنم کی آگ میں جھلسیں گے. اس مضمون کو دوسرے مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے. مثلاً سورۃ جاثیہ۔۲۱ سورۃ ص۔۲۸ سورۃ حشر۔۲۰ وغیرہ.

ق۔۱۹ اَ مَّا الَّزِیْنَ اٰ مَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْ وٰی نُزُلًا بِمَا کَا نُوْ ا یَعْمَ لُوْ نَ o

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال بھی کیے ان کے لئے ہمیشگی والی جنتیں ہیں، مہمانداری

ۃ۔۲۰ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْ وٰھُمُ النَّارُ ط کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَآ اُعِیْدُوْا
فِیْھَا وَ قِیْلَ لَھُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ ہ

لیکن جن لوگوں نے حکم عدولی کی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جب کبھی اس سے باہر نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے(۱) اور کہہ دیا جائیگا کہ(۲) اپنے جھٹلانے کے بدلے آگ کا عذاب چکھو.

۲۰۔۱ یعنی جہنم کے عذاب کی شدت اور ہولناکی سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو فرشتے پھر جہنم کی گہرائیں میں دھکیل دیں گے.

۲۰۔۲ یہ فرشتے کہیں گے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی، بہرحال اس میں مکذبین کی ذلت و رسوائی کا جو سامان ہے وہ چھپا ہوا نہیں.

ۃ۔۲۱ وَلَنُذِیْقَنَّھُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ہ

بالیقین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب کے سوا چکھائیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں(۱)

۲۱۔۱ یہ آخرت کے بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب بھیجنے کی علت ہے کہ شاید وہ کفر و شرک اور معسیت سے باز آجائیں.

ۃ۔۲۲ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْھَا ط اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ہ ع رکوع

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا(۱)(یقین مانو) کہ ہم بھی گناہ گار سے انتقام لینے والے ہیں.

۲۲۔۱ یعنی اللہ کی آیتیں سن کر جو ایمان و اطاعت کی موجب ہیں، جو شخص ان سے اعراض کرتا ہے، اس سے بڑا ظالم کون ہے؟ یعنی سب سے بڑا ظالم ہے.

ۃ۔۲۳ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَۃٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ وَ جَعَلْنٰہُ ھُدًی

لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ہ

بیشک ہم نے موسٰی کو کتاب دی، پس آپ ہرگز اس کی ملاقات میں شک نہ کرنا(۱) چاہئے اور ہم نے اسے (۲) بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا.

۲۳۔۱ کہا جاتا ہے کہ اشارہ ہے اس ملاقات کی طرف جو معراج کی رات نبی ﷺ اور حضرت موسٰی علیہ السلام کے درمیان ہوئی، جس میں حضرت موسٰی علیہ السلام نے نمازوں میں تخفیف کرانے کا مشورہ دیا تھا

۲۳۔۲ ''اس'' سے مراد کتاب (تورات) ہے یا خود حضرت موسٰی علیہ السلام.

ۃ۔۲۴ وَ جَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ اَئِمَّةً یَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا صَبَرُوۡا ؕ وَ کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یُوۡقِنُوۡنَ ہ

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے(۱)

۲۴۔۱ اس آیت سے صبر کی فضیلت واضع ہے، صبر کا مطلب اللہ کے اوامر کے بجالانے اور اللہ کے رسولوں کی تصدیق اوان کے پیروی میں جو تکلیفیں آئیں، انہیں خندۂ پیشانی سے جھیلنا، اللہ نے فرمایا، ان کے صبر کرنے اور آیات الٰہی پر یقین رکھنے کی وجہ سے ہم نے ان کو دینی امامت اور پیشوائی کے منصب پر فائز کیا لیکن جب انہوں نے اس کے برعکس تبدیل وتحریف کا ارتکاب شروع کر دیا، توان سے یہ مقام سلب کرلیا گیا، چنانچہ اس کے بعد ان کے دل سخت ہو گئے، پھر ان کا عمل صالح رہا اور نہ اعتقاد صحیح.

ۃ۔۲۵ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفۡصِلُ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ہ

آپ کا رب ان (سب) کے درمیاں ان (تمام (باتوں کا فیصلہ قیامت) کے دن کرے گا جن میں وہ اختلاف کرر ہے ہیں(۱)

۲۵۔ا اس سے وہ اختلاف مراد ہے جو اہل کتاب میں باہم برپا تھا، وہ اختلاف بھی آجاتے ہیں. جو اہل ایمان کفر، اہل حق اور اہل باطل کے درمیان دنیا میں رہے اور ہیں دنیا میں تو ہر گز وہ اپنے دلائل پر مطمئن اور اپنی ڈگر پر قائم رہے .اس لئے ان اختلافات کا فیصلہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ہی فرمائے گا .

ۃ۔۲۶ اَ وَ لَمۡ یَہۡدِ لَہُمۡ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡ نِ یَمۡشُوۡ نَ فِیۡ مَسٰکِنِہِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰ یٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسۡمَعُوۡنَ ہ

کیا اس بات نے بھی انہیں کوئی ہدایت نہیں دی کہ ہم نے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کے مکانوں میں یہ چل پھر رہے ہیں (ا) اس میں تو بڑی بڑی نشانیاں ہیں ، کیا پھر بھی یہ نہیں سنتے ؟

۲۶۔ا یعنی پچھلی امتیں جو جھٹلانے اور عدم ایمان کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، کیا یہ نہیں دیکھتے کہ آج ان کا وجود دنیا میں نہیں، البتہ ان کے مکانات ہیں جن کے یہ وارث بنے ہوئے ہیں. مطلب اس سے اہل مکہ کو تنبیہ ہے کہ تمہارا حشر بھی یہی ہوسکتا ہے، اگر ایمان نہ لائے.

ۃ۔۲۷ اَ وَ لَمۡ یَرَوۡ اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَی الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ فَنُخۡرِ جُ بِہٖ زَرۡعًا تَاۡکُلُ مِنۡہُ اَنۡعَامُہُمۡ وَ اَنۡفُسُہُمۡ ؕ اَفَلَا یُبۡصِرُوۡنَ ہ الثلثۃ

کیا یہ نہیں دیکھتے کہ کہ ہم پانی کو بنجر زمین کی طرف بہا کر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں (ا) کیا پھر بھی یہ نہیں دیکھتے.

۲۷۔ا پانی سے مراد آسمانی بارش اور چشموں نالوں اور وادیوں کا پانی ہے، جسے اللہ تعالیٰ بنجر زمین کے علاقوں کی طرف بہا کر لے جاتا ہے اس سے پیداوار ہوتی ہے اور جو بھوسا چارہ ہوتا ہے وہ جانور کھاتے ہیں اور پیداوار اناج خود کھاتے ہیں.

ۃ۔۲۸ وَ یَقُوۡ نَ مَتٰی ہٰذَا الۡفَتۡحُ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِ قِیۡنَ ہ

اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا، اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ.

ة۔۲۹ قُلْ يَوْ مَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَا نُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْ نَ ہ

جواب دے دو کہ فیصلے والے دن ایمان لانا بے ایمانوں کو کچھ کام نہ آئے گا اور نہ انہیں ڈھیل دی جائے گی (ا).

۲۹۔ا یوم الفتح سے مراد آخرت کا فیصلے کا دن، جہاں ایمان مقبول ہوگا اور نہ مہلت دی جائے گی۔ فتح مکہ کے دن مراد نہیں ہے کیونکہ اس دن کا اسلام قبول کر لیا تھا، جن کی تعداد تقریباً دو ہزار تھی (ابن کثیر)

ة۔۳۰ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْ نَ ہ ع

اب آپ ان کا خیال چھوڑ دیں (ا) اور منتظر رہیں ۲) یہ بھی منتظر رہیں (۳).

۳۰۔ا یعنی ان مشرکین سے اعراض کرلیں اور تبلیغ ودعوت کا کام اپنے انداز سے جاری رکھیں، جو وحی آپ ﷺ کی طرف نازل کی جاتی ہے، اس کی پیروی کریں.

۳۰۔۲ یعنی اللہ کے وعدے کا کہ کب پورا ہوتا ہے اور تیرے مخالفوں پر تجھے غلبہ عطا فرماتا ہے؟ یقیناً وہ پورا ہو کر رہے گا.

۳۰۔۳ یعنی کافر منتظر ہیں کہ شاید یہ پیغمبر ہی گردشوں کا شکار ہو جائے اور اس کی دعوت ختم ہو جائے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے نبی کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو پورا فرمایا اور آپ پر گردشوں کے منتظر مخالفوں کو ذلیل خوار کیا یا ان کو آپ کا غلام بنا یا دیا.

سُوْرَةُ اَلْاَحْزَابِ ۳۳ یہ سورت مدنی ہے اسمیں (۷۳) آیات اور (۹) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالٰی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ة۔ا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ہ

اے نبی! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا(۱) اور کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آجانا اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے(۲)۔

١-١ آیت میں تقویٰ پر مدامت اور تبلیغ و دعوت میں استقامت کا حکم ہے۔طلق بن حبیب کہتے ہیں، تقویٰ کا مطلب ہے کہ اللہ کی اطاعت اللہ کی دی ہوئی روشنی کے مطابق کرے اور اللہ سے ثواب کی امید رکھے اور اللہ کی معصیت اللہ کی دی ہوئی روشنی کے مطابق ترک کر دے، اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے (ابن کثیر)

١-٢ پس وہی اس بات کا حق دار ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس لئے نتائج کو وہی جانتا ہے اور اپنے اقوال وافعال میں وہ حکیم ہے

ة-٢ وَّ اتَّبِعۡ مَا یُوۡ حٰۤی اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَا نَ بِمَا تَعۡمَلُوۡ نَ خَبِیۡرًا ۙ

جو کچھ آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے(۱) اس کی تابعداری کریں (یقین مانو) کہ اللہ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے(۲).

٢-١ یعنی قرآن کی اور احادیث کی بھی، اس لئے کہ احادیث کے الفاظ گو نبی ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں. لیکن ان کی معانی ومفہوم من جانب اللہ ہی ہیں. اس لئے ان کو وحی خفی کہا جاتا ہے.

٢-٢ پس اس سے تمہاری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی.

ة-٣ وَّ تَوَ كَّلۡ عَلَی اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰی بِا للّٰهِ وَ كِیۡلًا ۙ

اللہ ہی پر توکل رکھیں،(۱) وہ کارسازی کے لئے کافی ہے(۲)۔

٣-١ اپنے تمام معاملات اور احوال میں.

٣-٢ ان لوگوں کے لئے جو اس پر بھروسہ رکھتے، اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں.

ۃ۔۴ مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَکُمُ الّٰٓیِٴۡ
تُظٰھِرُوۡنَ مِنۡھُنَّ اُمَّھٰتِکُمۡ وَمَا جَعَلَ اَدۡعِیَآءَکُمۡ اَبۡنَآءَکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ قَوۡلُکُمۡ
بِاَفۡوَاھِکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَھُوَ یَھۡدِی السَّبِیۡلَ ہ

کسی آدمی کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے دو دل نہیں رکھے اور اپنی جن بیویوں کو تم ماں کہہ بیٹھے ہو انہیں اللہ نے تمہاری (سچ مچ کی) مائیں نہیں (۱) بنایا، اور نہ تمہارے لے پالک لڑکوں کو (واقعی) تمہارے بیٹے بنایا (۲) یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں (۳) اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے (۴) اور وہ (سیدھی راہ سمجھاتا ہے۔

۴۔۱ یہ مسلۂ ظہار کہلاتا ہے اس کی تفصیل سورۂ مجادلۃ میں آئے گی۔

۴۔۲ اس کی تفصیل اسی سورت میں آگے آئے گی۔

۴۔۳ یعنی کسی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جائے گی، نہ بیٹا کہنے سے بیٹا بن جائے گا، یعنی ان پر نبوت کے شرعی احکام جاری نہیں ہونگے۔

۴۔۴ اس لئے اس کا اتباع کرو اور ظہار والی عورت کو ماں اور لے پالک کو بیٹا مت کہو، خیال رہے کہ کسی کو پیار اور محبت میں بیٹا کہنا اور بات ہے اور لے پالک کو حقیقی بیٹا تصور کر کے بیٹا کہنا اور بات ہے۔ پہلی بات جائز ہے، یہاں مقصود دوسری بات کی ممانعت ہے۔

ۃ۔۵ اُدۡعُوۡھُمۡ لِاٰبَآئِھِمۡ ھُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰہِ فَاِنۡ لَّمۡ تَعۡلَمُوۡٓا اٰبَآءَھُمۡ فَاِخۡوَا
نُکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَمَوَالِیۡکُمۡ ؕ وَلَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ فِیۡمَآ اَخۡطَاۡتُمۡ بِہٖ وَلٰکِنۡ
مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُکُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ہ

لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہ ہے پھر اگر تمہیں ان کے (حقیقی) باپوں کا علم ہی نہ ہو تو تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، (۱) تم سے بھول

چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں (۲) البتہ گناہ وہ ہے جسکا تم ارادہ دل سے کرو (۳) اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا ہے.

۵۔۱ یعنی جن کے حقیقی باپوں کا علم ہے. اب دوسری نسبتیں ختم کر کے انہیں کی طرف انہیں منسوب کرو. البتہ جن کے باپوں کا علم نہ ہو سکے تو تم انہیں اپنا دینی بھائی اور دوست سمجھو، بیٹا مت سمجھو.

۵۔۲ اس لئے کہ خطا معاف ہے، جیسا کہ حدیث میں بھی صراحت ہے.

۵۔۳ یعنی جو جان بوجھ کر انتساب کرے گا وہ سخت گناہ گار ہوگا، حدیث میں آتا ہے، ''جس نے جانتے بوجھتے اپنے غیر باپ کی طرف منسوب کیا۔ اس نے کفر کا ارتکاب کیا (صحیح بخاری)

ة۔٦ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے (۱) ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں (۲) اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حقدار (۳) (ہاں) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو (۴) یہ حکم (الٰہی) میں لکھا ہے (۵).

٦۔۱ نبی ﷺ اپنی امت کے لئے جتنے شفیق اور خیر خواہ تھے، محتاج وضاحت نہیں. اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس شفقت اور خیر خواہی کو دیکھتے ہیں اس آیت میں آپ ﷺ کو مومنوں کے اپنے نفس سے بھی زیادہ حق دار، آپ ﷺ کی محبت کو دیگر تمام محبتوں سے فائق تر اور آپ ﷺ کے حکم کو اپنی تمام خواہشات سے اہم قرار دیا ہے. اس لئے مومنوں کے لئے ضروری ہے کہ آپ

ﷺ ان کے جن مالوں کا مطالبہ اللہ کے لئے کریں، وہ آپ ﷺ پر نچھاور کردیں چاہے انہیں خود کتنی ہی ضرورت ہو۔ آپ ﷺ سے اپنے نفسوں سے بھی زیادہ محبت کریں (جیسے حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے) آپ ﷺ کے حکم کو سب پر مقدم اور آپ ﷺ کی اطاعت کو سب سے اہم سمجھیں۔ جب تک یہ خود سپردگی نہیں ہوگی ﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (النساء۔ ٦٥) کے مطابق آدمی مومن نہیں ہوگا. اسی طرح جب تک آپ کی محبت تمام محبتوں پر غالب نہیں ہوگی وہ صحیح مومن نہ ہوگا.

٦۔٢ یعنی احترام وتکریم میں اور ان سے نکاح نہ کرنے میں .مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مائیں بھی ہیں

٦۔٣ یعنی اب مہاجرت ، اخوت کی وجہ سے وراثت نہیں ہوگی .اب وراثت صرف قریبی رشتہ کی بنیاد پر ہوگی.

٦۔٤ ہاں غیر رشتہ داروں کے لئے احسان اور بر وصلہ کا معاملہ کر سکتے ہو، نیز ان کے لئے ایک تہائی مال میں وصیت بھی کر سکتے ہو.

٦۔٥ یعنی لوح محفوظ میں اصل حکم یہی ہے، گو عارضی طور پر مصلحتاً دوسروں کو بھی وارث قرار دیا گیا تھا، لیکن اللہ کے علم میں تھا کہ یہ منسوخ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے منسوخ کر کے پہلا حکم بحال کر دیا ہے.

ۃ۔٧ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ

جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسٰی سے اور مریم کے بیٹے عیسٰی سے، اور ہم نے ان سے (پکا اور) پختہ عہد لیا (١).

٧۔١ اس عہد سے مراد ہے؟ بعض کے نزدیک یہ وہ عہد ہے جو ایک دوسرے کی مدد اور تصدیق کا انبیا علیہم السلام سے لیا گیا تھا سورۃ ال عمران کی آیت ٨١ میں ہے، بطور خاص پانچ انبیا علیہم السلام کا نام

لیا گیا جن سے ان کی ہمیت وعظمت واضع ہے اوران میں بھی نبی ﷺ کا ذکر سب سے پہلے ہے دراں حالیکہ نبوت کے لحاظ سے آپ ﷺ سب سے متاخر ہیں، اس سے آپ ﷺ کی عظمت اورشرف کا جس طرح اظہار ہورہا ہے محتاج وضاحت نہیں.

ق۔۸ لِّيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْ قِهِمْ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ہ ع رکوع

تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت فرمائے،(۱) اور کافروں کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کرر کھے ہیں.

۸۔ا یعنی یہ عہد اس لئے لیا تھا تاکہ اللہ سچے نبیوں سے پوچھے کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اپنی قوموں تک پہنچایا تھا یادوسرا مطلب یہ ہے کہ انبیا سے پوچھے کہ تمہاری قوموں نے تمہاری دعوت کا جواب کس طرح دیا؟ مثبت انداز میں یا منفی طریقے سے، اس میں داعیان حق کے لئے بھی تنبہ ہے کہ وہ دعوت حق کا فریضہ پوری تن دہی اور اخلاص سے ادا کریں تاکہ بارگاہ الٰہی میں سرخرو ہوسکیں، اور ان لوگوں کے لئے بھی وعید ہے جن کو حق کی دعوت پہنچائی جائے کہ اگر وہ اسے قبول نہیں کریں گے تو عنداللہ مجرم اور مستوجب سزا ہوں گے.

ق۔۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ہ

اے ایمان والوں! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا اسے یاد کرو جبکہ تمہارے مقابلے کو فوجوں پر فوجیں آئیں پھر ہم نے ان پر تیز تند آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے نہیں دیکھا(۱) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھتا ہے.

۹۔ا ان آیات میں غزوۂ احزاب کی کچھ تفصیل ہے جو ۵ ہجری میں پیش آیا۔اسے احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس موقعے پر تمام اسلام دشمن گروہ جمع ہوکر مسلمانوں کے مرکز " مدینہ " پر حملہ آور

ہوئے تھے۔احزاب حزب (گروہ) کی جمع ہے۔اسے جنگ خندق بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ مسلمانوں نے اپنے بچاؤ کے لئے مدینے کے اطراف میں خندق کھودی تھی تا کہ دشمن مدینہ کے اندر نہ آسکیں۔اس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے کہ یہودیوں کے قبیلے بنو نضیر، جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسلسل بدعہدی کی وجہ سے مدینے سے جلاوطن کر دیا تھا، یہ قبیلہ خیبر میں جا آباد ہوا اس نے کفار مکہ کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار کیا، اسی طرح غطفان وغیرہ قبائل نجد کو بھی امداد کا یقین دلا کر آمادۂ قتال کیا یوں یہ یہودی اسلام اور مسلمانوں کے تمام دشمنوں کو اکٹھا کر کے مدینے پر حملہ آور ہونے میں کامیاب ہوگئے۔مشرکین مکہ کی قیادت ابو سفیان کے پاس تھی، انہوں نے احد کے آس پاس پڑاؤ ڈال کر تقریباً مدینے کا محاصرہ کر لیا ان کی مجموعی تعداد ۱۰ ہزار تھی، جب کہ مسلمان تین ہزار تھے۔علاوہ ازیں جنوبی رخ پر یہودیوں کا تیسرا قبیلہ بنو قریظ آباد تھا۔جس سے ابھی تک مسلمانوں کا معاہدہ قائم اور وہ مسلمانوں کی مدد کرنے کا پابند تھا لیکن اسے بی بنو نضیر کے یہودی سردار حیی بن اخطب نے ورغلا کر مسلمانوں پر کاری لگانے کے حوالے سے، اپنے ساتھ ملا لیا یوں مسلمانوں پر چاروں طرف سے دشمن کے نرغے میں گھر گئے۔اس موقع پر حضرت سلیمان فارسیؓ کے مشورے سے خندق کھودی گئی، جس کی وجہ سے دشمن کا لشکر مدینے سے اندر نہیں آسکا اور مدینے کے باہر قیام پذیر رہا۔تاہم مسلمان اس محاصر اور دشمن کی متحدہ یلغار سے سخت خوفزدہ تھے، کم وبیش ایک مہینے تک محاصرہ قائم رہا اور مسلمان سخت خوف اور اضطراب کے عالم میں مبتلا تھے۔بالآخر اللہ تعالیٰ نے پردۂ غیب سے مسلمانوں کی مدد فرمائی ان آیات میں ان ہی سراسیمہ حالات اور امداد غیبی کا تذکرہ فرمایا گیا ہے پہلے **جُنُودٌ** سے مراد کفار کی فوجیں ہیں، جو جمع ہو کر آئی تھیں۔تیز وتند ہوا سے مراد ہوا ہے جو سخت طوفان اور آندھی کی شکل میں آئی، جس نے ان کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا جانور رسیاں تڑا کر بھاگ کھڑے ہوئے، ہانڈیاں الٹ گئیں اور سب بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔یہ وہی ہوا ہے۔

جس کی بابت حدیث میں آتا ہے،﴿ وَّ جُنُوْدُ اَلَمْ تَرَوْهَا ﴾ سے مراد فرشتے ہیں۔جو مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے،انہوں نے دشمن کے دلوں پر ایسا خوف اور دہشت طاری کر دی کہ انہوں نے وہاں سے جلد بھاگ جانے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔

ۃ۔۱۰ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ہ

جب کہ (دشمن) تمہارے پاس اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے (۱) اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح گمان کرنے لگے (۲)

۱۰۔۱ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر طرف سے دشمن آگئے یا اوپر سے مراد غطفان، ہوازن اور دیگر نجد کے مشرکین ہیں اور نیچے کی سمت سے قریش اور ان کے اعوان وانصار۔

۱۰۔۲ یہ مسلمانوں کی اس کفیت کا اظہار ہے جس سے اس وقت دوچار تھے۔

ۃ۔۱۱ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ہ

یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح جھنجھوڑ دیئے گئے (۱)

۱۱۔۱ یعنی مسلمانوں کو خوف، قتال، بھوک اور محاصرے میں مبتلا کر کے ان کو جانچا پرکھا گیا تاکہ منافق الگ ہو جائیں.

ۃ۔۱۲ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ہ

اور اس وقت منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہنے لگے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے محض دھوکا فریب کا ہی وعدہ کیا تھا (۱)

۱۲۔۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد کا وعدہ ایک فریب تھا. یہ تقریباً ستر منافقین تھے جن کی زبانوں پر وہ بات آگئی جو دلوں میں تھی.

ۃ۔۱۳ وَ اِذۡ قَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ يٰۤاَهۡلَ يَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمۡ فَارۡجِعُوۡا وَيَسۡتَاۡذِنُ فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمُ النَّبِىَّ يَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ بُيُوۡتَنَا عَوۡرَةٌ ؕ وَمَا هِىَ بِعَوۡرَةٍ اِنۡ يُّرِيۡدُوۡنَ اِلَّا فِرَارًا ۝

ان ہی کی ایک جماعت نے ہانک لگائی کہ اے مدینہ والو تمہارے لئے ٹھکانا نہیں چلو لوٹ چلو(۱) اوران کی ایک جماعت یہ کہہ کر نبی ﷺ سے اجازت مانگنے لگی ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں (۲) حالانکہ وہ (کھلے ہوئے اور) غیر محفوظ نہ تھے (لیکن) ان کا پختہ ارداہ بھاگ کھڑے ہونے کا تھا (۳).

۱۳۔۱ یعنی مسلمانوں کے لشکر میں رہنا سخت خطرناک ہے، اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ.

۱۳۔۲ یعنی بنو قریظہ کی طرف سے حملے کا خطرہ ہے یوں اہل خانہ کی جان مال اور آبرو کا خطرے میں ہے.

۱۳۔۳ یعنی جو خطرہ وہ ظاہر کر رہے ہیں، نہیں ہے وہ اس بہانے سے راہ فرار چاہتے ہیں.

ۃ۔۱۴ وَلَوۡ دُخِلَتۡ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الۡفِتۡنَةَ لَاٰتَوۡهَا وَمَا تَلَبَّثُوۡا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيۡرًا ۝

اور اگر مدینے کے اطراف سے ان پر (لشکر) داخل کئے جاتے پھر ان سے فتنہ طلب کیا جاتا تو یہ ضرور اسے برپا کر دیتے اور نہ لڑتے مگر تھوڑی مدت (۱).

۱۴۔۱ یعنی مدینے یا گھروں میں چاروں طرف سے دشمن داخل ہو جائیں اور ان سے مطالبہ کریں کے تم کفر و شرک کی طرف دوبارہ واپس آ جاؤ، تو یہ ذرا توقف نہ کریں گے اور اس وقت گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا عذر بھی نہیں کریں گے بلکہ فوراً مطالبۂ شرک کے سامنے جھک جائیں مطلب یہ کہ کفر و شرک ان کو مرغوب ہے اور اس کی طرف لپکتے ہیں.

ۃ۔۱۵ وَلَقَدۡ كَانُوۡا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ لَا يُوَلُّوۡنَ الۡاَدۡبَارَ ‌ؕ وَكَانَ عَهۡدُ اللّٰهِ مَسۡـُٔوۡلًا ۝

اس سے پہلے تو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہ پھریں گے (۱) اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے

وعدہ کی بازپرس ہوگی (۲)

۱۵۔۱ یعنی مدینے یا ان کے گھروں میں چاروں طرف دشمن داخل ہو جائیں گے اور ان سے مطالبہ کریں کہ تم کفر و شرک کی طرف دوبارہ واپس آ جاؤ، تو یہ ذرا توقف نہ کریں گے اور اس وقت گھروں کو غیر محفوظ ہونے کا عذر بھی نہیں کریں گے بلکہ فوراً مطالبۂ شرک کے سامنے جھک جائیں مطلب یہ ہے کہ کفر اور شرک ان کو مرغوب ہے اور اس کی طرف یہ لپکتے ہیں.

۱۵۔۲ یعنی اسے پورا کرنے کا ان سے مطالبہ کیا جائے گا اور عدم وفا پر سزا کے مستحق ہوں گے.

ۃ۔۱۶ **قُلۡ لَّنۡ یَّنۡفَعَکُمُ الۡفِرَا رُ اِنۡ فَرَرۡ تُمۡ مِّنَ الۡمَوۡ تِ اَوِ الۡقَتۡلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡ نَ اِلَّا قَلِیۡلًا ہ**

کہہ دیجئے کہ تم موت سے یا خوف قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اسوقت تم ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے (۱)

۱۶۔۱ یعنی موت سے کوئی صورت مفر نہیں ہے. اگر میدان جنگ سے بھاگ کر آ بھی جاؤ گے تو کیا فائدہ؟ کچھ عرصے بعد موت کا پیالہ تو پھر بھی پینا پڑے گا.

ۃ۔۱۷ **قُلۡ مَنۡ ذَ االَّذِیۡ یَعۡصِمُکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ اِنۡ اَ رَا دَ بِکُمۡ سُوۡٓءً اَوۡ اَ رَ ا دَ بِکُمۡ رَ حۡمَۃً ط وَ لَا یَجِدُوۡ نَ لَہُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا ہ**

پوچھیے! اگر اللہ تمہیں کوئی برائی پہنچانا چاہے یا تم پر کوئی فضل کرنا چاہے تو کون ہے جو تمہیں بچا سکے (یا تم سے روک سکے) (۱) اپنے لئے بجز اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی حمائتی پائیں گے نہ مددگار.

۱۷۔۱ یعنی تمہیں ہلاک کرنا، بیمار کرنا، یا مال و جائداد میں نقصان پہنچانا یا قحط سالی میں مبتلا کرنا چاہے، تو کون ہے جو تمہیں اس سے بچا سکے؟ یا اپنا فضل و کرم کرنا چاہے تو وہ روک سکے؟

ۃ۔۱۸ **قَدۡ یَعۡلَمُ اللّٰہُ الۡمُعَوِّ قِیۡنَ مِنۡکُمۡ وَ الۡقَآ ئِلِیۡنَ لِاِ خۡوَا نِہِمۡ ہَلُمَّ اِلَیۡنَا وَ لَا یَاۡ تُوۡ نَ الۡبَا سَ اِلَّا قَلِیۡلًا ہ**

اللہ تعالیٰ تم میں سے انہیں (بخوبی) جانتا ہے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس (۱) چلے آؤ.اور کبھی کبھی ہی لڑائی میں آجاتے (۲)

۱۸۔۱ یہ کہنے والے منافقین تھے، جو اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے سے روکتے تھے۔

۱۸۔۲ کیونکہ وہ موت کے خوف سے پیچھے ہی رہتے تھے.

ۃ۔۱۹ اَ شِحَّةً عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِىْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ط اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ہ

تمہاری مدد میں (پورے) بخیل ہیں (۱) پھر جب خوف ودہشت کا موقعہ آجائے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ آپ کی طرف نظریں جمادیتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس طرح گھومتی ہیں جیسے اس شخص کی جس پر موت کی غشی طاری ہو (۲) پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر اپنی تیز زبانوں سے بڑی باتیں بناتے ہیں مال کے بڑے ہی حریص ہیں (۳) یہ ایمان لائے ہی نہیں (۴) اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال نابود کردیئے اور اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے (۵).

۱۹۔۱ یعنی تمہارے ساتھ خندق کھود کر تم سے تعاون کرنے میں یا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں یا تمہارے ساتھ مل کر لڑنے میں بخیل ہیں.

۱۹۔۲ یہ ان کی بزدلی اور پست ہمتی کی کفیت کا بیان ہے.

۱۹۔۳ یا دوسرا مفہوم ہے کہ خیر کا جذبہ بھی ان کے اندر نہیں ہے۔یعنی مذکورہ خرابیوں اور کوتاہیوں کے ساتھ خیر اور بھلائی سے بھی وہ محروم ہیں.

۱۹ـ۴ یعنی دل سے، بلکہ یہ منافق ہیں، کیونکہ ان کے دل کفر و عناد سے بھرے ہوئے ہیں.

۱۹ـ۵ ان کے اعمال کا برباد کر دینا، یا ان کا نفاق.

۲۰ـۃ یَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ لَمۡ یَذۡهَبُوۡا ۚ وَ اِنۡ یَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ یَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّهُمۡ بَادُوۡنَ فِی الۡاَعۡرَابِ یَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِكُمۡ ؕ وَ لَوۡ كَانُوۡا فِیۡكُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا اِلَّا قَلِیۡلًا ۝ ع رکوع ۲

سمجھتے ہیں کہ اب تک لشکر چلے نہیں گئے (۱) اور اگر فوجیں آجائیں تو تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش! وہ صحرا میں بادیہ نشینوں کے ساتھ ہوتے کہ تمہاری خبریں دریافت کیا کرتے، اگر وہ تم میں موجود ہوتے (تو بھی کیا؟) نہ لڑتے مگر برائے نام (۲)

۲۰ـ۱ یعنی ان منافقین کی بزدلی، کم ہمتی اور خوف و دہشت کا یہ حال ہے کہ کافروں کے گروہ اگرچہ ناکام و نامراد واپس جا چکے ہیں. لیکن یہ اب تک یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ابھی تک اپنے مورچوں اور خیموں میں موجود ہیں۔

۲۰ـ۲ محض عار کے ڈر سے یا ہم وطنی کی حمیت کی وجہ سے. اس میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو جہاد سے گریز کرتے یا اس سے پیچھے رہتے ہیں.

۲۱ـۃ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ یَرۡجُو اللّٰهَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیۡرًا ۝ ؕ

یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے (۱)

۲۱ـ۱ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اسوۂ رسول ﷺ کو وہی اپنائے گا جو آخرت میں اللہ کی ملاقات پر یقین رکھتا اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے. آج کل مسلمان بھی بالعموم ان دونوں وصفوں سے محروم ہیں، اس لئے اسوۂ رسول ﷺ کی بھی کوئی اہمیت ان کے دلوں میں نہیں ہے.

ۃ۔۲۲ وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ صَدَقَ
اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ مَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ہ ط

اور ایمانداروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ اٹھے! کہ انہیں کا وعدہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا(۱) اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوۂ فرماں برداری میں اور اضافہ کر دیا(۲)

۲۲۔۱ یعنی منافقین نے دشمن کی کثرت تعداد اور حالات کی سنگینی دیکھ کر کہا تھا کہ اللہ اور رسول ﷺ کے وعدے فریب تھے، ان کے برعکس اہل ایمان نے کہا کہ اللہ اور رسول نے جو وعدہ کیا ہے کہ امتحان سے گزارنے کے بعد تمہیں فتح و نصرت سے ہمکنار کیا جائے گا، وہ سچا ہے.

۲۲۔۲ یعنی حالات کی شدت اور ہولناکی نے ان کے ایمان کو متزلزل نہیں کیا، بلکہ ان کے ایمان میں جذبہ اطاعت اور تسلیم و رضا میں مزید اضافہ کر دیا. اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ لوگوں اور ان کے مختلف احوال کے اعتبار سے ایمان اور اس کی قوت میں کمی بیشی ہوتی ہے جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے.

ۃ۔۲۳ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَ
مِنْھُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ہ

مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا انہیں سچا کر دکھایا بعض نے تو اپنا عہد پورا کر(۱) دیا اور بعض (موقعہ کے) منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی.

۲۳۔۱ نَحْبٌ کے معنی ہیں عہد، نذر اور موت کے کئے گئے ہیں. مطلب ہے کہ ان صادقین میں کچھ نے اپنا وعدہ اور نذر پوری کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا ہے.

ۃ۔۲۴ لِّیَجْزِیَ اللّٰہُ الصّٰدِقِیْنَ بِصِدْقِھِمْ وَ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ ط

اِنَّ اللّٰہ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ہ

تا کہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور اگر چاہے تو منافقوں کو سزا دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے (۱) اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا بہت ہی مہربان ہے.

۲۴۔۱ یعنی انہیں قبول اسلام کی توفیق دے.

۲۵۔ة وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِغَیۡظِہِمۡ لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا ط وَکَفَی اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ ط وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیۡزًا ہ

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غصے بھرے ہوئے ہی (نامراد) لوٹا دیا انہوں نے کوئی فائدہ نہیں پایا (۱) اور اس جنگ میں اللہ تعالیٰ خود ہی مومنوں کو کافی ہو گیا (۲) اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا اور غالب ہے۔

۲۵۔۱ یعنی مشرک جو مختلف طرفوں سے جمع ہو کر آئے تھے تا کہ مسلمانوں کا نشان مٹا دیں. اللہ نے انہیں اپنے غیظ وغضب سمیت واپس لوٹا دیا. نہ دنیا کا مال متاع ان کے ہاتھ لگا اور نہ آخرت میں بھی اجر وثواب کے مستحق ہوں گے، کسی بھی قسم کی خیر انہیں حاصل نہیں ہوئی.

۲۵۔۲ یعنی مسلمانوں کو ان سے لڑنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہوا اور فرشتوں کے ذریعے سے اپنے مومن بندوں کی مدد کا سامان بہم پہنچا دیا۔ اسلئے نبی ﷺ نے فرمایا ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ، صَدَقَ وَعۡدَہٗ، نَصَرَ عَبۡدَہٗ، وَاَعَزَّ جُنۡدَہٗ، وَھَزَمَ الۡاَحۡزَابَ وَحۡدَہٗ، فَلَا شَیۡءٍ بَعۡدَہٗ﴾ (صحیح بخاری)

"ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کو سرخرو کیا، اور تمام گروہوں کو اکیلے اس نے ہی شکست دے دی، اس کے بعد کوئی شے نہیں" یہ دعا حج عمرہ، جہاد اور سفر سے واپسی پر پڑھنی چاہئے.

۲۶۔ة وَاَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ ظَاھَرُوۡھُمۡ مِّنۡ اَھۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ صَیَاصِیۡھِمۡ وَقَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِھِمُ الرُّعۡبَ

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْ نَ وَتَاْ سِرُوْنَ فَرِيْقًا ہ

اورجن اہل کتاب نے ان سے ساز باز کرلی تھی انہیں (بھی) اللہ تعالیٰ نے ان کے قعلوں سے نکال دیا اوران کے دلوں میں (بھی) رعب بھردیا کہ تم ان کے ایک گروہ کوقتل کررہے ہواور ایک گروہ کوقیدی بنا رہے ہو.

ة۔۲۷ وَ اَوْ رَ ثَكُـمْ اَرْ ضَهُمْ وَ دِيَا رَ هُمْ وَ اَمْوَا لَهُمْ وَ اَرْ ضًا لَّمْ تَطَئُوْ هَا ط وَكَا نَ اللّٰهُ

رع۳ عَلٰى كُلِّ شَيْىءٍ قَدِ يْرًا ہ ع

اوراس نے تمہیں ان کی زمینوں کا اوران کے گھروں کا اوران کے مال کا وارث کردیا(۱) اوراس زمین کا بھی جس کوتمہارے قدموں نے روندا انہیں (۲) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے.

۲۷۔ا اس میں غزوۂ بنی قریضہ کا ذکر ہے جیسے کہ پہلے گزرا کہ اس قبیلے نے نقص عہد کرکے جنگ احزاب میں مشرکوں اور دوسرے یہودیوں کا ساتھ دیا۔ چنانچہ جنگ احزاب سے واپس آکر رسول اللہ ﷺ ابھی غسل فرما سکے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آگئے اورکہا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار رکھ دیئے؟ ہم فرشتوں نے تونہیں رکھے ہیں چلئے، اب بنو قریظہ کے ساتھ نمٹنا ہے، مجھے اللہ نے اس لئے آپ ﷺ کی طرف بھیجا ہے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں میں اعلان فرمادیا بلکہ ان کوتا کید کردی کہ عصر کی نماز وہاں جاکر پڑھنی ہے.ان کی آبادی مدینے سے چند میل کے فاصلے پرتھی.یہ اپنے قلعوں میں بند ہوگئے، باہر سے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا جوکم وبیش پچیس روز جاری رہا. بالآ خر انہوں نے سعد بن معاذؓ کواپنا (ثالث) تسلیم کرلیا کہ وہ فیصلہ ہماری بات پر دیں گے، ہمیں منظور ہوگا. چنانچہ انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ان میں سے لڑنے والے لوگوں کوقتل کردو اور بچوں اورعورتوں کو قیدی بنالیا جائے اوران کا مال مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے،نبی ﷺ نے یہ فیصلہ سن کر فرمایا کہ یہی فیصلہ آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کا بھی ہے، اس کے مطابق ان کے جنگجو افراد کی گردنیں اڑادی

گئیں اور مدینے کو ان کے ناپاک وجعد سے پاک کردیا گیا (صحیح بخاری)

ة-۲۸ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ہ

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور زینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں.

ة-۲۹ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ

اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو (یقین مانو کہ) تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں (ا)

۲۹-ا فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہوگئی تو انصار اور مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ نبی ﷺ چونکہ نہایت سادگی پسند تھے، اس لئے ازواج مطہرات کے اس مطالبے پر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی جو ایک مہینہ جاری رہی بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی. اس کے بعد سب سے پہلے آپ نے حضرت عائشہؓ کو یہ آیت سنا کر انہیں اختیار دیا تاہم انہیں کہا کہ اپنے طور پر فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے والدین سے مشورے کے بعد کوئی اقدام کرنا. حضرت عائشہؓ نے فرمایا. یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ کے بارے میں مشورہ کروں؟ بلکہ میں اللہ اور رسول ﷺ کو پسند. یہی بات دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی کہی اور کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کے حبالۂ عقد

میں ۹ بیویاں تھیں، پانچ قریش میں سے تھیں۔ حضرت عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، سودہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن اور چار ان کے علاوہ، یعنی حضرت صفیہ، زینب اور جویریہ تھیں بعض لوگ مرد کی طرف سے اختیار علیحدگی کو طلاق قرار دیتے ہیں، لیکن یہ بات صحیح نہیں، صحیح بات یہ ہے کہ اختیار علیحدگی کے بعد اگر عورت علیحدگی کو پسند کر لے، پھر تو یقیناً طلاق ہو جائے گی (اور یہ طلاق بھی رجعی ہوگی نہ کہ بائنہ، جیسا کہ بعض علما کا مسلک ہے) تاہم اگر عورت علیحدگی نہیں کرتی تو پھر طلاق نہیں ہوگی، جیسے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے علیحدگی کی بجائے حرم رسول ﷺ میں ہی رہنا پسند کیا تو اس اختیار کو طلاق شمار نہیں کیا گیا (صحیح بخاری)

۳۰۔ة **یٰنِسَآ ءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْ تِ مِنْکُنَّ بِفَا حِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَا بُ ضِعْفَیْنِ ط وَ کَا نَ ذٰ لِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ہ**

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو بھی کھلی بے حیائی (کا ارتکاب) کرے گی اسے دوہرا دوہرا عذاب دیا جائے گا (ا) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی سہل (سی بات) ہے۔

۳۰۔ا قرآن میں **الفَا حِشَۃُ** (مُعَرَّفٌ) کو زنا کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے لیکن **فَا حِشَۃٌ** (نکرہ) کو برائی کے لئے، جیسے یہاں ہے. یہاں اس کے معنی بد اخلاقی اور نا مناسب رویے کے ہیں. کیونکہ نبی ﷺ کے ساتھ بد اخلاقی اور نا مناسب رویہ، آپ ﷺ کو ایذا پہنچانا ہے جس کا ارتکاب کفر ہے. علاوہ ازیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن خود بھی مقام بلند کی حامل تھیں اور بلند مرتبہ لوگوں کی معمولی غلطیاں بڑی شمار ہوتی ہیں، اس لئے انہیں دوگنے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ ۲۲	سورت	احزاب	سبا	فاطر	یٰسٓ
	صفحہ	جاری	۹۳	۱۱۵	۱۳۱

ۃ۔۳۱ وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا ہ

اورتم میں سے جوکوئی اللہ کی اوراس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اورنیک کام کرے گی ہم اسے اجر(بھی)دوہرادیں گے(ا) اوراس کے لئے ہم نے بہترین روزی تیارکررکھی ہے.

ا۔۳۱ یعنی جس طرح گناہ کاوبال دگنا ہوگا،نیکیوں کااجربھی دوہراہوگا جس طرح نبی ﷺ کواللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اِذًا لَّاَ ذَقۡنٰکَ ضِعۡفَ الۡحَیٰوۃِ وَضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ﴾ (بنی اسرائیل۔۷۵) پھر توہم بھی آپ کودوہرا عذاب دنیا کا کرتے اوردوہرا ہی موت کا"

ۃ۔۳۲ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ہ

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو(ا) اگرتم پرہیزگاری اختیارکروتو نرم لہجے سے بات نہ کروکہ جس کے دل میں روگ ہووہ کوئی براخیال کرے(۲) اورہاں قاعدے مطابق کلام کرو.

ا۔۳۲ یعنی تمہاری حثیت اورمرتبہ عام عورتوں کا سا نہیں ہے.بلکہ اللہ نے تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کاجو شرف عطافرمایاہے،اس کی وجہ سے تمہیں ایک امتیازی مقام حاصل ہے اوررسول اللہ ﷺ کی طرح تمہیں بھی امت کے لئے ایک نمونہ بنناچاہیے چنانچہ انہیں ان کے مقام و مرتبے سے اگاہ کرکے انہیں کچھ ہدایت دی جارہی ہے.

۳۲_۲ اللہ تعالیٰ نے جس طرح عورت کے وجود کے اندر مرد کے لئے جنسی کشش رکھی ہے (جس کی حفاظت کے لئے بھی خصوصی ہدایت دی گئی ہے تا کہ عورت مرد کے لئے فتنے کا باعث نہ بنے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی آواز میں بھی فطری طور پر دلکشی، نرمی اور نزاکت رکھی ہے جو مرد کو اپنی طرف کھینچتی ہے، بنا بریں اس آواز کے لئے بھی یہ ہدایت دی گئی ہے کہ مردوں سے گفتگو کرتے وقت قصداً ایسا لب ولہجہ اختیار کرو کہ نرمی اور لطافت کی جگہ قدرے سختی اور روکھاپن ہو، تا کہ کوئی بدظن لہجے کی نرمی سے تمہاری طرف مائل نہ ہو اور اس کے دل میں برا خیال پیدا نہ ہو.

۳۲_۳ یعنی روکھا پن، صرف لہجے کی حد ہی ہو، زبان سے ایسا لفظ نہ نکالنا جو معروف قائدے اور اخلاق کے منافی ہو. اِنِ اتَّقَیْتُنَّ کہہ کر اشارہ کر دیا کہ بات اور دیگر ہدایات جو آگے آ رہی ہیں، کیونکہ انہیں ہی یہ فکر ہوتی ہے کہ ان کی آخرت برباد نہ ہو جائے. جن کے دل خوف الٰہی سے عاری ہیں، انہیں ان ہدایات سے کیا تعلق؟ اور وہ کب ان ہدایات کی پروہ کرتی ہیں؟

۳۳_ة وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۚ

اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو(۱) اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکٰوۃ دیتی رہا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کر،(۲) اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اپنے نبی کی گھر والیو!(۳) تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے.

۳۳_۱ یعنی ٹک کر رہو اور بغیر ضروری حاجت کے گھر سے باہر نہ نکلو. اس کی وضاحت کر دی گئی کہ عورت کا دائرہ عمل امور سیاست اور جہان بانی نہیں، معاشی جمیلے بھی نہیں، بلکہ گھر کی چار دیواری کے

اندر رہ کر امور خانہ داری سرانجام دینا ہے.

۳۳-۲ پچھلی ہدایت، برائی سے اجتناب کے متعلق تھیں، یہ ہداہت نیکی اختیار کرنے کے متعلق ہیں.

۳۳-۳ اہل بیت سے کون مراد ہیں؟ اس کے تعین میں کچھ اختلاف ہے، بعض نے ازواج طہرات کو مراد لیا ہے، جیسا کہ یہاں قرآن کریم کے سیاق سے واضع ہے قرآن نے یہاں ازواج مطہرات ہی کو اہل بیت کہا قرآن کے دوسرے مقامات پر بھی بیوی کو اہل بیت کہا گیا ہے، بعض روایات کی روح سے اہل بیت کا مصداق صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں اور ازواج مطہرات اس سے خارج سمجھتے ہیں.

۳۴-ۃ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا! ۵ ع رکوع ۱

اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو (۱) یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبر دار ہے.

۳۴-۱ یعنی ان پر عمل کرو حکمت سے مراد احادیث ہیں۔ اس سے استداک کرتے ہوئے بعض علما نے کہا ہے کہ حدیث بھی قرآن کی طرح ثواب کی نیت سے پڑھی جا سکتی ہے. علاوہ ازین یہ آیت بھی ازواج مطہرات کے اہل بیت ہونے پر دلالت کرتی ہے، اس لئے کہ وحی کا نزول، جس کا ذکر اس آیت میں ہے، ازواج مطہرات کے گھروں میں یہ ہوتا تھا، بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کے گھر میں. جیسا کہ احادیث میں ہے.

۳۵-ۃ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ

اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ہ

بیشک مسلمان مرد اور عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرمابرداری کرنے والے مرد اور فرمادار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں ،خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنی والی عورتیں اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں (ان سب کے) لئے اللہ تعالیٰ نے (وسیع مغفرت) اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے.

ۃ۔۳۶ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ہ ؕ

اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا(ا) یادرکھو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا.

۳۶۔ا یہ آیت حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئی تھی.حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو کہ اصلاً عرب تھے،لیکن کسی نے انہیں بچپن میں زبردستی پکڑ کر بطور غلام بیچ دیا تھا لیکن نبی ﷺ سے حضرت خدیجہؓ کے نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا. آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا. نبی ﷺ نے ان کے نکاح کے لئے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینبؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا،جس پر انہیں اور ان کے بھائی کو خاندانی وضاہت کی بنا پر تامل ہوا ،کہ زیفؓ ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ہمارا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے. جس پر یہ آیت نازل ہوئی. جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے

فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے. بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سرِ تسلیم خم کر دے. چنانچہ یہ آیت سننے کے بعد حضرت زینبؓ وغیرہ نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا باہم نکاح ہو گیا.

۳۷۔ة وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ہ

(یاد کرو) جبکہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا کہ جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ اور اللہ سے ڈر تو نے آپنے دل میں وہ جو چھپائے ہوئے تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے خوف کھاتا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تو اسے ڈرے (۱) پس جب کہ زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کر لی (۱) ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا (۲) تا کہ مسلمانوں پر اپنے لے پالک بیویوں کے بارے میں کسی طرح تنگی نہ رہے جب کہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کر لیں (۳) اللہ کا (یہ) حکم تو ہو کر ہی رہنے والا ہے (۴)

۳۷۔ا لیکن چونکہ ان کے مزاج میں فرق تھا، بیوی کے مزاج میں خاندانی نسب و شرف رچا ہوتھا، جب کہ زیدؓ کے دامن میں غلامی کا داغ تھا، ان کی آپس میں ان بن رہتی تھی جس کا تذکرہ حضرت زیدؓ غلام ہیں اور ہمارا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی. جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد اور عورت کو حق حاصل نہیں کہ وہ اپنا اختیار بروئے کار لائے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سر تسلم خم کر دے . چنانچہ اور نباہ کرنے تا کید فرماتے

.علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پیش گوئی سے بھی اگاہ فرمادیا تھا کہ زیدؓ کی طرف سے طلاق واقع ہوکر رہے گی اوراس کے بعد زینبؓ کا نکاح آپ سے کردیا جائیگا، تاکہ جاہلیت کی اس رسم کی پیروی پر ایک کاری ضرب لگا کر واضع کردیا جائے کہ منہ بولا بیٹا، احکام شرعیہ میں حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے اوراس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے. اس آیت میں انہیں باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے. حضرت زیدؓ پر اللہ کا انعام یہ تھا کہ انہیں قبول اسلام کی توفیق دی اور غلامی سے نجات دلائی، نبی ﷺ کا احسان ان پر یہ تھا کہ ان کی دینی تربیت کی، ان کو آزاد کرکے اپنا بیٹا قرار دیا اوراپنی پھوپھی امیمہ بنت عبداللہ کی لڑکی سے سے ان کا نکاح کرادیا. دل میں چھپانے والی بات یہی تھی جو آپ کو حضرت زینبؓ سے نکاح کی بات کے ذریعے بتلائی گئی تھی، آپ ﷺ ڈرتے اس بات سے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ اپنی بہو سے نکاح کرلیا. حالانکہ جب اللہ کو آپ کے ذریعے سے اس رسم کا خاتمہ کرانا تھا تو پھر لوگوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں تھی. آپ ﷺ کا یہ خوف اگرچہ فطری تھا، اسکے باوجود آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی گئی. ظاہر کرنے سے مراد یہی ہے کہ یہ نکاح ہوگا، جس سے یہ بات سب کے علم کے ہی علم میں آجائے گی.

۳۷۔۲ یعنی نکاح کے بعد طلاق دی اور حضرت زینبؓ عدت سے فارغ ہوگئیں.

۳۷۔۳ یعنی یہ نکاح معرفت طریقے کے برعکس اللہ کے حکم سے قرار پا گیا، نکاح خوانی، ولایت، حق مہر اور گواہوں کے بغیر ہی.

۳۷۔۴ یہ حضرت زنبؓ سے، نبی ﷺ کے نکاح کی علت ہے کہ آئندہ کوئی مسلمان اس بارے میں تنگی محسوس نہ کرے اور حسب ضرورت اقتضائے پالک کی مطلقہ بیوی سے نکاح کیا جاسکے۔

ۃ۔۳۸ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ

جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے مقرر کی ہیں ان میں نبی پر کوئی حرج نہیں (۱) (یہی) اللہ کا دستور ان میں بھی رہے جو پہلے ہوئے (۲) اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کئے ہوئے ہیں۔

۳۸۔۱ یہ واقع نکاح زینبؓ کی طرف سے اشارہ ہے، چونکہ یہ نکاح آپ ﷺ کے لئے حلال تھا ،اس لئے اس میں کوئی گناہ اور تنگی والی بات نہیں تھی۔

۳۸۔۲ یعنی گزشتہ انبیا علیہم ایسے کاموں کے کرنے میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے تھے جو اللہ کی طرف سے ان پر فرض قرار دیئے جاتے تھے چاہے قومی اور عوامی رسم و رواج ان کے خلاف ہی ہوتے.

ۃ۔۳۹ الَّذِ یْنَ یُبَلِّغُوْ نَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَ یَخْشَوْ نَہٗ وَ لَا یَخْشَوْ نَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ط وَ کَفٰی بِا للّٰہِ حَسِیْبًا ہ

یہ سب ایسے تھے کے اللہ تعالیٰ کے حکام پہنچایا کرتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی نہ ڈرتے تھے (۲) اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے.

۳۹۔۱ اس لئے کسی کا ڈر یا خوف انہیں صرف اللہ کا پیغام پہچانے میں مانع بنتا نہ طعن وملامت کی انہیں کوئی پرواہ ہوتی تھی.

۳۹۔۳ یعنی ہر جگہ وہ اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے موجود ہے،اس لئے وہ اپنے بندوں کی مدد کے لئے کافی ہے اور اللہ کے دین کی تبلیغ ودعوت میں انہیں جو مشکلات آتیں ان میں وہ چارہ سازی فرماتا اور دشمنوں کے مذموم ارادوں اور سازشوں سے انہیں بچاتا ہے۔

ۃ۔۴۰ مَا کَا نَ مُحَمَّدٌ اَ بَآ اَ حَدٍ مِّنْ رِّ جَا لِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْ لَ اللّٰہِ وَ خَا تَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَ کَا نَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ہ ع رکوع ۵

(لوگو) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں (۱) لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں

اورتمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں(۲) اوراللہ تعالیٰ ہر چیز کو(خوب) جانتا ہے

ۃ۔۴۱ یٰٓاَ یُّھَا الَّذِ یۡنَ اٰمَنُوا اذۡ کُرُو االلّٰہَ ذِ کۡرًا کَثِیۡرًا ہ

مسلمانوں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کیا کرو.

ۃ۔۴۲ وَّ سَبِّحُوۡ ہُ بُکۡرَ ۃً وَّ اَ صِیۡلًا ہ

اور صبح شام اس کی پاکیزگی بیان کرو.

ۃ۔۴۳ ھُوَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ عَلَیۡکُمۡ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخۡرِ جَکُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ط وَکَانَ بِالۡمُئۡو مِنِیۡنَ رَ حِیۡمًا ہ

وہی ہے جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے اوراس کے فرشتے (تمہارے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف لے جائے اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے

ۃ۔۴۴ تَحِیَّتُھُمۡ یَوۡ مَ یَلۡقَوۡ نَہٗ سَلٰمٌ وَ اَ عَدَّ لَھُمۡ اَجۡرًا کَرِیۡمًا ہ

جس دن یہ (اللہ سے) ملاقات کریں گے ان کا تحفہ سلام ہوگا(۱) ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے باعزت اجر تیار کررکھا ہے.

۴۴۔۱ یعنی جنت میں فرشتے اہل ایمان کو یا مومن آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے.

ۃ۔۴۵ یٰٓاَ یُّھَا النَّبِیُّ اِ نَّآاَ رۡ سَلۡنٰکَ شَا ھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِ یۡرًا ہ

اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو(رسول بنا کر بھیجا کر) گواہیاں دینے والا (ا) خوشخبری سنانے والا بھیجا ہے.

بعض لوگ شاہد کے معنی حاضر وناظر کے کرتے ہیں جو قرآن کے اصل لفظ سے معنوی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی دیں گے، ان سے بھی جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اوران کی بھی جنہوں نے تکذیب کی. آپ ﷺ قیامت کے والے دن اہل ایمان کو ان کے اعضائے وضو سے

پہنچان لیں گے جو چمکتے ہونگے ، اسی طرح آپ ﷺ دیگر انبیا علیہم السلام کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی اپنی وقتوں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ گواہی اللہ کے دیئے ہوئے یقینی علم کی بنیاد پر ہوگی۔اس لئے نہیں کہ آپ ﷺ تمام انبیا علیہم السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا رہے ہیں، یہ عقیدہ تو احکام قرآنی کے خلاف ہے۔

ۃ۔۴۶ وَ دَا اعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْ نِهٖ وَسِرَا جًا مُّنِيْرًا ہ

اوراللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اورروشن چراغ (ا)

۴۶۔ا جس طرح چراغ سے اندھیرے دور ہوجاتے ہیں،اسی طرح آپ ﷺ کے ذریعے سے کفروشرک کی تاریکیاں دور ہو جائیں.علاوہ ازین اس چراغ سے کسب ضیا کر کے جو کمال وسعادت حاصل کرنا چاہے،کرسکتا ہے۔اس لئے کہ یہ چراغ قیامت تک روشن رہے.

ۃ۔۴۷ وَ بَشِّرِ الْمُئو مِنِيْنَ بِاَ نَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ہ

آپ مومنوں کوخوشخبری سنا دیجئے! کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے.

ۃ۔۴۸ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَدَ عْ اَ ذٰ هُمْ وَ تَوَ كَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِا للّٰهِ وَ كِيْلًا ہ

اور کافروں اورمنافقوں کا کہنا نہ مانیئے اور جو ایذا (ان کی طرف سے پہنچے) اس کا خیال بھی نہ کیجئے اوراللہ پر بھروسہ رکھیئے کافی ہے اللہ کام بنانے والا.

ۃ۔۴۹ يٰٓاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰ مَنُوْٓا اِ ذَا نَكَحْتُمُ الْمُئو مِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْ هُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْ هُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّ ةٍ تَعْتَدُّ وْ نَهَا فَمَتِّعُوْ هُنَّ وَسَرِ حُوْ هُنَّ سَرَاحًا جِمِيْلًا ہ

اے مومنوں جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے (یہ طلاق دے تو توان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو(ا) پس تم کچھ نہ کچھ انہیں دے دو(ا) پھر بھلے طریقے

سے رخصت کردو(۲)۔

۴۹۔۱ نکاح کے بعد جن عورتوں سے ہم بستری کی جاچکی ہو وہ بھی جوان ہوں، ایسی عورتوں کو طلاق مل جائے تو ان کی عدت تین حیض ہے اور جن سے نکاح ہوا ہے لیکن میاں بیوی کے درمیان ہم بستری نہیں ہوئی۔ان کو اگر طلاق ہو جائے تو عدت نہیں ہے یعنی ایسی غیر مدخولہ مطلقہ بغیر عدت گزارے فوری طور پر کہیں نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے، البتہ ہم بستری سے قبل خاوند فوت ہوجائے تو پھر اسے ۴ ماہ اور دس دن کی عدت گزارنا پڑے گی (فتح القدیر، ابن کثیر) چھونا یا ہاتھ لگانا، یہ کنایہ ہے۔جماع (ہم بستری) سے نکاح لفظ خاص جماع اور عقد زواج دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔یعنی عقد کے معنی ہے۔اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں۔اس لئے کہ یہاں نکاح کے بعد طلاق کا ذکر ہے۔اس لئے جو فقہا اس بات کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں عورت سے میں نے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو ان کے نزدیک اس عورت سے نکاح ہوتے ہی طلاق ہوجائے گی۔اسی طرح بعض جو کہتے ہیں کہ اگر وہ یہ کہے کہ میں کسی بھی عورت سے نکاح کیا تو اسے طلاق، تو جس عورت سے بھی نکاح کرے گا، طلاق واقع ہوجائے گی۔یہ بات صحیح نہیں ہے۔حدیث میں وضاحت ہے اس سے واضح ہے" کہ نکاح سے قبل طلاق، ایک فعل ہے جس کی کوئی شرعی حثیت نہیں ہے"

۴۹۔۲ یہ متعہ، اگر مہر مقرر کیا گیا ہو تو نصف مہر ورنہ حسب توفیق کچھ دے دیا جائے۔

ۃ۔۵۰ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِىۡۤ اٰتَيۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِىۡ هَاجَرۡنَ مَعَكَ وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِىِّ اِنۡ اَرَادَ النَّبِىُّ اَنۡ يَّسۡتَنۡكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِىۡۤ اَزۡوَاجِهِمۡ وَمَا

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اے نبی! ہم نے تیرے لئے وہ بیویاں حلال کردی ہیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں اور تیرے چچا کی لڑکیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خلاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور وہ باایمان عورتیں جو اپنا نفس نبی کو ہبہ کردے یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے (۱) یہ خاص طور پر صرف تیرے لئے ہی ہے اور مومنوں کے لئے نہیں (۲) ہم اسے بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں (احکام) مقرر کر رکھے ہیں (۳) یہ اس لئے کہ تجھ پر حرج واقع نہ ہو (۴) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بڑے رحم والا ہے۔

۵۰۔۱ یعنی آپنے آپ ﷺ کو ہبہ کرنے والی عورت، اگر آپ ﷺ اس سے نکاح کرنا پسند فرمائیں تو بغیر مہر کے آپ ﷺ کے لئے اس اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے۔

۵۰۔۲ یہ اجازت صرف آپ ﷺ کے لئے ہے (دیگر مومنوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ حق مہر ادا کریں، تب نکاح جائز ہوگا.

۵۰۔۳ یعنی عقد کے جو شرائط اور حقوق ہیں جو ہم نے فرض کئے ہیں کہ مثلاً چار سے زیادہ عورتیں بیک وقت کوئی شخص اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا، نکاح کے لئے ولی، گواہ اور حق مہر ضروری ہے۔ البتہ لونڈیاں جتنی کوئی چاہے، رکھ سکتا ہے، تاہم آج کل لونڈیوں کا مسئلہ تو ختم ہے.

۵۰۔۴ اس کا تعلق اِنَّا اَحْلَلْنَا سے ہے یعنی مذکورہ تمام عورتوں کی آپ ﷺ کے لئے اجازت اس لئے ہے تا کہ آپ ﷺ کوئی تنگی محسوس نہ ہو اور آپ ﷺ ان میں سے کسی کے نکاح میں گناہ نہ سمجھیں.

۵۱۔ۃ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ

عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝

ان میں سے جسے تو چاہے دور رکھ دے اور جسے چاہے اپنے پاس رکھ لے(۱) اور تو ان میں سے بھی کسی کو اپنے پاس بلا لے جنہیں تو نے الگ کر رکھا تھا تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں(۲) اس میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ ان عورتوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ بھی تو انہیں دیدے اس پر سب کی سب راضی ہیں۔

۵۱۔۱ اس میں آپ ﷺ کی ایک اور خصوصیت کا بیان ہے، وہ یہ کہ بیویوں کے درمیان باریاں مقرر کرنے میں آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا تھا کہ آپ ﷺ جس کی باری چاہیں موقوف کردیں یعنی اسے نکاح میں رکھتے ہوئے اس سے مباشرت نہ کریں اور جس سے چاہیں یہ تعلق قائم رکھیں۔

۵۱۔۲ یعنی جن بیویوں کی باریاں موقوف کر رکھی تھیں اگر آپ ﷺ چاہیں کہ ان سے بھی مباشرت کا تعلق قائم کیا جائے، تو یہ اجازت بھی آپ ﷺ کو حاصل ہے۔

۵۱۔۳ یعنی باری موقوف ہونے اور ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کے باوجود وہ خوش ہونگی، غمگین نہیں ہونگی اور جتنا کچھ آپ ﷺ کی طرف سے انہیں مل جائے گا، اس پر مطمعن رہیں گی اسلئے کہ انہیں معلوم ہے کہ پیغمبر ﷺ یہ سب کچھ اللہ کے حکم اور اجازت سے کر رہے ہیں اور یہ ازواج مطہرات اللہ کے فیصلے پر راضی اور مطمعن ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اختیار ملنے کے باوجود آپ ﷺ نے اسے استعمال نہیں کیا اور سوائے حضرت سودہؓ کے (کہ انہوں اپنی باری خود ہی حضرت عائشہؓ کے لئے ہبہ کردی تھی۔

۵۲۔ق لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ ۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝ ع

اس کے بعداورعورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اورنہ (درست ہے) کہ ان کے بدلےاورعورتوں سے (نکاح کرے) اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو(۱) مگر جو تیری مملوکا ہوں (۲) اوراللہ تعالیٰ ہر چیز کا (پورا) نگہبان ہے.

۵۲۔۱ یعنی تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے ان میں یہ بات بھی یقیناً ہے کہ سب بیویوں کی محبت دل میں یکساں نہیں ہے. کیونکہ دل پر انسان کا اختیا ہی نہیں ہے. اس لئے بیویوں کے درمیان مساوات باری میں، نان، نفقہ اوردیگر ضروریات زندگی اورآسائشوں میں ضروری ہے، جس کا اہتمام انسان کرسکتا ہے. دلوں کے میلان میں مساوات چونکہ اختیار میں ہی نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر گرفت بھی نہیں فرمائے گا بشرطیکہ دلی محبت کسی ایک بیوی سے امتیازی سلوک کا باعث ہو. اس لئے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے " یااللہ یہ میری تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے، لیکن جس چیز پر تیرا اختیار ہے، میں اس پر اختیار نہیں رکھتا اس میں مجھے ملامت نہ کرنا (مسند احمد)

۵۲۔۲ آیت کے نزول کے بعد ازواج مطہرات نے دنیا اسباب عیش و راحت کے مقابلے میں عسرت کے ساتھ، نبی ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا تھا، اس کا صلہ اللہ نے یہ دیا کہ آپ ﷺ کو ازواج کے علاوہ (جن کی تعداد ۹ تھی اوردیگر عورتوں سے نکاح کرنے یا ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی اور سے نکاح کرنے سے منع فرمایا بعض کہتے ہیں کہ بعد میں آپ ﷺ کو یہ اختیار دے دیا گیا تھا، لیکن آپ ﷺ نے کوئی نکاح نہیں کیا (ابن کثیر)

۵۳۔ۃ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ

وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لئے ایسے وقت میں اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو نکل کھڑے ہو، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، (۱) جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز تم پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی یہی ہے (۲) اور نہ تمہیں جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو. یادرکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے.

۵۳۔۱ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نبی ﷺ کی دعوت پر حضرت زینبؓ کے ولیمے میں صحابہ کرامؓ تشریف لائے جن میں سے بعض کھانے کے بعد بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے جس سے آپ ﷺ کو خاص تکلیف ہوئی، تاہم حیا اور اخلاق کی وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں جانے کے لئے نہ کہا (صحیح بخاری)

۵۳۔۲ یہ پردے کی حکمت اور علت ہے کہ اس سے مرد اور عورت کے دل ریب و شک سے ایک دوسرے کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے.

ۃ۔۵۴ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

تم کسی چیز کو ظاہر کردو چھپا کر رکھو اللہ تو ہر چیز کا بخوبی علم رکھنے والا ہے.

ۃ۔۵۵ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا

اَبۡنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ وَاتَّقِيۡنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدًا ہ

ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (میل جول کی) عورتوں اور ملکیت کے ماتحتوں (لونڈی غلام) کے سامنے ہوں(۱) (عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو.اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے(۲).

۵۵۔۱ جب عورتوں کے لئے پردے کا حکم نازل ہوا تو پھر گھروں میں موجود اقارب یا ہر وقت آنے جانے والے رشتے داروں کی بابت سوال ہوا کہ ان سے پردہ کیا جائے یا نہیں؟ چنانچہ اس آیت میں ان اکارب کا ذکر کر دیا گیا جن سے پردے کی ضرورت نہیں.اس کی تفصیل سورۂ نور کی آیت۔۳۱ میں بھی گزر چکی ہے،اسے ملاحظہ فرمالیا جائے۔

۵۵۔۲ اس مقام پر عورتوں کو تقوٰی کا حکم دے کر واضع کر دیا کہ اگر تمہارے دلوں میں تقوٰی ہوگا تو پردے کا جو اصل مقصد،قلب ونظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت ہے،وہ یقیناً تمہیں حاصل ہوگا، ورنہ حجاب کی ظاہری پابندیاں تمہیں گناہ میں ملوث ہونے سے نہیں بچا سکیں گی۔

۵۶۔ۃ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں.اے ایمان والو!تم (بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو(۱).

۵۶۔۱ اس آیت میں نبی ﷺ کے اس مرتبہ ومنزلت کا بیان ہے جو (آسمانوں) میں آپ ﷺ کو حاصل ہے اور یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا و تعریف کرتا اور آپ ﷺ پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ ﷺ کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں .اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ

(ہل زمین) کوحکم دیا کہ وہ بھی آپ ﷺ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجیں تا کہ آپ ﷺ کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں.

ۃ۔۵۷ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ہ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے(۱).

۵۷۔ا اللہ کو ایذا دینے کا مطلب ان کے افعال کا ارتکاب ہے جو وہ ناپسند فرماتا ہے ورنہ اللہ پر ایذا پہنچانے پر کون قادر ہے؟ جیسے مشرکین، یہود اور نصاریٰ وغیرہ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں. یا جس طرح حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، زمانے کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں اس کے رات دن کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے(صحیح بخاری)

ۃ۔۵۸ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ہ ع ع۷

جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں

ۃ۔۵۹ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ہ

اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں. اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی (۱) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

۵۹۔۱ یہ پردے کی حکمت اور اس کے فائدے کا بیان ہے کہ اس سے ایک شریف زادی اور باحیا عورت اور بے شرم اور بدکار عورت کے درمیان پہنچان ہوگی. پردے سے معلوم ہوگا کہ یہ خاندانی عورت ہے جس سے چھیڑ خانی کی جرات کسی کو نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس بے پردہ عورت اوباشوں کی نگاہوں کا مرکز اور ان کی ابوالہوسی کا نشانہ بنے گی

ۃ۔۶۰ لَـئِنۡ لَّمۡ يَنۡتَهِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِ يۡنَ فِىۡ قُلُوۡ بِهِمۡ مَّرَ ضٌ وَّ الۡمُرۡ جِفُوۡنَ فِى الۡمَدِ يۡنَةِ لَنُغۡرِ يَنَّ كَ بِهِمۡ ثُمَّ لَا يُجَا وِ رُوۡ نَكَ فِيۡهَاۤ اِلَّ قَلِيۡلًا ہ

اگر (اب بھی) یہ منافق اور وہ جنہوں کے دلوں میں بیماری ہے اور لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں (۱) باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کی (تباہی) پر مسلط کر دیں گے پر تو وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔

۶۰۔۲ مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کے لئے منافقین افواہیں اڑاتے رہتے تھے کہ مسلمان فلاں علاقے میں مغلوب ہوگئے، یا دشمن کا لشکر جرار حملہ آور ہونے کے لئے آ رہا ہے، وغیرہ وغیرہ.

ۃ۔۶۱ مَّلۡعُوۡ نِيۡنَ اَيۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُ خِذُ وۡ ا وَ قُتِّلُوۡ ا تَقۡتِيۡلًا ہ

ان پر پھٹکار برسائی گئی، جہاں بھی مل جائیں پکڑے جائیں اور خوب ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں

۶۱۔۱ یہ حکم نہیں ہے کہ ان کو پکڑ کر مار ڈالا جائے، بلکہ بدعا ہے کہ اگر وہ اپنے نفاق اور حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا نہایت عبرت ناک حشر ہوگا. بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم ہے. لیکن یہ منافقین نزول آیت کے بعد اپنی حرکتوں سے باز آ گئے تھے، اس لئے ان کے خلاف یہ کاروائی نہیں کی گئی جس کا حکم اس آیت میں دیا گیا تھا (فتح القدیر)

ۃ۔۶۲ سُنَّةَ اللّٰهِ فِى الَّذِ يۡنَ خَلَوۡ ا مِنۡ قَبۡلُ وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِ يۡلًا ہ الربع

ان سے اگلوں نے بھی اللہ کا یہی دستور جاری رہا. اور تو اللہ کے دستور میں ہرگز رد و بدل نہیں پائے گا.

ۃ-٦٣ یَسۡـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوۡنُ قَرِيۡبًا ه

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے! کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے، آپ کو کیا خبر ممکن ہے قیامت بالکل ہی قریب ہو۔

ۃ-٦٤ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الۡكٰفِرِيۡنَ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ سَعِيۡرًا ه

اللہ نے کافروں پرلعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

ۃ-٦٥ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا لَا يَجِدُوۡنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيۡرًا ه

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔وہ کوئی حامی ومددگار نہ پائیں گے۔

ۃ-٦٦ يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ه

اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے (حسرت اور افسوس سے) کہیں گے کاش ہم اللہ تعالٰی کی اطاعت کرتے۔

ۃ-٦٧ وَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعۡنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوۡنَا السَّبِيۡلَا ه

اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی مانی جنہوں نے ہمیں راہ راست سے بھٹکا دیا(ا)۔

٦٧-ا یعنی ہم نے تیرے پیغمبروں اور داعیان دین کی بجائے اپنے ان بڑے اور بزرگوں کی پیروی کی، لیکن آج ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمیں تیرے پیغمبروں سے دور رکھ کر راہ راست سے بھٹکائے رکھا۔

ۃ-٦٨ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمۡ ضِعۡفَيۡنِ مِنَ الۡعَذَابِ وَالۡعَنۡهُمۡ لَعۡنًا كَبِيۡرًا ه ع رکوع ۸

پروردگار تو انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔

ۃ۶۹ یٰۤاَ یُّھَا الَّذِ یْنَ اٰ مَنُوْ ا لَا تَکُوْ نُوْ ا کَالَّذِ یْنَ اٰ ذَ وْ امُوْ سٰی فَبَرَّ اَ ہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْ ا ط وَ کَا نَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا ہ ط

اے ایمان والو! ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ جنھوں نے موسٰی کو تکلیف دی پس جو بات انہوں نے کہی تھی اللہ نے انہیں اس سے بری فرمادیا(ا) اوراللہ کے نزدیک باعزت تھے.

۶۹۔ا اس کی تفسیر حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام نہایت باحیا تھے، چنانچہ اپنا جسم انھوں نے کبھی لوگوں کے سامنے ننگا نہیں کیا. بنواسرائیل کہنے لگے کہ شاید موسیٰ علیہ السلام کے جسم میں برص کے داغ یا کوئی اس قسم کی آفت ہے جس کی وجہ سے ہر وقت لباس میں ڈھکا چھپا رہتا ہے. ایک مرتبہ حضرت موسٰی علیہ السلام تنہائی میں غسل کرنے لگے، کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ پتھر (اللہ کے حکم سے) کپڑے لیکر بھاگ کھڑا ہوا. حضرت موسٰی علیہ السلام اس کے پیچھے پیچھے دوڑے۔ حتٰی کہ بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں پہنچ گئے، انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھا تو ان کے سارے شبہات دور ہوگئے. موسٰی علیہ السلام نہایت حسین وجمیل ہر قسم کے داغ اور عیب سے پاک تھے. یوں اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر پتھر کے ذریعے سے ان کی اس الزام اور شبہہ سے صفائی کردی جو بنی اسرائیل کی طرف سے ان پر کیا جاتا تھا (صحیح بخاری)

ۃ۷۰ یٰۤاَ یُّھَا الَّذِ یْنَ اٰ مَنُوْ ا اتَّقُوْ االلّٰہَ وَ قُوْ لُوْ ا قَوْ لًا سَدِ یْدًا ہ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو(ا).

۷۰۔ا یعنی ایسی بات جس میں کجی اور انحراف ہو، نہ دھوکا اور فریب. بلکہ سچ اور حق ہو، یعنی جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے تاکہ ٹھیک نشانے پر جا لگے. اسی طرح تمہاری زبان سے نکلی ہوئی بات اور تمہارا کردار راستی پر مبنی ہو، حق اور صداقت سے بال برابر انحراف نہ ہو.

ۃ۷۱ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُ نُوْ بَکُمْ ط وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْ لَہٗ فَقَدْ فَا زَ فَوْ زً ا عَظِیْمًا ہ

تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے(۱) اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی.

۱۔۷۱ یہ تقویٰ اور قول کا نتیجہ ہے کہ تمہارے عملوں کی اصلاح ہوگی اور مزید توفیق سے نوازے جاؤ گے اور کچھ کمی کوتاہی رہ جائیگی، تو اسے اللہ معاف فرما دے گا.

۷۲۔ۃ اِنَّـا عَرَضْنَا الْاَ مَا نَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَ رْضِ وَالْجِبَا لِ فَاَ بَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِ نْسَا نُ ؕ اِنَّهٗ كَا نَ ظَلُوْ مًا جَهُوْ لًا ہ

ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین پر پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اٹھا لی (۲) وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے(۳).

۱۔۷۲ جب اللہ تعالیٰ نے اہل اطاعت کا اجر و ثواب اور اہل مصیت کا وبال اور عذاب بیان کر دیا تو اب شرعی احکام اور اس کی صعوبت کا تذکرہ فرما رہا ہے. امانت سے وہ احکام شرعیہ اور فرائض و واجبات مراد ہیں جن کی ادائیگی پر ثواب اور ان سے اعراض وانکار پر عذاب ہوگا. جب یہ تکالیف شرعیہ آسمان اور زمین پر پیش کی گئیں تو وہ اطاعت الٰہی (امانت) کے اجر وثواب اور اس کی فضیلت کو دیکھ کر اس بار گراں کو اٹھانے پر آمادہ ہو گیا. احکام شریعہ کو امانت سے تعبیر کر کے اشارہ فرما دیا کی ان کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے. پیش کرنے کا مطلب کیا ہے؟ اور آسمان اور زمین اور پہاڑوں نے کس طرح اس کا جواب دیا؟ اور انسان نے کس طرح قبول کیا؟ اس کی پوری کفیت نہ ہم جان سکتے ہیں اور نہ اسے بیان کر سکتے ہیں. ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ نے اپنی ہر مخلوق کیلئے ایک خاص قسم کا احساس وشعور رکھا ہے، گو ہم اس حقیقت سے اگاہ نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ تو ان کی بات سمجھنے پر قادر ہے، اس نے ضرور اس امانت کو ان پر پیش کیا ہوگا جسے قبول کرنے سے انہوں نے انکار کر دیا. اور یہ انکار انہوں نے سرکشی وبغاوت کی بنا پر نہیں کیا بلکہ اس میں یہ خوف کار فرما تھا کہ اگر ہم اس امانت کے تقاضے پورے

نہ کر سکے تو اس کی سزا ہمیں بھگتنی ہوگی. انسان چونکہ جلد باز ہے۔ اس نےعذاب کے پہلو پر زیادہ غور نہیں
کیا اور حصول فضیلت کے شوق میں اسے نے ذمے داری کو قبول کرلیا.

۲۔۷۲ یعنی بار گراں اٹھا کر اس نے اپنے نفس پر ظلم کا ارتکاب اور اس کی طلب سے روگردانی یا اس کی
قدر و قیمت سے غفلت کر کے جہالت کا مظاہرہ کیا.

۷۳۔ة لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ع رکوع

(یہ اس لئے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں عورتوں اور مشرک مردوں عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں
عورتوں کی توبہ قبول فرمائے،(۱) اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

۷۳۔۱ اس کا تعلق حَمَلَهَا سے ہے یعنی انسان کو اس امانت کا ذمے دار بنانے سے مقصد یہ ہے کہ اہل
نفاق و اہل شرک کا نفاق وشرک اور اہل ایمان کا ایمان ظاہر ہو جائے اور پھر اس کے مطابق انہیں جزا
وسزا دی جائے۔

سُوْرَةُ سَبَاء ۳۴ یہ سورت مکی ہے ہے اس میں (۵۴) آیات اور (۶) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ة۔۱ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ
الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس کی ملکیت میں وہ سب کچھ ہے جو آسمان اور زمین میں
ہے (۱) آخرت میں بھی تعریف اسی کے لئے ہے (وہ (بڑی) حکمتوں والا اور پورا خبر دار ہے

ۃ۔۲ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ هُوَ الرَّحِیْمُ الْغَفُوْرُ ۝

جو زمین میں جائے (۱) اور جو اس سے نکلے جو آسمان سے اترے (۲) اور جو چڑھ کر اس میں جائے (۳) وہ سب سے باخبر ہے اور مہربان نہایت بخشش والا.

۲۔۱ مثلاً بارش خزانہ اور دفینہ وغیرہ.

۲۔۲ بارش اولے گرج، بجلی اور برکات الٰہی وغیرہ، نیز فرشتوں اور آسمانی کتابوں کا نزول.

۲۔۳ یعنی فرشتے اور بندوں کے اعمال.

ۃ۔۳ وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَ رَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّکُمْ عٰلِمِ الْغَیْبِ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی. آپ کہہ دیجئے! مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے وہ یقیناً تم پر آئے گی (۱) اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں (۲) نہ آسمانوں میں نہ زمین میں بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے (۳).

۳۔۱ قسم بھی کھائی اور صیغہ بھی تاکید کا اور اس پر مزید لام تاکید یعنی قیامت کیوں نہیں آئے گی؟ وہ تو بہر صورت یقیناً آئے گی.

۳۔۲ یعنی جب آسمان و زمین کا کوئی ذرہ اس سے غائب اور پوشیدہ نہیں، تو پھر تمہارے اجزائے منتشرہ کو، جو مٹی میں مل گئے ہوں گے، جمع کر کے دوبارہ تمہیں زندہ کر دینا کیوں ناممکن ہو گا

۳۔۳ یعنی وہ لوح محفوظ میں موجود اور درج ہے.

ۃ۔۴ لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ ۝

تا کہ وہ ایمان والوں اور نیکوں کاروں کو بھلا بدلہ عطا فرمائے یہی لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

ة-۵ وَ الَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ہ

اور ہماری آیاتوں کو نیچا دکھانے کی جنھوں نے کوشش کی ہے (ا) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔

۵-ا یعنی ہماری ان آیتوں کو جو ہم نے پیغمبروں پر نازل کیں ، یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم ان کی گرفت سے عاجز ہونگے ، کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد ہم مٹی میں مل جائیں گے تو ہم کس طرح دوبارہ زندہ ہونگے ، اس لئے قیامت کا خوف ہمیں کیوں ہو؟

ة-٦ وَ یَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَ یَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ہ

اور جنہیں علم ہے وہ دیکھ لیں گے کہ جو آپ کی جانب آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ (سراسر) حق (ا) ہے اور اللہ غالب خوبیوں والے کی راہ کی راہبری کرتا ہے۔

٦-ا یہاں رویئیت سے مراد رویئت قلبی یعنی علم یقینی ہے، محض رویت بصری (آنکھ کا دیکھنا) نہیں اہل علم سے مراد صحابہ کرام ؓ یا مومنین ہیں۔ یعنی اہل ایمان اس بات کو جانتے اور اس پر یقین رکھتے ہیں۔

ة-۷ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ہ

اور کافروں نے کہا (ا) (آؤ) ہم تمہیں ایک ایسا شخص بتلائیں (۲) جو تمہیں یہ خبر پہنچا رہا ہے (۳) کہ جب تم بالکل ہی ریزہ ریزہ ہوجاؤ گے تو پھر سے ایک نئی پیدائش میں آؤ گے۔

۷-ا یہ اہل ایمان کے مقابلے میں منکرین آخرت کا قول ہے جو آپس میں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔

۷-۲ اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جو ان کی طرف اللہ کے نبی بن کر آئے تھے

۷-۳ یعنی عجیب وغریب خبر، نا قابل فہم خبر.

ۃ-۸ اَفۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَمۡ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ فِی الۡعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ۝

(ہم نہیں کہہ سکتے) کہ خود اس نے (ہی) اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے یا اسے دیوانگی ہے(۱) بلکہ (حقیقت یہ ہے) کہ آخرت پر یقین نہ رکھنے والے ہی عذاب میں اور دور کی گمراہی میں ہیں.

۸-۱ یعنی دو باتوں میں سے ایک بات تو ضرور ہے، کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور اللہ کی طرف سے وحی ورسالت کا دعویٰ، یہ اس اللہ کا افترا ہے. یا پھر اس کا دماغ چل گیا ہے اور دیوانگی میں ایسی باتیں کر رہا ہے جو غیر معقول ہیں.

۸-۲ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بات اس طرح نہیں ہے، جس طرح یہ گمان کر رہے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عقل وفہم اور ادراک حقائق سے یہی لوگ قاصر ہیں، جس کی وجہ سے یہ آخترت پر ایمان لانے کی بجائے اس کا انکار کر رہے ہیں، جس کا نتیجہ آخرت کا دائمی عذاب ہے اور یہ آج ایسی گمراہی میں مبتلا ہیں جو حق سے غایت درجہ دور ہے.

ۃ-۹ اَفَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ مَا خَلۡفَهُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ نَّشَاۡ نَخۡسِفۡ بِهِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ نُسۡقِطۡ عَلَیۡهِمۡ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ ۝ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّکُلِّ
رکوع ۱ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ۝ ع

کیا پس وہ اپنے آگے پیچھے آسمان وزمین کو دیکھ نہیں رہے ہیں؟(۱) اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں یقیناً اس میں پوری دلیل ہے ہر اس بندے کے لئے جو (دل سے) متوجہ ہو.

۹۔۱ یعنی اس پر غور نہیں کرتے؟ اللہ تعالٰی ان کی لعنت ملامت کرتے ہوئے فرما رہا ہے کہ آخرت کا یہ انکار، آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر نہ کرنیکا نتیجہ ہے، ورنہ جو ذات آسمان جیسی چیز، جس کی بلندی اور وسعت نا قابل بیان ہے اور زمین جیسی چیز، جس کا طول وعرض بھی نا قابل فہم ہے، پیدا کر سکتا ہے، اس کے لئے اپنی ہی پیدا کردہ چیز کا دوبارہ پیدا کر دینا اور اسے دوبارہ اسی حالت میں لے آنا، جس میں وہ پہلے تھی، کیوں کر نا ممکن ہے۔

۱۰۔ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَہُ الۡحَدِیۡدَ ۙ

اور ہم نے داود پر اپنا فضل کیا (۱) اے پہاڑو! اس کے ساتھ رغبت سے تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (۲) (یہی حکم ہے) اور ہم نے اسی لئے لوہا نرم کر دیا (۳)

۱۰۔۱ یعنی نبوت کے ساتھ بادشاہت اور کئی امتیازی خوبیاں سے نوازا۔

۱۰۔۲ ان میں سے ایک حسن صوت کی نعمت تھی، جب وہ اللہ کی تسبیح پڑھتے تو پتھر کے ٹھوس پہاڑ بھی تسبیح خوانی میں مصروف ہو جاتے، اڑتے پرندے ٹھہر جاتے اور زمزمہ خواں ہو جاتے، یعنی پہاڑوں اور پرندوں کو ہم نے کہا، چنانچہ یہ بھی داود علیہ السلام کے ساتھ مصروف تسبیح ہو جاتے۔

۱۰۔۳ یعنی لوہے کو آگ میں تپائے اور ہتھوڑی سے کوٹے بغیر، اسے موم، گوندھے ہوئے آٹے اور گیلی مٹی کی طرح جس طرح چاہتے موڑ لیتے، بٹ لیتے اور جو چاہے بنا لیتے۔

۱۱۔ اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ۙ

کہ تو پوری پوری زریں بنا (۱) اور جوڑوں میں اندازہ رکھ تم سب نیک کام کرو (۲) یقین مانو کہ میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔

۱۱۔۱ یعنی پوری لمبیں زریں، جو لڑنے والے کے پورے جسم کو صحیح طریقے سے ڈھانک لیں اور

اسے دشمن کے وار سے محفوظ رکھیں.

۱۱۔۲ یعنی ان نعمتوں کے بدلے میں عمل صالح کا اہتمام کرو تا لہ میرا عملی شکر بھی ہوتا رہے.اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نعمتوں سے سرفراز فرمائے ،اسے اسی حساب سے اللہ کا شکر بھی ادا کرنا چاہیئے اور شکر میں بنیادی چیز یہی ہے نعمت دینے والے کو راضی رکھنے کی بھرپور سعی کی جائے یعنی اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی سے بچا جائے.

ۃ۔۱۲ وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ غُدُوُّهَا شَهۡرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهۡرٌ وَ اَسَلۡنَا لَهٗ عَیۡنَ الۡقِطۡرِ ؕ وَ مِنَ الۡجِنِّ مَنۡ یَّعۡمَلُ بَیۡنَ یَدَیۡهِ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنۡ یَّزِغۡ مِنۡهُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡهُ مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ ۝

اور ہم نے سلیمان کے کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ صبح کی منزل اس کی مہینہ بھر کی ہوتی تھی اور شام کی منزل بھی (۱) اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا (۲) اور اس کے رب کے حکم سے بعض جنات اس کی ماتحتی میں اس کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے سرتابی کرے ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھائیں گے.

۱۲۔۱ یعنی جس طرح حضرت داود علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا تھا،حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ ہم نے جاری کر دیا تا کہ تانبے کی دھات سے وہ جو چاہیں بنائیں.

۱۲۔۲ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سزا قیامت والے دن دی جائے گی.لیکن بعض کے نزدیک یہ دنیاوی سزا ہے،وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ مقرر فرما دیا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کی لاٹھی تھی ۔جو جن حضرات سلیمان علیہ السلام کے حکم سے سرتابی کرتا،فرشتہ وہ لاٹھی اسے مارتا،جس سے وہ جل کر بھسم ہو جاتا (فتح القدیر)

ۃ۔۱۳ یَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ وَ تَمَاثِیۡلَ وَجِفَانٍ کَالۡجَوَابِ وَ قُدُوۡرٍ

سیٰتٍ ط اِعۡمَلُوۡ آ اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا ط وَ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَا دِ یَ الشَّکُوۡ رُ ہ

جو کچھ سلیمان چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولھوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں (۲) اے داود اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو، میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں.

۱۳۔ا مطلب ہے بلند محلات، عالی شان عمارتیں یا مساجد و تصویریں. یہ تصویریں غیر حیوان چیزوں کی ہوتی تھیں، بعض کہتے ہیں کہ انبیا علیہ السلام کی تصاویر مسجدوں میں بنائی جاتی تھیں تاکہ انہیں دیکھ کر لوگ بھی عبادت کریں. یہ معنی اس صورت میں صحیح ہے جب تسلیم کیا جائے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں تصویر سازی کی اجازت تھی جو صحیح نہیں. تاہم اسلام میں تو نہایت سختی کے ساتھ اس کی ممانت ہے.

ۃ۔۱۴ فَلَـمَّا قَضَیۡنَا عَلَیۡہِ الۡمَوۡ تَ مَا دَلَّہُمۡ عَلٰی مَوۡ تِہٖۤ اِلَّا دَآ بَّۃُ الۡاَرۡضِ تَاۡکُلُ مِنۡسَاَ تَہٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ الۡغَیۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِی الۡعَذَا بِ الۡمُہِیۡنِ ہ ط

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کے عصا کو کھا رہا تھا. پس جب (سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے.

۱۴۔ا حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جنات کے بارے میں مشہور ہو گیا تھا کہ یہ غائب کی باتیں جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے ذریعے سے اس عقیدے کے فساد کو واضع کر دیا.

ۃ۔۱۵ لَقَدۡ کَانَ لِسَبَاٍ فِیۡ مَسۡکَنِہِمۡ اٰیَۃٌ جَنَّتٰنِ عَنۡ یَّمِیۡنٍ وَّ شِمَالٍ ط کُلُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ رَبِّکُمۡ وَ شۡکُرُوۡا لَہٗ ط بَلۡدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوۡرٌ ہ

قوم سبا کے لئے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی (۱) ان کے دائیں بائیں دو باغ تھے (ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ (۱) اور شکرادا کرو (۲) یہ عمدہ شہر (۳) اور وہ بخشنے والا رب ہے (۴).

۱۵۔۱ یعنی ان کے پیغمبروں کے ذریعے سے کہلوایا گیا یا مطلب ان نعمتوں کا بیان ہے ،جن سے انکو نوازا گیا.

۱۵۔۲ یعنی منعم ومحسن کی اطاعت کرو اوراس کی نافرمانی سے اجتناب.

۱۵۔۳ یعنی باغوں کی کثرت اور پھلوں کی فروانی کی وجہ سے یہ شہر عمدہ ہے.کہتے ہیں کہ آب وہوا کی عمدگی کی وجہ سے یہ شہر مکھی، مچھر اور اس قسم کے دیگر موذی جانوروں سے بھی پاک تھا واللہ عالم.

۱۵۔۴ یعنی اگر تم رب کا شکر کرتے رہو گے تو وہ تمہارے گناہ کا سبب نہیں بنتے، بلکہ اللہ تعالیٰ عفو و درگزر سے کام لیتا ہے.

ۃ۔۱۶ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ہ

لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کے سیلاب (کا پانی) بھیج دیا اور ہم ان کے ہرے بھرے باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور (بکثرت) جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے.

ۃ۔۱۷ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ہ

ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ انہیں دیا.ہم (ایسی) سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں کو ہی دیتے ہیں.

ۃ۔۱۸ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ہ

ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دے رکھی تھی چند بستیاں اور (آباد) رکھی تھیں جو سرراہ ظاہر تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر تھیں(ا) ان میں راتوں اور دنوں کو بہ امن و امان چلتے پھرتے رہو۔

۱۸۔ا یعنی ایک آدمی سے دوسری آبادی کا فاصلہ متعین اور معلوم تھا، اور اس کے حساب سے وہ بہ آسانی اپنا سفر طے کر لیتے تھے۔ مثلاً صبح سفر کا آغاز کرتے تو دوپہر تک کسی آبادی اور قریے تک پہنچ جاتے۔ وہاں کھا پی کر قیلولہ کرتے اور پھر سرگرم سفر ہو جاتے تو رات کو کسی آبادی میں پہنچ جاتے۔

ۃ۔۱۹ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

لیکن انہوں نے پھر کہا اے ہمارے پروردگار! ہمارے سفر دور دراز کر دے چونکہ خود انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنا برا کیا اس لئے ہم نے انہیں (گزشتہ) فسانوں کی صورت میں کر دیا(ا) اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے(۲) بلاشبہ ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لئے اس (ماجرے) میں بہت سی عبرتیں ہیں۔

۱۹۔ا یعنی انہیں اس طرح ناپید کیا کہ ان کی ہلاکت کا قصہ زبان زد خلائق ہو گیا۔ اور مجلسوں اور محفلوں کا موضوع گفتگو بن گیا۔

۱۹۔۲ یعنی انہیں متفرق اور منتشر کر دیا، چنانچہ سبا میں آباد مشہور قبیلے مختلف جگھوں پر جا آباد ہوئے، کوئی یثرب و مکہ آ گیا، کوئی شام کے علاقے میں چلا گیا کوئی کہیں اور کوئی کہیں۔

ۃ۔۲۰ وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور شیطان نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچا کر دکھایا یہ لوگ سب کے سب اس کے تابعدار بن گئے سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے۔

ۃ۔۲۱ وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

فِیۡ شَكٍّ ط وَ رَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ حَفِیۡظٌ ہ ع
رکوع ۲

شیطان کا ان پرکوئی زور (اور دباؤ) نہ تھا مگر اس لئے کہ ہم ان لوگوں کو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ظاہر کردیں ان لوگوں میں سے جو اس سے شک میں ہیں. اور آپ کا رب (ہر) ہر چیز کو جانتا ہے.

ۃ۔۲۲ قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ زَعَمۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَا یَمۡلِكُوۡنَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا لَهُمۡ فِیۡهِمَا مِنۡ شِرۡكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِیۡرٍ ہ

کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے (۱) نہ ان کا ان میں کوئی حصہ (۲) نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے (۳)

۲۲۔۱ یعنی انہیں نہ خیر پر کوئی اختیار ہے نہ شر، کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے، نہ نقصان سے بچانے کی، آسمان وزمین کا ذکر نہ عام کے لئے ہے، کیونکہ تمام خارجی موجودات کے لئے یہی ظرف ہیں.

۲۲۔۲ نہ پیدائش میں، نہ ملکیت میں اور نہ تصرف میں.

۲۲۔۳ جو کسی معاملے میں بھی اللہ کی مدد کرتا ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بلا شرکت غیرے تمام اختیارات کا مالک ہے اور کسی کے تعاون کے بغیر ہی سارے کام کرتا ہے.

ۃ۔۲۳ وَ لَا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا لِمَنۡ اَذِنَ لَهٗ ط حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ عَنۡ قُلُوۡبِهِمۡ قَالُوۡا مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمۡ ط قَالُوا الۡحَقَّ وَ هُوَ الۡعَلِیُّ الۡكَبِیۡرُ ہ

شفاعت (شفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے (۱) یہاں تک کہ جب ان کہ ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کردی جاتی ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلند بالا اور بہت بڑا ہے.

۲۳۔۱ "جن کے لئے اجازت ہو جائے" کا مطلب ہے انبیا اور ملائکہ وغیرۃ یعنی یہی سفارش کرسکیں

گے، کوئی اور نہیں۔ اس لئے کہ کسی اور کی سفارش فائدے مند ہوگی، نہ انہیں اجازت ہی ہوگی۔ دوسرا مطلب ہے،۔ مستحقین شفاعت یعنی انبیا علیہم السلام و ملائکہ اور صالحین صرف انہیں کے حق میں شفارش کر سکیں گے جو مستحقین شفاعت ہوں گے کیوں کہ اللہ کی طرف سے انہیں کے حق میں شفارش کرنے کی اجازت ہوگی، کسی اور کے لئے نہیں (فتح القدیر).

ة۔۲۴ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

پوچھیئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے؟ (خود) جواب دیجئے! کہ اللہ تعالیٰ. (سنو) ہم یا تم. یا تو یقیناً ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں؟ (۱)

۲۴۔۱ ظاہر بات ہے گمراہی پر وہی ہوگا جو ایسی چیزوں کو معبود سمجھتا ہے جن کا آسمان و زمین سے روزی پہنچانے میں کوئی حصہ نہیں ہے، نہ وہ بارش برسا سکتا ہے، نہ کچھ اگا سکتا ہیں. اس لئے حق پر یقین اہل توحید ہی ہیں، نہ کہ دونوں.

ة۔۲۵ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

کہہ دیجئے! ہمارے کئے ہوئے گناہوں کی بابت تم سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا نہ تمہارے اعمال کی باز پرس ہم سے کی جائے گی.

ة۔۲۶ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝

انہیں خبر دے دیجئے کہ سب کو ہمارا رب جمع کر کے پھر ہم میں سے سچے فیصلے کر دے گا (۱) وہ فیصلے چکانے والا ہے

۲۶۔۱ یعنی اس کے مطابق جزا دے گا، نیکوں کو جنت میں اور بدوں کو جہنم میں داخل فرمائے گا.

ة۔۲۷ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

کہہ دیجئے! اچھا مجھے بھی تو انہیں دکھا دو جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہرا کر اس کے ساتھ ملا رہے ہو، ایسا ہرگز

نہیں (ا) بلکہ وہی اللہ ہے غالب باحکمت.

۲۷۔ا یعنی اس کا کوئی نظیر ہے نہ ہمسر، بلکہ وہ ہر چیز پر غالب ہے اوراس کے ہر کام اور قول میں حکمت ہے.

ۃ۔۲۸ وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّ نَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے (ا)

۲۸۔ا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو نبی کریم ﷺ کی رسالت عامہ کا بیان فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کو پوری نسل انسانیت کا ہادی اور رہنما بنا کر بھیجا گیا ہے..دوسرا، یہ بیان فرمایا کہ اکثر لوگ آپ ﷺ کی خواہش اور کوشش کے باوجود ایمان سے محروم رہے گے.ان دونوں باتوں کی وضاحت اور بھی دوسرے مقامات پر فرمائی ہے.مثلاً آپ ﷺ کی رسالت کے ضمن میں فرمایا، ﴿ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ ﴾ (الاعراف۔۱۵۸) ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ﴾ (سورۃ الفرقان۔ا) ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا" مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں ا۔مہینے کی مسافت پر دشمن کے دل میں میری دھاک بٹھانے میں میری مدد فرمائی گئی ہے.۲۔تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پاک ہے، جہاں بھی نماز کا وقت آجائے، میری امت وہاں نماز ادا کردے.۳۔مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا، جو مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں تھا.۴۔مجھے شفاعت کا حق دیا گیا ہے.۵۔پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، مجھے کائنات کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے (صحیح بخاری صحیح مسلم، کتاب المساجد).

ۃ۔۲۹ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝

پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ کب؟ سچے ہو تو بتادو.(ا)

النصف
رکوع ۲

۲۹۔۱ یہ بطور مذاق پوچھتے تھے، کیوں کہ اس کا وقوع ان کے نزدیک بعید اور ناممکن تھا۔

۳۰۔ق قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ ع

جواب دیجئے کہ وعدے کا دن ٹھیک معین ہے جس سے ایک ساعت نہ تم پیچھے ہٹ سکتے ہو نہ آگے بڑھ سکتے ہو (۱)۔

۳۰۔۱ یعنی اللہ نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے جس کا علم صرف اسی کو ہے، تاہم جب وہ وقت مقرر آجائے گا تو ایک ساعت بھی آگے، پیچھے نہیں ہوگا ﴿ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ﴾ (نوح۔۴)

۳۱۔ق وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝

اور کافروں نے کہا ہم ہرگز نہ تو اس قرآن کو مانیں نہ اس سے پہلے کی کتابوں کو! (۱) اے دیکھنے والے کاش کہ تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھتا جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو الزام لگا رہے ہونگے (۲) کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے (۳) اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومون میں سے ہوتے (۴)۔

۳۱۔۱ جیسے تورات، زبور اور انجیل وغیرہ۔

۳۱۔۲ یعنی دنیا میں یہ کفر و شرک ایک دوسرے کے ساتھی اور اس ناطے سے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے تھے، لیکن آخرت میں یہ ایک دوسرے کے دشمن اور ایک دوسرے کو مورد الزام بنائیں گے۔

۳۱۔۳ یعنی دنیا میں یہ لوگ، جو سوچے سمجھے بغیر، روش عام پر چلنے والے ہوتے ہیں، اپنے ان لیڈروں سے کہیں گے جن کے وہ دنیا میں پیروکار بنے رہے تھے۔

۳۱۔۴ یعنی تم ہی نے ہمیں پیغمبروں کے پیچھے چلنے سے روکا تھا، اگر تم اس طرح نہ کرتے تو ہم

یقیناً ایمان والے ہوتے.

۳۲۔ة قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْ نٰکُمْ عَنِ الْھُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ہ

یہ بڑے لوگ ان کمزوروں کو جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس ہدایت آ چکنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں) بلکہ تم (خود) ہی مجرم تھے (ا).

۳۲۔ا یعنی ہمارے پاس کون سی طاقت تھی کہ ہم تمہیں ہدایت کے راستے سے روکتے، تم نے خود ہی اس پر غور نہیں کیا اور اپنی خواہشات کی وجہ سے ہی اسے قبول کرنے سے گریزاں رہے، اور آج مجرم ہمیں بنا رہے ہو؟ حالانکہ سب کچھ تم نے خود ہی اپنی مرضی سے کیا، اس لئے مجرم بھی تم خود ہی ہو نہ کہ ہم.

۳۳۔ة وَقَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا بَلْ مَکْرُ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّکْفُرَ بِاللّٰہِ وَنَجْعَلَ لَہٗٓ اَنْدَادًا ط وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ط وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْٓ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ط ھَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْ یَعْمَلُوْنَ ہ

(اس کے جواب میں) یہ کمزور لوگ ان متکبروں سے کہیں گے، (نہیں نہیں) بلکہ دن رات مکر و فریب سے ہمیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا ہمارا حکم دینا ہماری بے ایمانی کا باعث ہوا، اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل میں پشیمان ہو رہے ہونگے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے (ا) انہیں صرف ان کے کئے کرائے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا.

۳۳۔ا یعنی ایسی زنجیریں جو ان کے ہاتھوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ باندھیں گے.

۳۴۔ة وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ہ

اور ہم نے جس بستی میں جو بھی آگاہ کرنے والا بھیجا وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کیا کہ جس

چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے ساتھ جو کفر کرنے والے ہیں (ا).

ۃ۔۳۵ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ہ

اور کہا ہم مال اولاد میں بہت بڑے ہوئے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم عذاب دیئے جائیں (ا)

۳۵۔ا یعنی جب اللہ نے ہمیں دنیا میں مال اولاد کی کثرت سے نوازا ہے، تو قیامت بھی اگر برپا ہوئی تو ہمیں عذاب نہیں ہوگا. گویا انہوں نے دارالآخرت کو بھی دنیا پر قیاس کیا کہ جس طرح دنیا میں کافر و مومن سب کو اللہ کی نعمتیں مل رہی ہیں، آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا، حالانکہ آخرت تو دارالجزا ہے، وہاں تو دنیا میں کئے گئے عملوں کی جزا ملنی ہے اچھے عملوں کی جزا اچھی اور برے عملوں کی بری. .جب کہ دنیا دارالا امتحان ہے، یہاں اللہ تعالی بطور آزمائش سب کو دنیاوی نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے انہوں نے دنیاوی مال واسباب کی فروانی کو رضائے الہی کا مظہر سمجھا، حالانکہ ایسا بھی نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے فرماں بردار بندوں کو سب سے زیادہ مال واولاد سے نوازتا.

رکوع ۱۰ **ۃ۔۳۶** قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ ع

کہہ دیجئے! کہ میرا رب جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر کر دیتا ہے (۲) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے.

۳۶۔ا اس میں کفار کے مذکورہ مغالطے کا ازالہ کیا جارہا ہے کہ رزق کی کشادگی اور تنگی اللہ کی رضا یا عدم کی مظہر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اللہ کی حکمت ومشیت سے ہے. اس لئے وہ مال اس کو بھی دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس کو بھی جس کو ناپسند کرتا ے اور جس کو چاہتا ہے غنی کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے فقیر رکھتا ہے.

ۃ۔۳۷ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ہ

اور تمہار مال اور اولاد ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارے پاس (مرتبوں) قریب کر دیں (ا) ہاں جو ایمان

لائیں اور نیک عمل کریں (۲) ان کے لئے ان کے اعمال کا دوہرا اجر ہے (۳) اور وہ نڈر و بے خوف ہو کر بالا خانوں میں رہیں گے.

۳۷۔۱ یعنی یہ مال اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ہمیں تم سے محبت ہے اور ہماری بارگاہ میں تمہیں خاص مقام حاصل ہے.

۳۷۔۲ یعنی ہماری محبت اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تو صرف ایمان اور عمل صالح ہے. جس طرح حدیث میں فرمایا "اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا، وہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے" (صحیح مسلم)

۳۷۔۳ بلکہ کئی گنا، ایک نیکی کا اجر کم از کم دس گنا مزید سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک.

۳۸۔ۃ وَ الَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ہ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کے مقابلے کی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں یہی ہیں جو عذاب میں پکڑ کر حاضر رکھے جائیں گے.

۳۹۔ۃ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ط وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ہ

کہہ دیجئے! کہ میرا رب اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کرتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا (۱) ہے، تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور سب سے بہتر روزی دینے والا ہے.

۳۹۔۱ پس وہ کبھی کافر کو بھی خوب مال دیتا ہے، لیکن کس لئے؟ خلاف معمول کے طور پر، اور کبھی مومن کو تنگ دست رکھتا ہے، کس لئے؟ اس کے اجر و ثواب میں اضافے کے لئے. اسلئے مال کی فروانی اس کی رضا کی اور اس کی کمی، اس کی ناراضگی کی دلیل نہیں ہے. یہ تکرار بطور تاکید کے ہے.

ۃ۔۴۰ وَ يَوْ مَ يَحْشُرُ هُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْ لُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَ هٰٓؤُ لَآ ءِ اِيَّا كُمْ كَانُوْ ا يَعْبُدُوْنَ ہ

اوران سب کواللہ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے(ا).

۴۰۔ا یہ مشرکوں کوذلیل وخوار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھے گا، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بھی پوچھے گا " کیا تونے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں (مریم) کو، اللہ کے سوا، معبود بنالینا؟" (المائدہ۔۱۱۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے " یا اللہ تو پاک ہے، جس کا مجھے حق نہیں تھا ، وہ بات میں کیوں کر کہہ سکتا تھا ؟ " اسی طرح اللہ تعالیٰ فرشتوں سے بھی پوچھے گا جیساہ سورۃ الفرقان (آیت۔۱۷) میں بھی گذرا.کہ کیا یہ تمہارے کہنے پر تمہاری عبادت کرتے تھے؟

ۃ۔۴۱ قَالُوْ ا سُبْحٰنَكَ اَ نْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَا نُوْ ا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُ هُمْ بِهِمْ مُّؤْ مِنُوْنَ ہ

اور کہیں گے تیری ذات پاک ہے اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ(ا) بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے ان میں اکثر کا انہی پر ایمان تھا.

۴۱۔ا یعنی فرشتے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کر کے اظہار صفائی کریں گے اور کہیں گے کہ ہم تو تیرے بندے ہیں اور تو ہمارا ولی ہے۔ ہمارا ان سے کیا تعلق؟

ۃ۔۴۲ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ط وَ نَقُوْلُ لِلَّذِ يْنَ ظَلَمُوْ ا ذُوْ قُوْ ا عَذَابَ النَّا رِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّ بُوْ نَ ہ

پس آج تم سے کوئی (بھی) کسی کے لئے (بھی کسی قسم کے) نفع نقصان کا مالک نہ ہوگا اور ہم ظالموں (ا) سے کہہ دے گیں کہ اس آگ کا عذاب چکھو جو جسے تم جھٹلاتے رہے.

۴۲۔۱ ظالموں سے مراد، غیر اللہ کے پجاری ہیں۔ کیوں کہ شرک ظلم عظیم ہے اور مشرکین سب سے بڑے ظالم۔

ۃ۔۴۳ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًی ط وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ o

اور جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایسا شخص ہے(۱) جو تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے روک دینا چاہتا ہے (اس کے سوا کوئی بات نہیں)، اور کہتے ہیں یہ تو گھڑا ہوا جھوٹ ہے(۲) اور حق ان کے پاس آ چکا ہے پھر بھی کافر یہی کہتے رہے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے(۳)۔

۴۳۔۱ شخص سے مراد، حضرت نبی ﷺ ہیں، باپ دادا کا دین، ان کے نزدیک صحیح تھا، اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کا "جرم" یہ بیان کیا یہ تمہیں ان معبودوں سے روکنا چاہتا ہے جن کی تمہارے آبا عبادت کرتے رہے۔

۴۳۔۲ اس دوسرے ھٰذا سے مراد قرآن کریم ہے، اسے انہوں نے تراشا ہو بہتان یا گھڑا ہوا جھوٹ قرار دیا

۴۳۔۳ قرآن کو پہلے گھڑا ہوا جھوٹ کہا اور یہاں کھلا جادو۔ پہلے کا تعلق قرآن کے مفہوم ومطالب سے ہے اور دوسرے کا تعلق قرآن کے معجزانہ نظم واسلوب اور اعجاز وبلاغت سے۔

ۃ۔۴۴ وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ o ط

اور ان (مکہ والوں) کو نہ تو ہم نے کتابیں دے رکھی ہیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں نہ ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی آگاہ کرنے والا آیا(۱)

ۃ۔۴۵ وَ كَذَّ بَ الَّذِ يْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْ ا مِعْشَا رَمَا اٰ تَيْنٰهُمْ فَكَذَّ بُوْ ا رُسُلِیْ فَكَيْفَ كَا نَ نَكِيْرِ ہ ع

رکوع

اوران سے پہلے کے لوگوں نے بھی ہماری باتوں کو جھٹلایا تھا اور انہیں ہم نے جو دے رکھا تھا یہ تو اس کے دسویں حصے بھی نہیں پہنچے، پس انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا، (پھر دیکھ کہ) میرا عذاب کیسا (سخت تھا)

۴۵۔۱ یہ کفار مکہ کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ تم نے جھٹلایا اور انکار کا راستہ اختیار کیا ہے، وہ نہایت خطر ناک ہے تم سے پچھلی امتیں بھی اسی راستے پر چل کر تباہ ہو چکی ہیں.

ۃ۔۴۶ قُلْ اِ نَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَ احِدَ ةٍ اَنْ تَقُوْ مُوْ ا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَ ادٰ ى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْ ا مَا بِصَا حِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِ لَّا نَذِ يْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَ ىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ہ

کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے واسطے (ضد چھوڑ کر) دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہو کر سوچو تو سہی، تمہارے اس رفیق کو کوئی جنون تو نہیں (۱) وہ تو تمہیں ایک بڑے (سخت) عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے (۲).

۴۶۔۱ یعنی میں تمہیں تمہارے موجودہ طرز عمل سے ڈراتا اور ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ کہ تم ضد، اور انانیت چھوڑ کر صرف اللہ کے لئے ایک ایک دو دو ہو کر میری بابت سوچو کہ میری زندگی تمہارے اندر گزری ہے اور اب بھی جو دعوت میں تمہیں دے رہا ہوں کیا اس میں کوئی ایسی بات ہے کہ جس سے اس بات کی نشان دہی ہو کہ میرے اندر دیوانگی ہے؟ تم اگر عصبیت اور خواہش نفس سے بالا ہو کر سوچو گے تو یقیناً سمجھ جاؤ گے کہ تمہارے رفیق کے اندر کوئی دیوانگی نہیں ہے.

۴۶۔۲ یعنی وہ تو صرف تمہاری ہدایت کے لئے آیا ہے تا کہ تم اس عذاب شدید سے بچ جاؤ جو ہدایت

کا راستہ نہ اپنانے کی وجہ سے تمہیں بھگتنا پڑے گا.حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ ایک دن صفا پہاڑی پر چڑھ کر اورفرمایا" یاصباحاہ" جسے سن کر قریش جمع ہوگئے، آپ ﷺ نے فرمایا" بتاؤ، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن صبح یاشام کو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے،تو کیا میری تصدیق کروگے،تو کیا تم میری تصدیق کروگے؟انہوں نے کہا ،کیوں نہیں" آپ ﷺ نے فرمایا" تو پھر سن لو کہ میں تمہیں سخت عذاب آنے سے پہلے ڈراتا ہوں.

" یہ سن کہ ابولہب نے کہا" تَبًا لکَ ! اَلِهذا جَمعْتَنَا " تیرے لئے ہلاکت ہو،کیا اس لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا جس پر اللہ تعالی نے سورہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ نازل فرمائی (صحیح بخاری)

ۃ ۔۴۷ قُلْ مَا سَاَ لْتُكُمْ مِّنْ اَ جْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِ یَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ہ

کہہ دیجئے! کہ جو بدلہ تم سے مانگوں وہ تمہارے لئے ہے(۱) میرا بدلہ تو اللہ ہی کے ذمے ہے. وہ ہر چیز سے باخبر اور مطلع ہے.

۴۷۔۱ اس میں اپنی بے غرضی اور دنیا کے مال ومتاع بے رغبتی کا مزید اظہار فرمادیا تا کہ ان کے دلوں میں اگر یہ شک وشبہ پیدا ہو کہ اس دعوہٗ نبوت سے اس کا مقصد کہیں دنیا کمانا تو نہیں،تو وہ دور ہوجائے.

ۃ ۔۴۸ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِ فُ بِا لْحَقِّ عَلاَّ مُ الْغُیُوْ بِ ہ

کہہ دیجئے! کہ میرا رب حق (سچی وحی) نازل فرماتا ہے وہ ہر غیب کا جاننے والا ہے

ۃ ۔۴۹ قُلْ جَآ ءَ الْحَقُّ وَ مَا یُبْدِیءُ الْبَا طِلُ وَ مَا یُعِیْدُ ہ

کہہ دیجئے! کہ حق آچکا باطل نہ پہلے کچھ کرسکا ہے اور نہ کرسکے گا(۱).

۴۹۔ا حق سے مراد قرآن اور باطل سے مراد کفر وشرک ہے. مطلب ہے اللہ کی طرف سے اللہ کا دین ا
اور اس کا قرآن آ گیا ہے ۔ جس سے باطل ختم ہو گیا ہے،اب وہ سر اٹھانے کے
قابل نہیں رہا ہے.

ۃ۔۵۰ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ وَ اِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ
ط اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ہ

کہہ دیجئے کہ اگر میں بہک جاؤں تو میرے بہکنے (کا وبال) مجھ پر ہے اور اگر میں راہ ہدایت پر ہوں تو یہ
سبب اس وحی کے جو میرا پروردگار مجھے کرتا (ا) ہے وہ بڑا ہی سننے والا اور بہت ہی قریب ہے (۲).

۵۰۔ا یعنی بھلائی سب اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو وحی اور حق مبین نازل فرمایا، اس
میں رشد وہدایت ہے، صحیح راستہ لوگوں کو اس سے ملتا ہے. پس جو گمراہ ہوتا ہے، تو اس میں انسان کی
اپنی ہی کوتاہی اور ہوائے نفس کا دخل ہوتا ہے.

۵۰۔۲ جس طرح حدیث میں فرمایا ”تم بہری اور غائب ذات کو نہیں پکار رہے ہو“ بلکہ اس کو پکار رہے ہو
جو سننے والا، قریب اور قبول کرنے والا ہے.

ۃ۔۵۱ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ہ

اور اگر آپ (وہ وقت) ملاحظہ کریں جبکہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے اور پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت
نہ ہوگی (ا) اور قریب کی جگہ سے گرفتار کر لئے جائیں گے.

۵۱۔ا فَلَا فَوْتَ کہیں بھاگ نہیں سکیں گے؟ کیونکہ وہ اللہ کی گرفت میں ہونگے، یہ میدان محشر کا بیان ہے.

ۃ۔۵۲ وَّ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ وَ اَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ہ

اس وقت کہیں گے کہ ہم اس قرآن پر ایمان لائے لیکن اس قدر دور جگہ سے (مطلوبہ چیز) کیسے ہاتھ (ا) آسکتی ہے.

۵۲ـا **تَنَاوُشٌ** کے معنی تناول یعنی پکڑنے کے ہیں یعنی اب آخرت میں انہیں ایمان کس طرح حاصل ہوسکتا ہے جب کہ دنیامیں اس سے گریز کرتے رہے گویا آخرت میں انہیں ایمان کے لئے دنیا کے مقابلےمین دور کی جگہ ہے، جس طرح دور سے کسی چیز کو پکڑ نا ممکن نہیں آخرت میں ایمان لانے کی گنجائش نہیں.

ۃ۔۵۳ **وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ۝**

اس سے پہلے تو انہوں نے اس سے کفر کیا تھا، اور دور دراز سے بن دیکھے بھٹکتے رہے(ا).

۵۳ـا یعنی اپنے گمان سے کہتے رہے کہ قیامت اور حساب کتاب نہیں. یا قرآن کے بارے میں کہتے رہے کہ یہ جادو، گھڑا ہوا جھوٹ اور پہلوں کی کہانیاں ہیں یا محمد ﷺ کے بارے میں کہتے رہے کہ یہ جادوگر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے مجنون ہے. جب کہ کسی بات کی بھی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں تھی.

ۃ۔۵۴ **وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝ ع**

ان کی چاہتوں اوران کے درمیان پردہ حائل کردیا گیا(ا) جیسے کہ اس سے پہلے بھی ان جیسوں کے ساتھ کیا گیا(۲) وہ بھی (انہی کی طرح) شک وتردد میں پڑے ہوئے) تھے.

۵۴ـا یعنی آخرت میں وہ چاہیں گے کہ ان کا ایمان قبول کرلیا جائے، عذاب سے ان کی نجات ہو جائے، لیکن ان کے درمیان اوران اس خواہش کے درمیاں پردہ حائل کر دیا گیا یعنی اس خواہش کورد کر دیا گیا.

۵۴ـ۲ یعنی پچھلی امتوں کا ایمان بھی اس وقت قبول نہیں گیا جب وہ عذاب کے آنے کے بعد ایمان لائیں۔

سُورَۃُ فَاطِرٍ ۲۵ یہ سورت مکی ہے اس میں (۴۵) آیات اور (۵) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالٰی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ۃ۔۱ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ جَاعِلِ الۡمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِىۡۤ اَجۡنِحَةٍ مَّثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيۡدُ فِى الۡخَلۡقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝

اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداء) آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا (۱) اور دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے (۲) مخلوق میں جو چاہے زیادتی کرتا ہے (۳) اللہ تعالٰی یقیناً ہر چیز پر قادر ہے.

۱۔۳ یعنی بعض فرشتوں کے اس سے بھی زیادہ پر ہیں، جیسے حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں نے معراج کی رات جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا اس کے چھ سو پر تھے (صحیح بخاری)

ۃ۔۲ مَا يَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝

اللہ تعالٰی جو رحمت لوگوں کے لئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کردے تو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں (۱) اور وہی غالب حکمت والا ہے.

۲۔۱ ان ہی نعمتوں میں سے ارسال رسل اور انزال کتب بھی ہے. یعنی ہر چیز کا دینے والا بھی ہے، اور ،اور واپس لینے والا یا روک لینے والا بھی وہی ہے.

ۃ۔۳ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُ اللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ۝

لوگو! تم پر جو انعام اللہ نے کئے ہیں انہیں یاد کرو. کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں الٹے جاتے ہو(۱)

۳۔۱ یعنی اس بیان اور وضاحت کے بعد بھی تم غیر اللہ کی عبات کرتے ہو؟ مطلب ہے کہ تمہارے اندر توحید اور آخرت کا انکار کہاں سے آ گیا، جب کہ تم مانتے ہو کہ تمہارا خالق اور رازق اللہ ہے (فتح القدیر)

ۃ۔۴ وَ اِنۡ یُّکَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ۝

اور اگر یہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ سے پہلے کے تمام رسول بھی جھٹلائے جا چکے ہیں. تمام کام اللہ ہی طرف لوٹائے جائیں گے(۱)۔

۴۔۱ اس میں نبی ﷺ کو تسلی ہے کہ آپ ﷺ کو جھٹلا کر کہاں جائیں گے؟ بالآخر تمام معاملات کا فیصلہ تو ہمیں نے کرنا ہے، اس لئے اگر یہ باز نہ آئے، تو ان کو بھی ہلاک کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں.

ۃ۔۵ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَ لَا یَغُرَّنَّکُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ ۝

لوگو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے(۱) تمہیں زندگانی دنیا دھوکے میں نہ ڈالے(۲) اور نہ دھوکے باز شیطان غفلت میں ڈالے.

۵۔۱ کہ قیامت برپا ہوگی اور نیک وبدکو ان کے عملوں کی جزا و سزا دی جائے گی.

۵۔۲ یعنی آخرت کی ان نعمتوں سے غافل نہ کر دے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں اور رسولوں کے پیروکاروں کے لئے تیار کر رکھی ہیں. پس اس دنیا کی عارضی لذتوں میں کھو کر آخرت کی دائمی راحتوں کو نظر انداز نہ کرو

ۃ۔۶ اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَهٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ ۝

ۃ۔۶ جانو(ا) وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں.

۶۔ا یعنی اس سے سخت عداوت رکھو، اس کے فریب اور ہتھکنڈوں سے بچو. جس طرح دشمن کے بچاؤ کے لئے انسان کرتا ہے.

ۃ۔۷ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ط اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ o ع رکوع ۱

جولوگ کافر ہوئے ان کے لئے سخت سزا ہے اور جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے بخشش ہے اور (بہت) بڑا اجر (ا).

۷۔ا یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے دیگر مقامات کی طرح ایمان کے ساتھ، عمل صالح بیان کر کے اس کی اہمیت کو واضح کر دیا ہے تاکہ اہل ایمان عمل صالح سے کسی وقت بھی غفلت نہ برتیں، کہ مغفرت اور اجر کبیر کا وعدہ اس ایمان پر ہی ہے جس کے ساتھ عمل صالح ہوگا.

ۃ۔۸ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ط فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ فَلَا تَذْھَبْ نَفْسُکَ عَلَیْھِمْ حَسَرٰتٍ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ o

کیا پس وہ شخص جس کے لئے اس کے برے اعمال مزین کر دیئے گئے پس وہ انہیں اچھا سمجھتا ہے(ا) (کیا وہ ہدایت یافتہ شخص جیسا ہے)، (یقین مانو) کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے راہ راست دکھاتا ہے.

۸۔ا جس طرح کفار و بدکار ہیں، وہ کفر و شرک فسق اور بدکاری کرتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں. پس ایسا شخص، جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہو، اس کے بچاؤ کے لئے آپ کے پاس کوئی حیلہ ہے؟ یا یہ اس شخص کے برابر ہے جسے اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے؟ جواب نفی معین نہیں، یقیناً نہیں.

ق۔۹ وَاللّٰهُ الَّذِیٓ اَرسَلَالرِّیحَ فَتُثِیرُسَحَابًا فَسُقنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحیَینَا بِهِ الاَرضَ بَعدَ مَوتِهَا ط کَذٰلِكَ النُّشُورُ ہ

اوراللہ ہی ہوائیں چلاتاے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو خشک زمیں کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیتے ہیں.اس طرح دوبارہ جی اٹھنا (بھی) ہے.

ق۔۱۰ مَن کَانَ یُرِیدُ العِزَّةَ فَلِلّٰهِ العِزَّةُ جَمِیعًا ط اِلَیهِ یَصعَدُ الکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ العَمَلُ الصَّالِحُ یَرفَعُهٗ ط وَ الَّذِینَ یَمکُرُونَ السَّیِّاٰتِ لَهُم عَذَابٌ شَدِیدٌ ط وَمَکرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُورُ ہ

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت (۱) تمام تر ستھرے کلمات اسی کی طرف چڑھتے ہیں (۱) اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے جولوگ برائیوں کے داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے سخت تر عذاب ہے اوران کا یہ مکر برباد ہوجائے گا (۴)

۱۰۔۱ اَلکَلِمُ ، کَلِمَةٌ ایک جمع ہے، ستھرے کلمات سے مراد اللہ کی تسبیح وتحمید ،تلاوت ہے، چڑھتے ہیں کا مطلب ،قبول کرنا ہے. یا فرشتوں کا انہیں لیکر ٓسمانوں پر چڑھنا تاکہ اللہ انہیں جزا دے.

۱۰۔۲ یعنی ان کا مکر بھی برباد ہوگا اوراس وبال انہی پر پڑے گا جو اس کا ارتکاب کرتے ہیں، جیسے فرمایا ﴿ و لَا یَحِیقُ المَکرُ سَّیِّ ﴾

ق۔۱۱ وَاللّٰهُ خَلَقَکُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُم اَزوَاجًا وَمَا تَحمِلُ مِن اُنثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلمِهٖ ط وَمَا یُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنقَصُ مِن عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِی کِتٰبٍ ط اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیرٌ ہ

لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا (۱) پھر تمہیں جوڑے جوڑے (مردوعورت) بنادیا ہے، عورتوں کا حاملہ ہونا اور بچوں کا پیدا ہونا سب اس کے علم سے ہی ہے (۲) اور جو بھی بڑی عمر والا عمر دیا جائے اور اورجس کی گھٹے وہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ پر یہ بات بالکل آسان ہے.

ة۔۱۲ وَ مَا يَسْتَوِی الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذَابٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ط وَ مِنْ
كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ
لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ہ

اور برابر نہیں دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور پینے میں خوشگوار یہ دوسرا کھاری ہے کڑوا، تم ان دونوں میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور وہ زیورات نکالتے ہو جنہیں تن پہنتے ہو. اور آپ دیکھتے ہیں کہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرنے پھاڑنے (۲) والی ان دریاؤں میں ہیں تاکہ تم اس کا فضل کا فضل ڈھونڈو تاکہ تم اس کا ذکر کرو.

ة۔۱۳ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَّجْرِیْ
لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ
قِطْمِيْرٍ ط ہ

وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام پر لگا دیا ہے. ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے یہی ہے اللہ (۱) تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے. جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں.

۱۳۔۱ یعنی مذکورہ تمام افعال کا فاعل ہے.

ة۔۱۴ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ط وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الثلثه
يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ط وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ہ ع رکوع ۲

اگر تم انہیں پکارو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں (۱) اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے (۲) بلکہ قیامت کے دن تمہارے شریک اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا (۳).

۱۴۔۱ یعنی اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں ہیں، کیونکہ جمدات ہیں پتھر کی مورتیاں.

۱۴۔۲ یعنی اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو بے فائدہ، اس لئے کہ تمہاری التجاؤں کے مطابق تمہارا کام نہیں کر سکتے۔

۱۴۔۳ اس لئے کہ اس جیسا کامل علم کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ وہی تمام امور کی حقیقت سے پوری طرح باخبر ہے جس میں ان کے پکارے جانے والوں کی بے اختیاری، پکار کو نہ سننا اور قیامت کے دن اس کا انکار کرنا بھی شامل ہے۔

ۃ۔۱۵ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ہ

اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور خوبیوں والا ہے (۱)

۱۵۔۱ یعنی محمود ہے اپنی نعمتوں کی وجہ سے۔ پس ہر نعمت، جو اس نے بندوں پر کی ہے، اس پر وہ حمد و شکر کا مستحق ہے۔

ۃ۔۱۶ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ہ اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق پیدا کر دے (۱)

۱۶۔۱ یہ بھی اس کی شان بے نیازی ہی کی ایک مثال ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کے گھاٹ اتار کے تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا کر دے، جو اس کی اطاعت گزار ہو، اس کی نافرمان نہیں یا یہ مطلب ہے کہ ایک نئی مخلوق اور نیا عالم پیدا کر دے جس سے تم ناآشنا ہو۔

ۃ۔۱۷ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ہ اور یہ بات اللہ کو مشکل نہیں۔

ۃ۔۱۸ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ہ

کوئی بھی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (۱) اگر کوئی گراں بار دوسرے کو اپنا بوجھ

اٹھانے کے لئے بلائے گا تو وہ اس میں سے کچھ بھی نہ اٹھائے گا گو قرابت دار ہی ہو تو صرف انہی کو آگاہ کر سکتا ہے جو غائبانہ طور پر اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں (۲) اور جو بھی پاک ہو جائے وہ اپنے نفع کے لئے پاک ہو گا لوٹنا اللہ ہی کی طرف ہے۔

۱۸۔۱ ہاں جس نے دوسروں کو گمراہ کیا ہوگا، وہ اپنے گناہوں کے بوجھ کے ساتھ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گا، جیسا کہ آیت ﴿ وَلَيَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَهُمۡ وَ اَثۡقَالِهِمۡ ﴾ واضع ہے لیکن یہ دوسروں کا بوجھ بھی درحقیقت ان کا اپنا ہی بوجھ کہ ان ہی نے ان دوسروں کو گمراہ کیا تھا۔

۱۸۔۲ ایسا انسان جو گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوگا، وہ اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے اپنے رشتہ دار کو بھی بلائے گا تو وہ آمادہ نہیں ہوگا۔

ۃ۔۱۹ وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَ الۡبَصِيۡرُ ہ اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں۔

ۃ۔۲۰ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوۡرُ ہ اور نہ تاریکی نہ روشنی (۱)

۲۰۔۱ اندھے سے مراد کافر اور آنکھوں والا سے مومن، اندھیروں سے باطل اور روشنی سے حق مراد ہے، باطل کی بے شمار قسمیں ہیں، اس لئے اس کے لئے جمع وارد کا اور حق چونکہ متعدد نہیں، ایک ہے، اس لئے اس کے لئے واحد صیغہ استعمال کیا۔

ۃ۔۲۱ وَلَا الظِّلُّ وَ لَا الۡحَرُوۡرُ ہ اور نہ چھاؤں نہ دھوپ (۱)

۲۱۔۱ یہ ثواب وعتاب یا جنت و دوزخ کی تمثیل ہے۔

ۃ۔۲۲ وَ مَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ہ

اور زندہ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے (۱) اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے (۲) اور آپ ان کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔

۲۲_۱ کافر یا علما اور جاہل یا عقلمند اور غیر عقلمند مراد ہیں.

۲۲_۲ یعنی جسے اللہ ہدایت سے نوازنے والا ہوتا ہے اور جنت اس کی مقدر ہوتی ہے، اسے حجت یا دلیل سننے اور پھر اسے قبول کرنے کی توفیق دے دیتا ہے.

ۃ_۲۳ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ہ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں.

۲۳_۱ یعنی آپ ﷺ کا کام صرف دعوت و تبلیغ ہے. ہدایت اور ضلالت یہ اللہ کے اختیار میں ہے.

ۃ_۲۴ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ہ

ہم نے ہی آپ کو حق دے کر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو.

ۃ_۲۵ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ہ

اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا دیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے(۱)

۲۵_۱ تاکہ کوئی قوم یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں تو ایمان اور کفر کا پتہ ہی نہیں اس لئے ہمارے پاس کوئی پیغمبر بھی نہیں آیا بنا بریں اللہ نے ہر امت میں نبی بھیجا.

ۃ_۲۶ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ہ ع رکوع ۳

پھر میں نے ان کفروں کو پکڑ لیا سو میرا عذاب کیسا ہو(۱)

۲۶_۱ یعنی کیسے سخت عذاب کے ساتھ میں نے ان کی گرفت کی اور انہیں تباہ و برباد کر دیں.

ۃ_۲۷ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ہ

۲۷۔۱ یعنی جس طرح مومن اور کافر، صالح اور فاسد دونوں قسم کے لوگ ہیں، اسی طرح دیگر مخلوقات میں بھی فرق اور اختلاف ہے، مثلاً پھولوں کے رنگ بھی مختلف ہیں اور ذائقے لذت اور خوشبو میں بھی ایک دوسرے سے مختلف۔ حتٰی کہ ایک ایک پھل کے بھی کئی کئی رنگ بھی مختلف اور ذائقے اور خوشبو اور لذت میں بھی ایک دوسرے سے مختلف جیسے کھجور ہے، انگور ہے، سیب اور دیگر بعض پھل ہیں۔

۲۷۔۲ اسی طرح پہاڑ اور اس کے حصے یا راستے اور خطوط مختلف رنگوں کے ہیں، سفید، سرخ اور بہت گہرے ،سیاہ راستہ یا لکیر۔ غَرَبِیبٌ، غِرِیب کی جمع ہے (سیاہ) کی جمع ہے۔ جب سیاہ رنگ کے گہرے پن کو ظاہر کرتا ہو تو اس کے ساتھ غربیب کا الفاظ استعمال کیا جاتا ہے؛ اسود غربیب ،جس کے معنی ہوتے ہیں ،بہت گہرہ سیاہ۔

ة۔۲۸ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝

اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں ان کی رنگتیں مختلف، ہیں (۱) اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ زبردست بڑا بخشنے والا ہے (۲)۔

۲۸۔۱ یعنی انسان اور جانور بھی سفید، سرخ، سیاہ اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔

۲۸۔۲ یہ رب سے ڈرنے کی علت ہے کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ نافرمان کو سزا دے اور توبہ کرنے والے کے گناہ معاف فرما دے۔

ة۔۲۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۝

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں (۱) اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں (۲) اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں (۳) وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی

خسارہ میں نہ ہوگی (۴).

۲۹۔۱ کتاب اللہ سے قرآن کریم ہے، تلاوت کرتے ہیں ،یعنی پابندی سے اس کا اہتمام کرتے ہیں.

۲۹۔۲ اقامت صلوٰۃ کا مطلب ہوتا ہے، نماز کی ادائیگی جو مطلوب ہے، یعنی وقت کی پابندی، اعتدالِ ارکان اور خشوع وخضوع کے اہتمام کے ساتھ پڑھنا.

۲۹۔۳ یعنی رات دن، علانیہ اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے حسب ضرورت خرچ کرتے ہیں، بعض کے نزدیک پوشیدہ سے نفلی صدقہ اور علانیہ سے صدقہ، واجبہ (زکوٰۃ) مراد ہے.

۲۹۔۴ یعنی ایسے لوگوں کا اجر اللہ کے ہاں یقینی ہے، جس میں مندے اور کمی کا امکان نہیں.

ة۔۳۰ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ (۱) دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدردان ہے.

۳۰۔۱ یعنی یہ تجارت مندے سے اس لئے محفوظ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال صالحہ پر پورا اجر عطا فرمائے گا. یا فعل محذوف کے متعلق ہے کہ یہ نیک اعمال اس لئے کرتے ہیں یا اللہ نے انہیں ان کی طرف ہدایت کی تاکہ وہ انہیں اجر دے.

ة۔۳۱ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝

اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک (۱) ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہیں (۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے (۳)

۳۱۔۱ یعنی جس پر تیرے اور تیری امت کے لئے عمل کرنا ضروری ہے.

۳۱۔۲ تورات اور انجیل وغیرہ کی. یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم اس اللہ کا نازل کردہ ہے جس نے پچھلی کتابیں نازل کی تھیں، جب ہی تو دونوں ایک دوسرے کی تائید وتصدیق کرتی ہیں.

۳۱۔۳ یہ اس کے علم وخبری کا نتیجہ ہے کہ اس نے نئی کتاب نازل فرمادی، کیونکہ وہ جانتا ہے، پچھلی کتابیں ردو بدل کا شکار ہوگئی ہیں اور اب وہ ہدایت کے قابل نہیں رہی ہیں.

ۃ۔۳۲ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ وَ مِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ مِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَالۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ۙ ؕ

پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب(۱) کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں پسند فرمایا. پھر بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے ان میں متوسط درجے کے ہیں(۲) اور بعضے ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں(۳) یہ بڑا افضل ہے(۴).

۳۲۔۱ کتاب سے قرآن اور چنے ہوئے بندوں سے مراد امت محمدیہ ہے. یعنی اس قرآن کا وارث ہم نے امت محمدیہ کو بنایا ہے جسے ہم نے دوسری امتوں کے مقابلے میں چن لیا اور اسے شرف و فضل سے نوازا. یہ تقریباً وہی مفہوم ہے جو آیت البقرہ ۱۴۲۔۱ کا ہے

۳۲۔۲ یہ دوسری قسم ہے. یعنی ملے جلے عمل کرتے ہیں یا بعض کے نزدیک وہ ہیں جو فرائض کے پابند، محرکات کے تارک تو ہیں لیکن کبھی دعاؤں سے منحرف اور بعض منع کی گئی چیزوں کا ارتکاب بھی ان سے ہوجاتا ہے یا وہ ہیں جو نیک تو ہیں لیکن پیش پیش نہیں ہیں.

۳۲۔۳ یہ وہ ہیں جو دین کے معاملے میں پچھلے دونوں سے سبقت کرنے والے ہیں.

۳۲۔۴ یعنی کتاب کا وارث کرنا اور شرف وفضل میں ممتاز (مصطفٰی) کرنا.

ۃ۔۳۳ جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا وَ لِبَا

سُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ہ

وہ باغات میں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے.اور پوشاک ان کی ریشم کی ہوگی.

۳۳۔ا حدیث میں آتا ہے کہ " ریشم کا لباس دنیا میں مت پہنو،اس لئے کہ جو اسے دنیا میں پہنے گا،وہ اسے آخرت میں نہیں ملے گا (صحیح بخاری)

ۃ۔۳۴ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ط اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ہ

اور کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے.

ۃ۔۳۵ الَّذِیٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوْبٌ ہ

جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام میں لا اتارا جہاں نہ ہم کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی.

ۃ۔۳۶ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ط كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ہ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا.ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں.

ۃ۔۳۷ وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيهَا رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ط اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ط فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ہ ع

اور وہ لوگ جو اس طرح چلائیں گے کہ اے ہمارے رب! ہم کو نکال لے ہم اچھے کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے تھے (ا) (اللہ کہے گا) کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس کو سمجھنا

ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا (۲) سو مزہ چکھو کہ (ایسے) ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

۳۷۔۱ یعنی غیروں کی بجائے تیری عبادت اور معصیت کی بجائے اطاعت کریں گے۔

۳۷۔۲ اس سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔ یعنی یاددہانی اور نصیحت کے لئے پیغمبر ﷺ اور اس کے منبر و محراب کے وارث علما تیرے پاس آئے، لیکن تو نے اپنی عقل فہم سے کام لیا نہ داعیان حق کی باتوں کی طرف دھیان کیا۔

ۃ۔۳۸ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَ رْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَا تِ الصُّدُوْ رِ ہ

بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا (۱) بیشک وہی جاننے والا ہے سینوں کی باتوں کا (۲)۔

۳۸۔۱ یہاں یہ بیان کرنے سے یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ تم دوبارہ دنیا میں جانے کی آرزو کر رہے ہو اور دعوٰی کر رہے ہو کہ اب نافرمانی کی جگہ اطاعت اور شرک کی جگہ توحید اختیار کرو گے۔ لیکن ہمیں علم ہے تم ایسا نہیں کرو گے۔ تمہیں اگر دنیا میں دو بارہ بھیج دیا جائے تو وہی کچھ کرو گے جو پہلے کرتے رہے ہو جیسے دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا ” اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے تو وہی کام کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا “۔

۳۸۔۲ یہ پچھلی بات کی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو آسمان اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم کیوں نہ ہو، جبکہ وہ سینوں کی باتوں اور رازوں سے بھی واقف ہے جو سب سے زیادہ پوشیدہ ہوتے ہیں۔

ۃ۔۳۹ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَ لَا يَـزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ہ

وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا، سو جو شخص کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا

.اور کافروں کے لئے ان کے کفر ان کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے اور کافروں کے لئے ان کا کفر خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا(ا) ہے.

۳۹۔ا یعنی اللہ کے ہاں کفر کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا ، بلکہ اس سے اللہ کے غضب اور ناراضگی میں بھی اضافہ ہوگا اور انسان کے اپنے نفس کا خسارہ بھی زیادہ .

۴۰۔ق قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا فَہُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنۡہُ بَلۡ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُہُمۡ بَعۡضًا اِلَّا غُرُوۡرًا ہ

آپ کہیئے! کہ تم اپنے قرارداد شریکوں کا حال تو بتاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو.یعنی مجھے یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں کون سا (جز) بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں (ا) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں(۲).

۴۰۔ا یعنی ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہو،جس میں درج ہو کہ میرے بھی کچھ شریک ہیں جو آسمان اور زمین کی تخلیق میں حصے دار اور شریک ہیں.

۴۰۔۲ یعنی ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے بلکہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو گمراہ کرتے آئے ہیں.ان کے لیڈر کہتے تھے کہ یہ معبود انہیں نفع پہنچائیں گے،انہیں اللہ کے نزدیک کر دیں گے اور ان کی شفاعت کریں گے.

۴۱۔ق اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا مِنۡ اَ یقینی بات ھے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھا حَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ہ مے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں

تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا وہ حلیم غفور ہے۔

ق۔۴۲ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ فَلَمَّا جَآءَ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ن ه

اوران کفار نے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے تو وہ ہر ایک امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے(۱) پھر جب ان کے پاس ایک پیغمبر آ پہنچے(۲) تو بس ان کی نفرت ہی میں اضافہ ہوا۔

۴۲۔۱ اس میں اللہ تعالیٰ بیان فرمارہا ہے کہ بعث محمدی سے قبل یہ مشرکین عرب قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اگر ہماری طرف کوئی رسول آیا، تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اوراس پر ایمان لانے میں ایک مثالی کردار ادا کریں گے. یہ مضمون دیگر مقامات پر بھی بیان کیا گیا ہے. مثلاً (سورۃ الآنعام ،۱۵۶۔۱۵۷الصافات، ۱۶۷۔۱۷۰)

۴۲۔۲ یعنی حضرت محمد ﷺ ان کے پاس نبی بن کر آگئے جن کے لئے وہ تمنا کرتے تھے.

ق۔۴۳ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ط وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ط فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ہ

دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے،(۱) اوران کی بری تدبیروں کی وجہ سے (۲)اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے(۳) سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے(۴). سو آپ اللہ کے دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پائیں گے(۵) اور آپ اللہ کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے.

۴۳۔۱ یعنی آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی بجائے ، انکار و مخالفت کا راستہ محض استکبار اور سرکشی کی وجہ سے اختیار کیا.

۴۳-۲ اور بری تدبیر یعنی حیلہ، دھوکا اور عمل قبیح کی وجہ سے کیا.

۴۳-۳ یعنی لوگ مکروحیلہ کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ بری تدبیر کا انجام براہی ہوتا ہے اور اس کا وبال بالآخر مکروحیلہ کرنے والوں پرہی پڑتا ہے.

۴۳-۴ یعنی کیا یہ اپنے کفروشرک، رسول ﷺ کی مخالفت اور مومنوں کو ایذائیں پہنچانے پر مصر رہ کر اس بات کے منتظر ہیں کہ انہیں بھی اس طرح ہلاک کیا جائے جس طرح پچھلی قومیں ہلاکت سے دوچار ہوئیں.

۴۳-۵ بلکہ یہ اسی طرح جاری ہے اور ہر مجذب (جھٹلانے والے) کا مقدر ہلاکت ہے یا بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کے عذاب کو رحمت کے سائے سے بدلنے پر قادر نہیں ہے.

۴۴-ۃ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ۝

اور کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے، اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز اس کو ہرادے نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں. وہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے.

۴۵-ۃ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیْرًا ۝ ع

رکوع ۵

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو میعاد معین تک مہلت دے (۱) رہا ہے سو جب ان کی میعاد آپہنچے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا.

۴۵-۱ یہ میعاد معین دنیا میں بھی ہوسکتی ہے اور یوم قیامت تو ہے ہی.

سُوۡ رَةُ یٰسٓ ۳۶ یہ سورت مکی ہے اس میں (۸۳) آیات اور (۵) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ۃ۔۱ یٰسٓ ۃ۔۲ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ ہ

یٰسین (۱)

۱۔۱ بعض نے اس کے معنی یارجل یا انسان کے کئے ہیں بعض نے اسے نبی ﷺ کے نام اور بعض نے اسے اللہ کے اسمائے حسنٰی میں سے بتلایا ہے لیکن یہ سب اقوال بلا دلیل ہیں. یہ بھی ان حروف مقطا میں سے ہی ہے. جن کا معنی ومفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا.

ۃ۔۲ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ

قسم ہے قرآن باحکمت کی (۱)

۲۔۱ یا قرآن محکم کی، جو نظم ومعنی کے لحاظ سے محکم یعنی پختہ ہے. واؤ قسم کے لئے ہے. آگے جواب قسم ہے.

ۃ۔۳ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ہ

کہ بیشک آپ پیغمبروں میں سے ہیں (۱)

۳۔۱ مشرکین نبی ﷺ کی رسالت میں شک کرتے تھے، اس لئے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرتے اور کہتے تھے لَسۡتَ مُرۡسَلًا (الرعد۔ ۴۳) "تو تو پیغمبر ہی نہیں" اللہ نے ان کے جواب میں قرآن حکیم کی قسم کھا کر کہا کہ آپ ﷺ اس کے پیغمبروں میں سے ہیں. اس میں آپ ﷺ شرف وفضل واظہار ہے. اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کی رسالت کے لئے قسم نہیں کھائی یہ بھی آپ ﷺ کی امتیازات اور خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت کے اثبات کے لئے قسم کھائی.

ق۔۴ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہ

سیدھے راستے پر ہیں(۱)

۴۔۱ یعنی آپ ﷺ ان پیغمبروں کے راستے پر ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں. یا ایسے راستے پر ہیں جو سیدھا اور مطلوب منزل (جنت) تک پہنچانے والا.

ق۔۵ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ہ

یہ قرآن اللہ زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے(۱)

۵۔۱ یعنی اس اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو عزیز ہے یعنی اس کا انکار اور اس کے رسول کو جھوٹا کرنے والے سے انتقام لینے پر قادر ہے رحیم ہے. یعنی جو اس پر ایمان لائے گا اور اس کا بندہ بن کر رہے گا اس کے لئے نہایت مہربان.

ق۔۶ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ہ

تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے تھے، سو (اسی وجہ سے) یہ غافل ہیں(۱)

۶۔۱ یعنی آپ ﷺ کو رسول اس لئے بنایا ہے اور یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ ﷺ اس قوم کو ڈرائیں جن میں آپ ﷺ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، اس لئے ایک مدت سے یہ لوگ دین حق سے بے خبر ہیں. یہ مضمون پہلے بھی کئی جگہ گزر چکا ہے کہ عربوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد، نبی ﷺ سے پہلے براہ راست کوئی نبی نہیں آیا. یہاں بھی اس چیز کو بیان کیا گیا ہے.

ق۔۷ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ہ

ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے(۱)

۷۔۱ جیسے ابو جہل، عتبہ، شیبہ وغیرہ. بات ثابت ہونے کا مطلب، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ؓ میں

جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا" (السجدہ۔۱۳) شیطان سے بھی خطاب کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا تھا" میں جہنم کو تجھ سے اور تیرے پیروکاروں سے بھر دونگا.

ۃ۔۸ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ہ

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، جس سے انکے سر اوپر الٹ گئے ہیں (۱)

۱۔۸ جس کی وجہ سے وہ ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں۔ نہ سر جھکا سکتے ہیں، بلکہ وہ سر اوپر اٹھائے اور نگاہیں نیچے کئے ہوئے ہیں. یہ ان کے عدم قبول حق کی اور عدم انفاق کی تمثیل ہے. یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان کی سزا جہنم کی کفیت کا بیان ہو. (ایسر التفاسیر)

ۃ۔۹ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ہ

اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی (۱) جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا (۲) سو وہ نہیں دیکھ سکتے.

۱۔۹ یعنی دنیا کی زندگی ان کے لئے مزین کر دی گئی، یہ گویا ان کے سامنے کی آڑ ہے، جس کی وجہ سے وہ لذائذ دنیا کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتے اور یہی چیز ان کے اور ایمان کے درمیان مانع اور حجاب ہے اور آخرت کا تصور ان کے ذہنوں میں ناممکن الواقع کر دیا گیا، یہ گویا ان کے پیچھے کی آڑ ہے جس کی وجہ سے وہ توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں کیونکہ آخرت کا کوئی خوف ہی ان کے دلوں میں نہیں ہے.

ۃ۔۱۰ وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ہ

اور آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں برابر ہیں، یہ ایمان نہیں لائیں گے.

۱۔۱۰ یعنی جو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے گمراہی کے اس مقام تک پہنچ جائیں، ان کے لئے انداز ہ

بے فائدہ رہتا ہے.

ۃ۔۱۱ اِنَّمَا تُنْذِ رُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ہ

بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں(۱) جو نصیحت پر چلے اور رحمٰن سے بے دیکھے ڈرے، سو آپ اس کو مغفرت اور باوقار اجر کی خوش خبریاں سنا دیجئے.

۱۔۱۱ یعنی انداز سے صرف اس کو فائدہ پہنچتا ہے.

ۃ۔۱۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ہ ع

رکوع ۱

بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے(۱) اور ہم لکھتے جاتے ہیں اور وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے(۲)

۱۔۱۲ یعنی قیامت والے دن یہاں احیائے موتی کے ذکر سے یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں میں سے جس کا دل چاہتا ہے، زندہ کر دیتا ہے جو کفر و ضلالت کی وجہ سے مردہ ہو چکے ہوتے ہیں. پس وہ ہدایت اور ایمان کو اپنا لیتے ہیں.

۲۔۱۲ اس سے مراد لوح محفوظ ہے اور بعض نے صحائف اعمال مراد لیے ہیں.

ۃ۔۱۳ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ہ

اور آپ ان کے سامنے ایک مثال (یعنی ایک) بستی والوں کی مثال (اس وقت کا) بیان کیجئے جبکہ اس بستی

میں (کئی) رسول آئے (ا)

۱۳۔ا تاکہ اہل مکہ یہ سمجھ لیں کہ آپ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں، بلکہ رسالت و نبوت کا یہ سلسلہ قدیم سے چلا آ رہا ہے.

ۃ۔۱۴ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ہ

جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا سو ان لوگوں نے (اول) دونوں کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں (ا)

۱۴۔ا یہ تین رسول کون تھے؟ مفسرین نے ان کے مختلف بیان کئے ہیں، لیکن نام مستند ذریعے سے ثابت نہیں ہیں. بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے تھے، جو انہوں نے اللہ کے حکم سے ایک بستی میں تبلیغ و دعوت کے لئے بھیجے تھے. بستی کا نام انطاکیہ تھا.

ۃ۔۱۵ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ہ

ان لوگوں نے کہا تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی. تم نرا جھوٹ بولتے ہو.

ۃ۔۱۶ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّآ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ہ

ان (رسولوں) نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں.

ۃ۔۱۷ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ہ

اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر پہنچا دینا ہے.

ۃ۔۱۸ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ہ

انہوں نے کہا کہ ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں (ا) اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی.

۱۸۔ا ممکن ہے کچھ لوگ ایمان لے آئے ہوں اور ان کی وجہ سے قوم دو گروہوں میں بٹ گئی ہو، جس کو انہوں نے رسولوں کی نَعُوذُ بِاللّٰہِ نحوست قرار دیا. یا بارش کا سلسلہ موقوف رہا ہو تو وہ سمجھے ہوں کہ یہ ان رسولوں کی نحوست ہے. نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِكَ،

ۃ۔۱۹ قَالُوا طَائِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ہ

ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے (ا)، کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جائے بلکہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو.

۱۹۔ا یعنی وہ تمہارے اپنے اعمال بد کا نتیجہ ہے جو تمہارے ساتھ ہی ہے نہ کہ ہمارے ساتھ.

ۃ۔۲۰ وَ جَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ہ

اور ایک شخص (اس) شہر کے آخری حصے سے دوڑتا ہوا آیا کہنے لگا کہ اے میری قوم! ان رسولوں کی راہ پر چلو (ا)

۲۰۔ا یہ شخص مسلمان تھا، جب اسے پتہ چلا کہ قوم پیغمبروں کی دعوت کو نہیں اپنا رہی، تو اس نے آ کر رسولوں کی حمایت اور ان کے اتباع کی ترغیب دی.

ۃ۔۲۱ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ہ

ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ راست پر ہیں.

وَمَالِیَ ۲۳	سورت	یٰسٓ	صافّٰت	صٓ	زمر
	صفحہ	جاری	۱۵۳	۱۸۱	۲۰۲

ق۔۲۲ وَ مَا لِیَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ہ

اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (ا)

۲۲۔ا اپنے مسلک توحید کی وضاحت کی، جس سے مقصد اپنی قوم کی خیر خواہی اور ان کی صحیح رہنمائی ہے. یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی قوم نے اس سے کہا ہو کہ کیا تو بھی اس معبود کی عبادت کرتا ہے، جس کی طرف یہ مرسلین ہمیں بلا رہے ہیں اور ہمارے معبودوں کو تو بھی چھوڑ بیٹھا ہے؟ جس کے جواب میں اس نے کہا. مفسرین نے اس شخص کا نام حبیب نجار بتایا. واللہ اعلم.

ق۔۲۳ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَیۡـًٔا وَّ لَا یُنۡقِذُوۡنِ ہ

کیا میں اسے چھوڑ کر ایسوں کو معبود بناؤں کہ اگر (اللہ) رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کچھ بھی نفع نہ پہنچا سکے اور نہ مجھے بچا سکیں (ا).

۲۳۔ا یہ ان معبودان باطلہ کی بے بسی کی وضاحت ہے جن کی عبادت اس کی قوم کرتی تھی اور شرک کی اس گمراہی سے نکالنے کے لئے رسول ان کی طرف بھیجے گئے تھے. نہ بچا سکیں کا مطلب ہے کہ اللہ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ بچا نہیں سکتے.

ق۔۲۴ اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ہ پھر تو یقیناً کھلی گمراہی میں ہوں (ا).

۲۴۔ا یعنی اگر میں بھی تمہاری طرح، اللہ کو چھوڑ کر ایسے بے اختیار اور بے بس معبودوں کی عبادت

شروع کردوں،تو میں بھی کھلی گمراہی میں جا گروں گا.

ۃ۔۲۵ اِنِّیٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ؇ ط

میری سنو! میں تو (سچے دل سے) تم سب کے رب پر ایمان لا چکا ہوں (۱)

۲۵۔۱ اس کی دعوت توحید اور اقرار توحید کے جواب میں قوم نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے پیغمبروں سے خطاب کر کے یہ کہا، مقصد اپنے ایمان پر ان پیغمبروں کو گواہ بنایا تھا. یا اپنی قوم سے خطاب کر کے کہا جس سے مقصود دین حق پر اپنی صلابت اور استقامت کا اظہار تھا کہ تم جو چاہو کر لو، لیکن اچھی طرح سن لو کہ میرا ایمان اسی رب پر ہے، جو تمہارا بھی رب ہے. کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو مار ڈالا اور کسی نے ان کو اس سے نہیں روکا. رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی.

ۃ۔۲۶ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ؇

(اس سے) کہا گیا کہ جنت میں چلا جا، کہنے لگا کاش! میری قوم کو بھی علم ہو جاتا.

ۃ۔۲۷ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ؇

کہ مجھے رب نے بخش دیا اور مجھے با عزت لوگوں میں سے کر دیا (۱).

۲۷۔۱ یعنی جس ایمان اور توحید کی وجہ سے مجھے رب نے بخش دیا، کاش میری قوم اس کو جان لے تا کہ وہ بھی ایمان و توحید کو اپنا کر اللہ کی مغفرت اور اس کی نعمتوں کی مستحق ہو جائے. اس طرح اس شخص نے مرنے کے بعد بھی اپنی قوم کی خیر خواہی کی. ایک مومن صادق کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ وہ ہر وقت لوگوں کی خیر خواہی ہی کرے، بد خواہی نہ کرے اور ان کی صحیح رہنمائی کرے.

ۃ۔۲۸ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ ؇

اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا (۱) اور نہ اس طرح ہم اتارا کرتے ہیں (۲).

۲۸۔۱ یعنی حبیب نجار کے قتل کے بعد ہم نے ان کی ہلاکت کے لئے آسمان سے فرشتوں کا کوئی لشکر نہیں

تارا. یہ اس قوم کی حقیر شان کی طرف اشارہ ہے.

۲۸-۲ یعنی جس قوم کی ہلاکت کسی دوسرے طریقے سے لکھی جاتی ہے وہاں ہم فرشتے نازل بھی نہیں کرتے.

ۃ-۲۹ اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ ۝

وہ تو صرف ایک زور کی چیخ تھی کہ یکا یک وہ سب کے سب بجھ بجھا گئے (ا)

۲۹-ا کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری، جس سے سب جسموں سے روحیں نکل گئیں اور وہ بجھی آگ کی طرح ہوئے. گویا زندگی، شعلہ فروزاں ہے اور موت، اس کا بجھ کر راکھ کا ڈھیر ہو جانا.

ۃ-۳۰ يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝

(ایسے) بندوں پر افسوس! (ا) کبھی بھی کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا جس کی ہنسی انہوں نے نہ اڑائی ہو.

۳۰-ا حسرت وندامت کا یہ اظہار خود اپنے نفسوں پر، قیامت والے دن، عذاب دیکھنے کے بعد کریں گے کہ کاش انہوں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی نہ کی ہوتی یا اللہ تعالیٰ بندوں کے رویے پر افسوس کر رہا ہے کہ ان کے پاس جب بھی کوئی رسول آیا انہوں نے اس کے ساتھ مذاق ہی کیا.

ۃ-۳۱ اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ؕ ۝

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان کے پہلے بہت سی قوموں کو ہم نے غارت کر دیا کہ وہ ان (ا) کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے.

۳۱-ا اس میں اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ تکذیب رسالت کی وجہ سے جس طرح پچھلی قومیں تباہ ہوئیں یہ بھی تباہ ہو سکتے ہیں.

ۃ-۳۲ وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ۝ ع رکوع ۲

اور نہیں ہے کوئی جماعت مگر یہ وہ جمع ہو کر ہمارے سامنے حاضر کی جائے گی (ا)

۳۲۔۱ مطلب یہ ہے کہ تمام لوگ گزشتہ بھی اور آئندہ آنے والے بھی، سب اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونگیں جہاں ان کا حساب کتاب ہوگا۔

۳۳۔ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ۝

اوران کے لئے ایک نشانی (۱) (خشک) زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کر دیا اور اس سے غلہ نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں۔

۳۳۔۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی قدرت اور مردوں کو زندہ کرنے پر نشانی۔

۳۴۔ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝

اور ہم نے اس میں کھجوروں کے اور انگور کے باغات پیدا کر دیئے (۱) اور جن میں ہم نے چشمے بھی جاری کر دیئے ہیں۔

۳۴۔۱ یعنی مردہ زمین کو زندہ کر کے ہم اس سے ان کی خوراک کے لئے صرف غلہ ہی نہیں لگاتے، بلکہ ان کے کام و دہن کی لذت کے لئے مختلف اقسام کے پھل بھی کثرت سے پیدا کرتے ہیں، یہاں صرف دو پھلوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ یہ کثیر المنافع بھی ہیں اور عربوں کو مرغوب بھی، نیز ان کی پیداوار بھی عرب میں زیادہ ہے۔ پھر یہ غلے کا ذکر پہلے کیا کیونکہ اس کی پیداوار بھی زیادہ ہے اور خوراک کی حثیت سے اس کی اہمیت بھی مسلمہ۔ جب تک انسان روٹی یا چاول وغیرہ خوراک سے اپنا پیٹ نہیں بھرتا محض پھل فروٹ سے اس کی غذائی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔

۳۵۔ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝

تاکہ (لوگ) اس کے پھل کھائیں (۱) اور اس کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا (۲) پھر کیوں شکر گزاری نہیں کرتے۔

۳۵۔۱ یعنی بعض جگہ چشمے جاری کرتے ہیں، جس کے پانی سے پیدا ہونے والے پھل لوگ کھائیں۔

٣٥_٢ الَّذِیْ کے معنی میں ہے یعنی وہ اس کا پھل کھائیں اوران چیزوں کو جن کو ان کے ہاتھوں نے بنایا. ہاتھوں کا عمل ہے، زمین کو ہموار کر کے بیج بونا، اسی طرح پھلوں کے کھانے مختلف طریقے ہیں، مثلاً انہیں نچوڑ کر ان کا رس پینا، مختلف فروٹوں کو ملا کر چاٹ بنانا وغیرہ.

ۃ_٣٦ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا وَ مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَمِمَّا لَا يَعۡلَمُوۡنَ ہ

وہ پاک ذات ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں خواہ وہ (چیزیں) ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں (ا)

٣٦_ا یعنی انسانوں کی طرح زمین کی ہر پیداوار میں بھی ہم نے نر مادہ دونوں پیدا کئے. علاوہ ازیں آسمانوں میں اور زمین کی گہرائیوں میں بھی جو چیزیں تم سے غائب ہیں، جن کا علم تم نہیں رکھتے، ان میں زوجیت (نر اور مادہ) کا یہ نظام ہم نے رکھا ہے. پس تمام مخلوق جوڑا جوڑا ہے، نباتات بھی نر اور مادے کا یہی نظام ہے. حتیٰ کہ آخرت کی زندگی، دنیا کی زندگی کے لئے بمنزلہ زوج ہے اور یہ حیات آخرت کے لئے ایک عقلی دلیل بھی ہے. صرف ایک اللہ کی ذات ہے جو مخلوق کی صفت سے اور دیگر تمام کوتاہیوں سے پاک ہے. وہ (فرد) ہے، زوج نہیں.

ۃ_٣٧ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيۡلُ ۖۚ نَسۡلَخُ مِنۡهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ہ

اوران کے لئے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو کھینچ دیتے ہیں تو یکا یک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں (ا)

٣٧_ا یعنی اللہ کی قدرت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ دن کو رات سے الگ کر دیتا ہے، جس سے فوراً اندھیرا چھا جاتا ہے. اسی طرح اللہ دن کو رات سے الگ کر دیتا ہے. اَظۡلَمَ کے معنی ہیں، اندھیرے میں داخل ہونا. جیسے اَصۡبَحَ اور اَمۡسٰی اور اَظۡهَرَ کے معنی ہیں، صبح، شام اور ظہر کے وقت میں داخل ہونا.

ة۔٣٨ وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ہ

اور سورج کے لئے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے یہ ہے مقرر کردہ غالب، باعلم اللہ تعالیٰ کا.

ة۔٣٩ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ہ

اور چاند کی منزلیں مقرر کر رکھی ہیں (١) کہ وہ لوٹ کر پرانی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے (٢)

٣٩۔١ چاند کی ٢٨ منزلیں ہیں، روزانہ ایک منزل طے کرتا ہے، پھر غائب رہ کر تیسری رات کو نکل آتا ہے

٣٩۔٢ یعنی جب آخری منزل پر پہنچتا ہے تو بالکل باریک اور چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی ہو، جو سوکھ کر ٹیڑھی ہو جاتی ہے. چاند کی انہی گردشوں سے اپنے دنوں مہینوں اور سالوں کا حساب اور اپنے اوقات عبادات کا تعین کرتے ہیں.

ة۔٤٠ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ہ

نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑے (١) اور نہ رات دن پر آگے بڑھ جانے والی ہے (٢) اور سب کے سب آسمان میں تیرتے پھرتے ہیں (٣).

٤٠۔١ یعنی سورج کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے جس سے اس کی روشنی ختم ہو جائے بلکہ دونوں کا اپنا اپنا راستہ اور الگ الگ حد ہے. سورج دن ہی کو اور چاند رات ہی کو طلوع ہوتا ہے اس کے برعکس کبھی نہیں ہوا، جو ایک مدبر کائنات کے وجود پر ایک بہت بڑی دلیل ہے.

٤٠۔٢ بلکہ یہ بھی ایک نظام میں بندھے ہوئے ہیں اور ایک، دوسرے کے بعد آتے ہیں.

٤٠۔٣ کُلٌّ سے سورج، چاند یا اس کے ساتھ دوسرے کواکب مراد ہیں، سب اپنے اپنے مدار پر گھومتے ہیں، ان کا باہمی ٹکراؤ نہیں ہوتا.

ة۔٤١ وَاٰیَةٌ لَّهُمۡ اَنَّا حَمَلۡنَا ذُرِّیَّتَهُمۡ فِی الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ہ

ان کے لئے ایک نشانی (یہ بھی) ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا (١)

۴۱۔۱ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے اس احسان کا تذکرہ فرما رہا ہے کہ اس نے سمندر میں کشتیوں کا چلنا آسان فرما دیا، حتٰی کہ تم اپنے ساتھ بھری ہوئی کشتیوں میں اپنے بچوں کو بھی لے جاتے ہو اور دوسرے معنی سے یہ مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے۔ یعنی سفینۂ نوح علیہ السلام میں لوگوں کو بٹھایا جن سے بعد میں نسل انسانی چلی۔ گویا نسل انسانی کے آبا اس میں سوار تھے۔

ۃ۔۴۲ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ○

اوران کے لئے اسی جیسی اور چیزیں پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں (۱)۔

۴۲۔۱ اس سے مراد ایسی سواریاں ہیں جو کشتی کی طرح انسانوں اور سامان تجارت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں، اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی چیزیں آ گئیں۔ جیسے ہوائی جہاز، بحری جہاز، ریلیں، بسیں، کاریں اور دیگر نقل و حمل کی اشیاء۔

ۃ۔۴۳ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ یُنْقَذُوْنَ ○

اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ڈبو دیتے۔ پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہوتا نہ بچائے جائیں۔

ۃ۔۴۴ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ○

لیکن ہم اپنی طرف سے رحمت کرتے ہیں اور ایک مدت تک کے لئے انہیں فائدے دے رہے ہیں۔

ۃ۔۴۵ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

اوران سے جب (کبھی) کہا جاتا ہے کہ اگلے پچھلے (گناہوں) سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ۃ۔۴۶ وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ○

اوران کے پاس تو ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ برتتے ہوں (۱)۔

۴۶۔۱ یعنی توحید اور صداقت رسول کی نشانی بھی ان کے سامنے آتی، اس میں یہ غور ہی نہیں کرتے

کہ جس سے ان کو فائدہ ہو، ہر نشانی سے اعراض ان کا شیوہ ہے۔

ق۔۴۷ وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ مَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ
اللّٰهُ اَطۡعَمَهٗۤ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ہ

اوران سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرو، (۱) تو یہ کفار ایمان والوں کو جواب دیتے ہیں کہ ہم انہیں کیوں کھلائیں؟ جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا (۲) تم تو ہو ہی کھلی گمراہی میں۔

۴۷۔۱ یعنی غربا مساکین اور ضرورت مندوں کو دو۔

۴۷۔۲ یعنی اللہ چاہتا تو ان کو غریب ہی نہ کرتا، تاہم ان کو دے کر اللہ کی مشیت کے خلاف کیوں کریں۔

ق۔۴۸ وَیَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هٰذَا الۡوَعۡدُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ہ

وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا، سچے ہو تو بتلاؤ۔

ق۔۴۹ مَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا صَیۡحَةً وَّاحِدَةً تَاۡخُذُهُمۡ وَهُمۡ یَخِصِّمُوۡنَ ہ

انہیں صرف ایک چیخ کا انتظار ہے جو انہیں آ پکڑے گی اور یہ باہم لڑائی جھگڑے میں ہی ہونگے (۱)۔

۴۹۔۱ یعنی لوگ بازاروں میں خرید و فروخت اور حسب عادت بحث و تکرار میں مصروف ہونگے کہ اچانک صور پھونک دیا جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی یہ نفخۂ اولیٰ ہوگا جسے نفخۂ فزع بھی کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد دوسرا نفخہ ہوگا۔ نَفۡخَةُ الصَّعۡقِ جس سے اللہ تعالیٰ کے سوا، سب موت کی آغوش میں چلے جائیں گے۔

ق۔۵۰ فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ تَوۡصِیَةً وَّلَاۤ اِلٰۤی اَهۡلِهِمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ہ ع رکوع ۳

اس وقت نہ تو یہ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ سکیں گے۔

ق۔۵۱ وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَاِذَا هُمۡ مِّنَ الۡاَجۡدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمۡ یَنۡسِلُوۡنَ ہ

تو صور کے پھونکے جاتے ہی سب (ا) اپنی قبروں سے اپنے پروردگار کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے۔

۵۱۔ا پہلے قول کی بنا پر یہ نفخۂ ثانیہ اور دوسرے قول کی بنا پر یہ نفخۂ ثالثہ ہوگا، جسے نَفْخَةُ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ کہتے ہیں، اس سے لوگ قبروں سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔(ابن کثیر)

۵۲۔ق قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

کہیں گے ہائے ہائے! ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا (ا) یہی ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے دیا تھا اور رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا۔

۵۲۔ا قبر کو خواب گاہ سے تعبیر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبروں میں ان کو عذاب نہیں ہوگا، بلکہ بعد میں جو ہولناک مناظر اور عذاب کی شدت دیکھیں گے، اس کے مقابلے میں انہیں قبر کی زندگی ایک خواب ہی محسوس ہوگی۔

۵۳۔ق اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

یہ نہیں ہے مگر ایک چیخ کہ یکایک سارے کے سارے ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

۵۴۔ق فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

پس آج کسی شخص پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور تمہیں انہیں بدلہ دیا جائے گا، مگر صرف ان ہی کاموں کا جو تم کیا کرتے تھے۔

۵۵۔ق اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝

جنتی لوگ آج کے دن اپنے (دلچسپ) مشغلوں میں ہشاش بشاش ہیں (ا)

۵۵۔ا فَاكِهُوْنَ کے معنی ہیں فَرِحُوْنَ خوش، مسرت کے ساتھ۔

۵۶۔ق هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِئُوْنَ ۝

وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔

ة۔۵۷ لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ ه

ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور بھی جو کچھ وہ طلب کریں.

ة۔۵۸ سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ ه

مہربان پروردگار کی طرف سے انہیں ''سلام'' کہا جائے گا (۱).

۵۸۔۱ اللہ کا یہ سلام فرشتے اہل جنت کو پہنچائیں گے. بعض کہتے ہیں کہ اللہ خود سلام سے نوازے گا.

ة۔۵۹ وَ امۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ه

اے گناہ گارو! آج تم الگ ہو جاؤ (۱).

۵۹۔۱ یعنی اہل ایمان سے الگ ہو کر کھڑے ہو. یعنی میدان محشر میں اہل ایمان و اطاعت اور اہل کفر و معصیت الگ الگ کر دیئے جائیں گے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ مجرمین کو ہی مختلف گروہوں میں الگ الگ کر دیا جائے گا. مثلاً یہودیوں کا گروہ، عیسایوں کا گروہ، صائبین اور مجوسیوں کا گروہ، زانیوں کا گروہ، شرابیوں کا گروہ وغیرہ وغیرہ.

ة۔۶۰ اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ه

اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا (۱) وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (۲)

۶۰۔۱ اس سے مراد عہد الست ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالنے کے وقت لیا گیا تھا یا وہ وصیت ہے جو پیغمبروں کی زبانی لوگوں کو جاتی رہی. اور بعض کے نزدیک وہ دلائل عقلیہ ہیں جو آسمان و زمین میں اللہ نے قائم کئے ہیں. (فتح القدیر)

ة۔۶۱ وَّ اَنِ اعۡبُدُوۡنِيۡ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ه

اور میری عبادت کرنا (۱) سیدھی راہ یہی ہے (۲)

۶۱۔۱ یعنی یہ بھی عہد لیا تھا کہ تمہیں صرف میری ہی عبادت کرنی ہے، میری عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا.

۶۱۔۲ یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا، یہی وہ سیدھا راستہ ہے، جس کی طرف تمام انبیا لوگوں کو بلاتے رہے اور یہی منزل مقصود یعنی جنت تک پہنچانے والا.

ۃ۔۶۲ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ہ

شیطان نے تم میں سے بہت ساری مخلوق کو بہکا دیا. کیا تم عقل نہیں رکھتے (۱).

۶۲۔۱ یعنی اتنی عقل بھی تمہارے اندر نہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ہے، اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے. اور میں تمہارا رب ہوں، میں ہی تمہیں روزی دیتا ہوں اور میں ہی تمہاری رات دن حفاظت کرتا ہوں لہذا تمہیں میری نافرمانی نہیں کرنی چاہیے.

ۃ۔۶۳ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ہ

یہی وہ دوزخ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا.

ۃ۔۶۴ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ہ

اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لئے آج اس میں داخل ہو جاؤ (۱).

۶۴۔۱ یعنی اب اس بے عقلی کا نتیجہ بھگتو اور اپنے کفر کے سبب سے جہنم کی سختیوں کا مزہ چکھو.

ۃ۔۶۵ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ہ

ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے.

۶۵۔۱ یہ مہر لگانے کی ضرورت اس لئے پیش آئیگی کہ ابتداء مشرکین قیامت والے دن بھی جھوٹ بولیں گے اور کہیں گے ﴿ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴾ (الانعام۔۲۳) "اللہ کی قسم، جو ہمارا رب ہے، ہم مشرک نہیں تھے" چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا، جس سے وہ خود تو بولنے کی

طاقت سے محروم ہو جائیں گے، البتہ اللہ تعالیٰ اعضائے انسانی کو قوت گویائی عطا فرمادے گا، ہاتھ بولیں گے
کہ ہم سے اس نے فلاں فلاں کام کیا تھا اور پاؤں اس پر گواہی دیں گے. یوں گویا اقرار اور شہادت، دونوں
مرحلے طے ہو جائیں گے. علاوہ ازیں ناطق کے مقابلے میں غیر ناطق چیزوں کا بول کر گواہی دینا، حجت و
استدلال میں زیادہ بلیغ ہے کہ اس میں ایک اعجازی شان پائی جاتی ہے. (فتح القدیر) اس مضموں کو احادیث
میں بھی بیان کیا گیا ہے. (ملاحظہ ہو صحیح مسلم، کتاب الزھد.)

۶۶۔ق وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ۝

اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیتے پھر یہ رستے کی طرف دوڑتے پھرتے لیکن انہیں کیسے دکھائی دیتا؟ (۱)

۶۶۔۱ یعنی بینائی سے محرومی کے بعد انہیں راستہ کس طرح دکھائی دیتا؟ لیکن یہ ہمارا حلم و کرم ہے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا.

۶۷۔ق وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ۝ ع رکوع ۴

اور اگر ہم چاہتے تو ان کی جگہ ہی پر ان کی صورتیں مسخ کر دیتے پھر وہ چل پھر سکتے اور نہ لوٹ سکتے (۱)

۶۷۔۱ یعنی نہ آگے جا سکتے، نہ پیچھے لوٹ سکتے، بلکہ پتھر کی طرح ایک جگہ پڑے رہتے. مسخ کے معنی پیدائش میں تبدیلی کے ہیں، یعنی انسان سے پتھر یا جانور کی شکل میں تبدیل کر دینا.

۶۸۔ق وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائشی حالت کی طرف پھر الٹ دیتے ہیں (۱) کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے (۲)

۶۸۔۱ یعنی جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں، ان کی پیدائش کو بدل کر برعکس حالت میں کر دیتے ہیں. یعنی جب وہ بچہ ہوتا ہے تو اس کی نشو ونما جاری رہتی ہے اور اس کی عقلی اور بدنی قوتوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے حتیٰ

کہ وہ جوانی اور بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے.اس کے برعکس اس کے قوائے عقلیہ و بدنیہ میں ضعف وگھٹاؤ کا عمل شروع ہوجاتا ہے۔حتیٰ کہ وہ ایک بچے کی طرح ہوجاتا ہے.

۶۸۔۲ کہ جو اللہ اس طرح کرسکتا ہے،کیا وہ دوبارہ انسانوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں.

ۃ۔۶۹ **وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝**

نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے.وہ تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے(۱)

۶۹۔۱ مشرکین مکہ نبی ﷺ کو جھٹلانے کے لئے مختلف قسم کی باتیں کہتے رہتے تھے.ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ شاعر ہیں اور یہ قرآن پاک آپ کی شاعرانہ تک بندی ہی ہے.اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی فرمائی. کہ آپ شاعر ہیں اور نہ قرآن شعری کلام کا مجموعہ ہے بلکہ یہ تو صرف نصیحت و موعظت ہے.

ۃ۔۷۰ **لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝**

تاکہ وہ ہر شخص کو آگاہ کردے جو زندہ ہے(۱) اور کافروں پر حجت ثابت ہوجائے(۲).

۷۰۔۱ یعنی جس کا دل صحیح ہے،حق کو قبول کرتا اور باطل سے انکار کرتا ہے.

۷۰۔۲ یعنی جو کفر پر مصر ہو،اس پر عذاب والی بات ثابت ہوجائے. لِيُنْذِرَ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے.

ۃ۔۷۱ **اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝**

کیا وہ نہیں دیکھتے ہم نے اپنے ہاتھوں بنائی(۱) ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے چوپائے(۲) بھی پیدا کئے جن کے کہ یہ مالک ہوگئے ہیں(۳)

۷۱۔۱ اس سے غیروں کی شرکت کی نفی ہے،ان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا،کسی اور کا ان کے بنانے میں حصہ نہیں ہے.

۷۱۔۲ اَنْعَامٌ، نَعَمٌ کی جمع ہے.اس سے مراد چوپائے یعنی اونٹ،گائے،بکری اور بھیڑ دنبہ وغیرہ ہیں.

٣-٧١ یعنی جس طرح چاہتے ہیں ان میں تصرف کرتے ہیں، گرہم ان کے اندر وحشی پن رکھ دیتے (جیسا کہ بعض جانوروں میں ہے) تو یہ چوپائے ان سے دور بھاگتے اور وہ ان کی ملکیت اور قبضے میں ہی نہ آسکتے.

ة-٧٢ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ہ

اور ان مویشیوں کو ہم نے ان کے تابع فرمان کردیا(١) جن میں سے بعض تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں.

١-٧٢ یعنی ان جانوروں سے وہ جس طرح کا بھی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں، وہ انکار نہیں کرتے، حتٰی کہ وہ انہیں ذبح بھی کردیتے ہیں اور چھوٹے بچے انہیں کھینچے پھرتے ہیں.

ة-٧٣ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ہ

انہیں ان میں سے اور بھی بہت سے فائدے ہیں(١) اور پینے کی چیزیں. کیا پھر (بھی) یہ شکر ادا نہیں کریں گے؟

١-٧٣ یعنی سواری اور کھانے کے علاوہ بھی ان سے بہت سے فوائد حاصل کئے جاتے ہیں مثلاً اون اور بالوں سے کئی چیزیں بنتی ہیں، ان کی چربی سے تیل حاصل ہوتا ہے اور یہ باربرداری اور کھیتی باڑی کے کام بھی آتے ہیں.

ة-٧٤ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ہ

اور وہ اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں تاکہ وہ مدد کئے جائیں(١).

١-٧٤ یہ ان کفران نعمت کا اظہار ہے کہ مذکورہ نعمتیں، جن سے یہ فائدہ اٹھاتے ہیں، سب اللہ کی پیدا کردہ ہیں لیکن یہ بجائے اس کے کہ یہ اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کریں یعنی ان کی عبادت واطاعت کریں، یہ غیروں سے امیدیں وابستہ کرتے اور انہیں معبود بناتے ہیں.

ق-۷۵ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ هُمْ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْ نَ ہ

(حالانکہ) ان میں ان کی مدد کی طاقت ہی نہیں، (لیکن) پھر بھی (مشرکین) ان کے لئے حاضر باش لشکری ہیں(۱)

۷۵-۱ مطلب یہ ہے کہ جن بتوں کو معبود سمجھتے ہیں ، وہ ان کی مدد کیا کریں گے؟ وہ خود اپنی مدد کرنے سے قاصر ہیں انہیں کوئی برا کہے ان کی ندامت کرے، تو یہی ان کی حمایت و مدافعت میں سرگرم ہوتے ہیں، نہ کہ خود ان کے وہ معبود

ق-۷٦ فَلَا یَحْزُ نْكَ قَوْ لُهُمْ اِ نَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّ وْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ہ

پس آپ کو ان کی بات غمناک نہ کرے، ہم ان کی پوشیدہ اور علانیہ سب باتوں کو (بخوبی) جانتے ہیں.

ق-۷۷ اَوَلَمْ یَرَ الْاِ نْسَا نُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِ ذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ہ

کیا انسان کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے؟ پھر یکا یک وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھا.

ق-۷۸ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ ط قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَا مَ وَ هِیَ رَ مِیْمٌ ہ

اور اس نے ہمارے لئے مثال بیان کی اور اپنی (اصل) پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان کی گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے؟

ق-۷۹ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَ هَآ اَوَّلَ مَرَّ ةٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ہ ن

آپ جواب دیجئے! کہ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے اول مرتبہ پیدا کیا ہے(۱) جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے.

۷۹-۱ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسان کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کرتا ہے، وہ دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے.

ق-۸۰ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَ خْضَرِ نَا رًا فَاِ ذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْ قِدُوْ نَ ہ

وہی جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کردی جس سے تم یکایک آگ سلگاتے ہو(ا).

۸۰۔ا کہتے ہیں عرب میں دو درخت ہیں مرغ اور عفار. ان کی دو لکڑیاں آپس میں رگڑی جائیں تو آگ پیدا ہوتی ہے، سبز درخت سے آگ پیدا کرنے کے حوالے سے اس طرف اشارہ مقصود ہے.

ۃ۔۸۱ اَوَ لَيۡسَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ ؕ بَلٰى وَهُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ۝

جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ہم جیسوں (ا) کے پیدا کرنے پر قادر نہیں، بیشک قادر ہے. اور وہی پیدا کرنے والا دانا (بینا) ہے.

۸۱۔ا یعنی انسانوں جیسے. مطلب، انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا جس طرح انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا، آسمان و زمین کی پیدائش سے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر استدلال ہے. جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَكۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ ﴾ (سورۂ احکاف۔۳۳) "آسمان و زمین کی پیدائش (لوگوں کے نزدیک) انسانوں کی پیدائش سے زیادہ مشکل کام ہے".

ۃ۔۸۲ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيۡـئًا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ۝

وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی ہے) کہ ہو جا، تو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے.

ۃ۔۸۳ فَسُبۡحٰنَ الَّذِىۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ۝ ع رکوع ۵

پس پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے(ا).

۸۳۔ا یعنی یہ نہیں ہوگا کہ مٹی میں رل مل کر تمہارا وجود ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے، نہیں، بلکہ اسے دوبارہ وجود عطا کیا جائے گا. یہ بھی نہیں ہوگا کہ تم بھاگ کر کسی اور کے پاس پناہ طلب کرلو. تمہیں ہر حال اللہ ہی کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہوگا،، جہاں وہ عملوں کے مطابق اچھی یا بری جزا دے گا.

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ ۳۷ یہ سورت مکی ہے اس میں (۸۳) آیات اور (۵) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ق۔۱ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ہ قسم صف باندھنے والے (فرشتوں) کی.

ق۔۲ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ہ پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی.

ق۔۳ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ہ پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی.

ق۔۴ اِنَّ اِلٰـهَكُمۡ لَوَاحِدٌ ہ ط یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے (۱).

۴۔۱ فرشتوں کی صفات ہیں. آسمانوں پر اللہ کی عبادت کے لئے صف باندھنے والے، یا اللہ کے حکم کے انتظار میں صف بستہ، وعظ و نصیحت کے ذریعے سے لوگوں کو ڈانٹنے والے یا بادلوں کو، جہاں اللہ کا حکم ہو وہاں ہانک کر لے جانے والے اللہ کے ذکر یا قرآن کی تلاوت کرنے والے. ان فرشتوں کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے مضموں میں یہ فرمایا ہے کہ تمام انسانوں کا معبود ایک ہی ہے. متعدد نہیں، جیسا کہ مشرکین بنائے ہوئے ہیں. عرف عام میں قسم تاکید اور شک دور کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں قسم اسی شک کو دور کرنے کے لئے کھائی ہے جو مشرکین اسکی واحدنیت والوہیت کے بارے میں پھلاتے ہیں. علاوہ ازیں ہر چیز کی مخلوق اور مملوک ہے، اس لئے وہ جس چیز کو بھی گواہ بنا کر اس کی قسم کھائے، اس کے لئے جائز ہے. لیکن انسانوں کے لئے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بالکل ناجائز اور حرام ہے. کیونکہ قسم میں، جس کی قسم کھائی جاتی ہے، اسے گواہ بنانا مقصود ہوتا ہے. اور گواہ اللہ کے سوا کوئی نہیں بن سکتا، کہ عالم الغیب صرف وہی ہے، اس کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں.

ق۔۵ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا وَ رَبُّ الۡمَشَارِقِ ہ ط

آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں اور مشرقوں کا رب وہی ہے.

ق۔۶ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ الْكَوَاكِبِ ہ

ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے آراستہ کیا۔

ق۔۷ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ہ

اور حفاظت کی سرکش شیطان سے (۱)۔

۷۔۱ یعنی آسمان دنیا پر، زینت کے علاوہ، ستاروں کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ سرکش شیاطین سے حفاظت ہو۔ چنانچہ شیطان آسمان پر کوئی بات سننے کے لئے جاتے ہیں تو ستارے ان پر ٹوٹ گرتے ہیں جس سے بالعموم شیطان جل جاتے ہیں۔ جیسا کہ اگلی آیات اور احادیث سے واضع ہے۔ ستاروں کا ایک تیسرا مقصد رات کی تاریکیوں میں رہنمائی بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں دوسرے مقام پر بیان فرمایا گیا ہے۔ ان مقاصد سہ گانہ کے علاوہ ستاروں کا اور کوئی مقصد بیان نہیں کیا گیا ہے۔

ق۔۸ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ہ

عالم بالا کے فرشتوں (کی باتوں) کو سننے کے لئے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں۔

ق۔۹ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ہ

بھگانے کے لئے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

ق۔۱۰ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ہ

اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔

ق۔۱۱ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ہ

ان کفروں سے پوچھو تو کہ آیا ان کا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا (ان کا) جنہیں ہم نے ان کے علاوہ پیدا کیا ہے؟ (۱) ہم نے (انسانوں) کو لیسدار مٹی سے پیدا کیا ہے؟ (۲)۔

۱۱۔۱ یعنی ہم نے جو زمین، ملائکہ اور آسمان جیسی چیزیں بنائی ہیں جو اپنے حجم اور وسعت کے لحاظ سے نہایت انوکھی ہیں. کیا ان لوگوں کی پیدائش اور دوبارہ زندہ کرنا، ان چیزوں کی تخلیق سے زیادہ سخت اور مشکل ہے؟ یقیناً نہیں.

۱۱۔۲ یعنی ان کے باپ آدم علیہ السلام کو تو ہم نے مٹی سے پیدا کیا ہے. مطلب یہ ہے کہ یہ انسان آخرت کی زندگی کو اتنا بعید کیوں سمجھتے ہیں دراں حالیکہ ان کی پیدائش ایک نہایت ہی حقیر اور کمزور چیز سے ہوئی ہے. جبکہ خلقت میں ان سے زیادہ قوی، عظیم اور کامل و اتم چیزوں کی پیدائش کا ان کو انکار نہیں. (فتح القدیر)

ۃ۔۱۲ بَلْ عَجِبْتَ وَ یَسْخَرُوْنَ ہ بلکہ تو تعجب کر رہا ہے اور یہ مسخرا پن کر رہے ہیں (۱).

۱۲۔۱ یعنی آپ کو تو منکرین آخرت کے انکار پر تعجب ہو رہا ہے کہ اس کے امکان بلکہ وضاحت کے اتنے واضع دلائل کے باوجود وہ اسے مان کر نہیں دے رہے اور وہ آپ کے دعوائے قیامت کا مذاق اڑا رہے ہیں کہ یہ کیوں کر ممکن ہے؟

ۃ۔۱۳ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا یَذْكُرُوْنَ ہ اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے یہ نہیں مانتے.

ۃ۔۱۴ وَاِذَا رَاَوْا اٰیَةً یَّسْتَسْخِرُوْنَ ہ اور جب کسی معجزے کو دیکھتے ہیں تو مذاق اڑاتے ہیں.

ۃ۔۱۵ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ہ اور کہتے ہیں کہ یہ تو بالکل کھلم کھلا جادو ہی ہے (۱)

۱۵۔۱ یعنی یہ ان کا شیوہ ہے کہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور کوئی واضع دلیل یا معجزہ پیش کیا جائے تو مذاق کرتے اور انہیں جادو باور کراتے ہیں.

ۃ۔۱۶ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ہ

کیا جب ہم مر جائیں گے خاک اور ہڈی ہو جائیں گے پھر کیا (سچ مچ) ہم اٹھائے جائیں گے؟

ۃ۔۱۷ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ہ ط کیا ہم سے پہلے کے ہمارے باپ دادا بھی؟

ة ۱۸ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ہ آپ جواب دیجئے کہ ہاں ہاں اور تم ذلیل (بھی)(۱).

۱۸۔۱ جس طرح دوسرے مقام پر بھی فرمایا (وَکُلٌّ اَتَوْہُ دٰخِرِیْنَ) (النمل۔۸۷) ”سب اس کی بارگاہ میں ذلیل ہو کر آئیں گے“

ة ۱۹ فَاِنَّمَا ھِیَ زَجْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ فَاِذَا ھُمْ یَنْظُرُوْنَ ہ

وہ تو صرف ایک روز کی جھڑکی ہے (۱) کہ یکا یک یہ دیکھنے لگیں گے (۲).

۱۹۔۱ یعنی وہ اللہ کے ایک ہی حکم اور اسرافیل علیہ السلام کی ایک ہی پھونک (نفخۂ ثانیہ) سے قبروں سے زندہ ہو کر نکل کھڑے ہونگے.

۱۹۔۲ یعنی ان کے سامنے قیامت کے ہولناک مناظر اور میدان محشر کی سختیاں ہوں گی جنہیں وہ دیکھیں گے، نفخے یا چیخ کو زجرہ (ڈانٹ) سے تعبیر کیا، کیوں کہ اس سے مقصود ڈانٹ ہی ہے.

ة ۲۰ وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا ھٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ہ اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی یہی جزا (سزا) کا دن ہے.

ة ۲۱ ھٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ ہ ع رکوع ۱

یہی فیصلہ کا دن ہے جسے تم جھٹلاتے ہو (۱)

۲۱۔۱ فرشتے اور اہل ایمان کہیں گے کہ یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم مانتے نہیں تھے. یہ بھی ممکن ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے.

ة ۲۲ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ہ

ظالموں کو (۱) اور ان کے ہمراہیوں کو (۲) اور (جن) جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے (۵).

۲۲۔۱ یعنی جنہوں نے کفر و شرک اور معاصی کا ارتکاب کیا. یہ اللہ کی طرف سے حکم ہوگا.

۲۲۔۲ اس سے مراد کفر و شرک اور تکذیب رسل کے ساتھ یا بعض کے نزدیک جنات و شیاطین ہیں. اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیویاں ہیں جو کفر و شرک میں ان کی ہمنوا تھیں.

۲۲-۳ وہ مورتیاں ہوں یا اللہ کے نیک بندے، سب کو ان کی تذکیل کے لئے جمع کیا جائیگا. تاہم نیک لوگوں کو اللہ جہنم سے دور ہی رکھے گا، اور دوسرے معبودوں کو ان کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا. تاہم وہ دیکھ لیں کہ یہ کسی کو نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں.

ۃ-۲۳ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَا ھۡدُوۡ ھُمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡجَحِیۡمِ ہ الربع

(ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو.

ۃ-۲۴ وَقِفُوۡ ھُمۡ اِنَّھُمۡ مَّسۡئُوۡ لُوۡنَ ہ اور انہیں ٹھہرا لو، (ا) اس لئے کہ ان سے ضروری سوال کیئے جانے والے ہیں.

۲۴-ا یہ حکم جہنم میں لے جانے سے قبل ہوگا، کیونکہ حساب کے بعد ہی جہنم میں جائیں گے.

ۃ-۲۵ مَا لَکُمۡ لَا تَنَا صَرُوۡنَ ہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ (اس وقت) تم ایک دوسروں کی مدد نہیں کرتے.

ۃ-۲۶ بَلۡ ھُمُ الۡیَوۡ مَ مُسۡتَسۡلِمُوۡنَ ہ بلکہ وہ (سب کے سب) آج فرمانبردار بن گئے.

ۃ-۲۷ وَ اَ قۡبَلَ بَعۡضُھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ یَّتَسَآ ءَ لُوۡ نَ ہ

وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال و جواب کرنے لگیں گے.

ۃ-۲۸ قَا لُوۡآ اِ نَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَاۡ تُوۡ نَنَا عَنِ الۡیَمِیۡنِ ہ

کہیں گے کہ تم ہمارے پاس ہماری دائیں طرف سے آتے تھے (ا)

۲۸-ا اس کا مطلب ہے کہ دین اور حق کے نام سے آتے تھے یعنی باور کراتے تھے کہ یہی اصل دین اور حق ہے اور بعض کے نزدیک مطلب ہے، ہر طرف سے آتے تھے جس طرح شیطان نے کہا" میں ان کے آگے، پیچھے سے، ان کے دائیں بائیں سے ہر طرف سے ان کے پاس آوں گا اور انہیں گمراہ کروں گا (الاعراف-۱۷)

ۃ-۲۹ قَا لُوۡ ا بَلۡ لَّمۡ تَکُوۡ نُوۡا مُئوۡ مِنِیۡنَ ہ وہ جواب دیں گے کہ نہیں بلکہ تم ہی ایماندار نہ تھے (ا)

۲۹-ا لیڈر کہیں گے کہ ایمان تم اپنی مرضی سے نہیں لائے اور آج ذمہ دار ہمیں ٹھہرا رہے ہو؟

ۃ۔۳۰ وَ مَا کَانَ لَنَا عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ بَلۡ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا طٰغِیۡنَ ہ

اور کچھ ہمارا زور تو تھا (ہی) نہیں، بلکہ تم (خود) سرکش لوگ تھے (۱)

۳۰۔۱ تابعین اور متبوعین کی یہ باہمی تکرار قرآن کریم میں کئی جگہ بیان کی گئی ہے. ان کی ایک دوسرے کو یہ ملامت عرصۂ قیامت (میدان محشر) میں ہوگی اور جہنم میں جانے کے بعد جہنم کے اندر بھی ملاحظہ ہو (المومن۔۴۷، ۴۸ سبا۔۳۱، ۳۲ الأحزاب۔۶۷، ۶۸ الاعراف۔۳۸، ۳۹ وغیرھا من الآیا تِ)

ۃ۔۳۱ فَحَقَّ عَلَیۡنَا قَوۡلُ رَبِّنَاۤ اِنَّا لَذَآئِقُوۡنَ ہ

اب تو ہم (سب) پر ہمارے رب کی بات ثابت ہو چکی کہ ہم (عذاب) چکھنے والے ہیں.

ۃ۔۳۲ فَاَغۡوَیۡنٰکُمۡ اِنَّا کُنَّا غٰوِیۡنَ ہ پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم خود گمراہ ہی تھے.(۱)

۳۲۔۱ یعنی جس بات کی پہلے انہیں نفی کی، کہ ہمارا تم پر کون سا زور تھا کہ تمہیں گمراہ کرتے. اب اس کا یہاں اعتراف ہے کہ ہاں واقعی ہم نے تمہیں گمراہ کیا تھا لیکن یہ اعتراف اس تنبیہ کے ساتھ کیا کہ ہمیں اس ضمن میں مورد طعن مت بناؤ، اس لئے کہ ہم خود بھی گمراہ ہی تھے، ہم نے تمہیں بھی اپنے جیسا ہی بنانا چاہا اور تم نے آسانی سے ہماری راہ اپنالی. جس طرح شیطان بھی اس روز کہے گا

﴿ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُکُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِیۡ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِیۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ﴾ (ابراھیم۔۲۲)

ۃ۔۳۳ فَاِنَّھُمۡ یَوۡمَئِذٍ فِی الۡعَذَابِ مُشۡتَرِکُوۡنَ ہ سو اب آج کے دن (سب کے سب) عذاب میں شریک ہیں (۱)

۳۳۔۱ اس لئے کہ ان کا جرم بھی مشترکہ ہے، مشرک اور شر و فساد ان سب کا وطیرہ تھا.

ۃ۔۳۴ اِنَّا کَذٰلِكَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ہ ہم گناہ گاروں کے ساتھ اسی طرح کرتے ہیں (۱)

۳۴۔۱ یعنی ہر قسم کے گناہ گاروں کے ساتھ ہمارا یہی معاملہ ہے اور اب وہ سب ہمارا عذاب بھگتیں گے

ۃ۔۳۵ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ہ

یہ وہ (لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے (ا)

۳۵۔ا یعنی دنیا میں ان سے کہا جاتا تھا کہ جس طرح مسلمانوں نے یہ کلمہ پڑھ کر شرک سے توبہ کر لی ہے، تم بھی یہ پڑھ لو، تاکہ تم دنیا میں بھی مسلمانوں کے قہر و غضب سے بچ جاؤ اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے تمہیں دوچار نہ ہونا پڑے، تو تکبر کرتے اور انکار کرتے۔

ۃ۔۳۶ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ہ ط

اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں (ا).

۳۶۔ا یعنی انہوں نے نبی کریم ﷺ کو شاعر اور مجنون کہا اور آپ کی دعوت کو جنون (دیوانگی) اور قرآن کو شعر سے تعبیر کیا اور کہا کہ ایک دیوانے کی دیوانگی پر ہم اپنے معبودوں کو کیوں چھوڑیں؟ حالانکہ یہ دیوانگی نہیں، دانائی تھی، شاعری نہیں، حقیقت تھی اور اس دعوت کو اپنانے میں ان کی ہلاکت نہیں، نجات تھی۔

ۃ۔۳۷ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ہ

(نہیں نہیں) بلکہ (نبی) تو حق (سچا دین) لائے ہیں اور سب رسولوں کو سچا جانتے ہیں (ا)

۳۷۔ا یعنی تم ہمارے پیغمبر کو شاعر اور مجنون کہتے ہو، جب کہ واقع یہ ہے وہ جو کچھ لایا اور پیش کر رہا ہے وہ سچ ہے اور وہی چیز ہے جو اس سے قبل تمام انبیا پیش کرتے رہے ہیں. کیا یہ کام کسی دیوانے کا یا شاعر کے تخیلات کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

ۃ۔۳۸ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ہ یقیناً تم دردناک عذاب (کا مزہ) چکھنے والے ہو۔

ۃ۔۳۹ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ہ تمہیں اسکا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے تھے (ا).

۳۹۔ا یہ جہنمیوں کو اس وقت کہا جائے گا جب وہ کھڑے ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہونگے اور ساتھ

ہی وضاحت کردی جائے گی کہ یہ ظلم نہیں ہے بلکہ عین عدل ہے کیونکہ یہ سب تمہارے اپنے عملوں کا بدلہ ہے.

ق۔۴۰ اِلَّا عِبَادَاللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ٥ مگر اللہ تعالیٰ کے خالص برگزیدہ بندے (ا).

ا۔۴۰ یعنی عذاب سے محفوظ ہونگیں، ان کی کوتاہیوں سے بھی درگزر کردیا جائے گا، اگر کچھ ہونگی اور ایک ایک نیکی کا اجر کئی کئی گنا دیا جائے گا.

ق۔۴۱ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ٥ انہیں کے لئے مقررہ روزی ہے.

ق۔۴۲ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ٥ (ہر طرح) کے میوے، اور باعزت واکرام ہونگے.

ق۔۴۳ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ٥ نعمتوں والی جنتوں میں.

ق۔۴۴ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ٥ تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے) ہوں گے.

ق۔۴۵ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ٥ جاری شراب کے جام کا ان پر دور چل رہا ہوگا (ا)

ا۔۴۵ کَاْسٌ شراب کے بھرے ہوئے جام کو اور قدح خالی جام کو کہتے ہیں مَعِیْن کے معنی ہیں ، جاری چشمہ. مطلب یہ ہے کہ جاری چشمے کی طرح، جنت میں شراب ہر وقت میسر ہوگی.

ق۔۴۶ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ. جو صاف شفاف اور پینے میں لذیز ہوگی (ا)

ا۔۴۶ دنیا میں شراب عام طور پر بدرنگ ہوتی ہے، جنت میں وہ جسے لذیز ہوگی خوش رنگ بھی ہوگی.

ق۔۴۷ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ٥ نہ اس سے درد ہوگا اور نہ اسکے پینے سے بہکیں گے (ا)

ق۴۸ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ٥ اوران کے پاس نیچی نظروں، بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی (ا)

ا۔۴۸ بڑی اور موٹی آنکھیں حسن کی علامت ہے یعنی حسین آنکھیں ہونگی.

ق۔۴۹ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ٥ ایسی جیسے چھپائے ہوئے انڈے (ا)

ا۔۴۹ یعنی شتر مرغ اپنے پروں کے نیچے چھپائے ہوئے ہوں، جس کی وجہ سے وہ ہوا اور گرد و غبار

سے محفوظ ہوں گے.

ۃ۔۵۰ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ہ (جنتی) ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے(ا).

ا۔۵۰ جنتی، جنت میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے دنیا کے واقعات یاد کریں گے اور ایک دوسرے کو سنائیں گے.

ۃ۔۵۱ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِيْنٌ ہ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا ایک ساتھی تھا

ۃ۔۵۲ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ہ جو(مجھ سے) کہا کرتا تھا کیا تو (قیامت کے آنے کا) یقین کرنے والوں سے ہے؟(ا)

ا۔۵۲ یعنی یہ بات وہ مذاق کے طور پر کہا کرتا تھا، مقصد اس کا یہ تھا یہ تو نہ ممکن ہے کیا ایسی ناممکن الواقع بات پر تو یقین رکھتا ہے؟

ۃ۔۵۳ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ہ

کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے کیا اسوقت ہم جزا دیئے جانے والے ہیں؟(ا)

ا۔۵۳ یعنی ہمیں زندہ کر کے ہمارا حساب لیا جائے گا اور پھر اس کے مطابق جزا دی جائے گی؟

ۃ۔۵۴ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ہ کہے گا تم چاہتے ہو کہ جھانک کر دیکھ لو؟(ا)

ا۔۵۴ یعنی وہ جنتی اپنے جنت سے ساتھیوں سے کہے گا کیا تم پسند کرتے ہو کہ ذرا جہنم میں جھانک کر دیکھیں، شاید مجھے یہ باتیں کہنے والا وہاں نظر آ جائے تو تمہیں بتلاؤں کہ یہ شخص تھا جو باتیں کرتا تھا.

ۃ۔۵۵ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ہ جھانکتے ہی اسے بیچوں بیچ جہنم میں (جلتا ہوا) دیکھے گا.

ۃ۔۵۶ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ہ کہے گا واللہ! قریب تھا کہ مجھے (بھی) برباد کردے.

ۃ۔۵۷ وَ لَوۡ لَا نِعۡمَةُ رَبِّیۡ لَكُنۡتُ مِنَ الۡمُحۡضَرِیۡنَ ہ

اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر کئے جانے والوں میں ہوتا (۱)

۱۔۵۷ یعنی جھانکنے پر اسے جہنم کے وسط میں وہ شخص نظر آ جائے گا اور اسے یہ جنتی کہے گا کہ مجھے بھی تو گمراہ کر کے ہلاکت میں ڈالنے لگا تھا، یہ تو مجھ پر اللہ کا احسان ہوا، ورنہ آج میں تیرے ساتھ جہنم میں ہوتا.

ۃ۔۵۸ اَفَمَا نَحۡنُ بِمَیِّتِیۡنَ ہ کیا (یہ صحیح ہے) ہم مرنے والے ہی نہیں؟ (۱)

۱۔۵۸ جہنمیوں کا حشر دیکھ کر جنتی کے دل میں رشک کا جذبہ مزید بیدار ہو جائے گا اور کہے گا کہ ہمیں جو جنت کی زندگی اور اس کی نعمتیں ملی ہیں کیا یہ دائمی نہیں؟ اب ہمیں موت آنے والی نہیں؟ جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور جہنمی ہمیشی جہنم میں رہیں گے، نہ انہیں موت آئے گی کہ جہنم کے عذاب سے چھوٹ جائیں، اور کہ جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جائیں.

ۃ۔۵۹ اِلَّا مَوۡتَتَنَا الۡاُوۡلٰی وَ مَا نَحۡنُ بِمُعَذَّبِیۡنَ ہ

بجز پہلی ایک موت کے، (۱) اور ہم نہ عذاب کیے جانے والے ہیں.

۱۔۵۹ جو دنیا میں آ چکی. اب ہمارے لئے موت ہے نہ عذاب.

ۃ۔۶۰ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ہ پھر تو (ظاہر بات ہے کہ) یہ بڑی کامیابی ہے (۱)

۱۔۶۰ اس لئے کہ جہنم سے بچ جانے اور جنت کی نعمتوں کا مستحق قرار پا جانے سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہوگی.

ۃ۔۶۱ لِمِثۡلِ هٰذَا فَلۡیَعۡمَلِ الۡعٰمِلُوۡنَ ہ ایسی (کامیابی) کے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے (۱).

۱۔۶۱ یعنی اس جیسی نعمت اور اس جیسے فضل عظیم ہی کے لئے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہیئے، اس لئے کہ یہی سب نفع بخش تجارت ہے. نہ کہ دنیا کے لئے جو عارضی ہے، اور خسارے کا سودا ہے.

ۃ۔۶۲ اَذٰلِكَ خَیۡرٌ نُّزُلًا اَمۡ شَجَرَةُ الزَّقُّوۡمِ ہ کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا (زقوم) کا درخت (۱)

۱۔۶۲ زَقُوۡمٌ، تَزَقُّمٌ سے نکلا ہے، جس کے معنی بدبودار اور کریہ چیز کے نگلنے کے ہیں. اس

درخت کا پھل بھی کھانا اہل جہنم کے کے لئے سخت ناگوار ہوگا.

ق-۶۳ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ہ جسے ہم نے ظالموں کے لئے سخت آزمائش بنا رکھا ہے(ا)

ا-۶۳ آزمائش، اس لئے کہ اس کا پھل کھانا بجائے خود ایک بہت بڑی آزمائش ہے. بعض نے اسے اس اعتبار سے آزمائش کہا کہ اس کے وجود کا انہوں نے انکار کیا کہ جہنم میں جب ہر طرف آگ ہی آگ ہوگی تو وہاں درخت کس طرح موجود رہ سکتا ہے؟ یہاں ظالمین سے مراد اہل جہنم ہیں جن پر جہنم واجب ہوگی.

ق-۶۴ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ہ بے شک وہ درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے(ا)

ا-۶۴ یعنی اس کی جڑ جہنم کی گہرائی میں ہوگی البتہ اس کی شاخیں ہر طرف پھیلی ہوں گی.

ق-۶۵ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ہ جسکے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں(ا).

ا-۶۵ اسے قباحت میں شیطانوں کے سروں سے تشبیہ دی، جس طرح اچھی چیز کے بارے میں کہتے ہیں گویا کہ وہ فرشتہ ہے.

ق-۶۶ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ہ ط

(جہنمی) اسی درخت میں سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے(ا).

ا-۶۶ یہ انہیں نہایت کراہت سے کھانا پڑے گا جس سے ظاہر بات ہے پیٹ بوجھل ہی ہونگے.

ق-۶۷ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ہ پھر اس پر گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائیگا(ا)

ا-۶۷ یعنی کھانے کے بعد انہیں پانی کی طلب ہوگی تو کھولتا ہوا پانی انہیں دیا جائے گا، جس کے پینے سے ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی (سورۂ محمد-۱۵)

ق-۶۸ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ہ پھر ان سب کا لوٹنا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف ہوگا(ا).

ا-۶۸ یعنی زقوم کے کھانے اور گرم پانی کے پینے کے بعد انہیں دوبارہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا.

ق-۶۹ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ہ یقین مانو! کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو بہکا یا ہوا پایا.

ۃ۔۷۰ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ہ یہ انہی کے نشان قدم پر دوڑتے رہے(ا)

۷۰۔ا یہ جہنم کی مذکورہ سزاؤں کی علت ہے کہ اپنے باپ دادوں کی گمراہی پانے کے باوجود یہ انہی کے نقش قدم پر چلتے رہے اور دلیل وحجت کے مقابلے میں تقلید کو اپنائے رکھا.

ۃ۔۷۱ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ہ ان سے پہلے بھی بہت سے اگلے بہک چکے ہیں(ا)

۷۱۔ا یعنی یہی گمراہ نہیں ہوئے، ان سے پہلے لوگ بھی اکثر گمراہی پانے کے باوجود یہ انہی کے نقشے قدم پر چلنے والے تھے.

ۃ۔۷۲ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ہ جن میں ہم نے ڈرانے والے (رسول) بھیجے تھے(ا)

۷۲۔ا یعنی ان سے پہلے لوگوں میں. انہوں نے حق کا پیغام پہنچایا اور عدم قبول کی صورت میں انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا، لیکن ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انہیں تباہ کر دیا گیا، جیسا کہ اگلی آیت میں ان کے عبرت ناک انجام کی طرف اشارہ فرمایا.

ۃ۔۷۳ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ہ

اب تو دیکھ لے کہ جنہیں دھمکایا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا

ۃ۔۷۴ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ہ سوائے اللہ کے برگزیدہ بندوں کے(ا) ع۲

۷۴۔ا یعنی عبرت ناک انجام سے صرف وہ محفوظ رہے جن کو اللہ نے ایمان وتوحید کی توفیق سے نواز کر بچالیا.

ۃ۔۷۵ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ہ

اور ہمیں نوح (علیہ السلام) نے پکارا تو (دیکھ لو) ہم کیسے اچھے دعا قبول کرنے والے ہیں(ا).

۷۵۔ا یعنی ساڑھے نو سو سال کی تبلیغ کے باوجود جب قوم کی اکثریت نے ان کو جھٹلایا تو انہوں نے محسوس کر لیا کہ ایمان لانے کی کوئی امید نہیں ہے تو اپنے رب کو پکارا ﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴾ (سورۂ بقرہ۔۱۰) یا اللہ میں مغلوب ہوں، میری مدد فرما، چنانچہ ہم نے نوح

علیہ السلام کی دعا قبول کی اور ان کی قوم کو طوفان بھیج کر ہلاک کر دیا.

ة۔٧٦ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ہ

ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو(۱) اس زبردست مصیبت سے بچا لیا.

٧٦۔ا حضرت نوح پر ایمان لانے والے، جن میں ان کے گھر کے افراد بھی ہیں جو مومن تھے بعض مفسرین نے ان کی تعداد ۸۰ بتلائی ہے. اس میں آپ کی بیوی اور ایک لڑکا شامل نہیں، جو مومن نہیں تھے، وہ بھی طوفان میں غرق ہوگئے. کرب عظیم (زبردست مصیبت) سے مراد وہی سیلاب عظیم ہے جس میں یہ قوم غرق ہوئی.

ة۔٧٧ وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ہ اور اس کی اولاد کو باقی رہنے والی بنا دی(۱)

٧٧۔ا اکثر مفسرین کے قول کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے. عام، سام، یافث. انہی سے بعد کی نسل انسانی چلی. اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے یعنی آدم علیہ السلام کیطرح، آدم علیہ السلام کے بعد یہ دوسرے ابوالبشر ہیں. سام کی نسل سے عرب، فارس، روم اور یہود و نصاریٰ ہیں. عام کی نسل سے سوڈان (مشرق سے مغرب تک) یعنی سندھ، ہند، نوب، زنج، حبشہ، قبط اور بربر وغیرہ ہیں اور یافث کی نسل سے صقالہ، ترک، خزر اور یاجوج و ماجوج وغیرہ ہیں (فتح القدیر) واللہ اعلم

ة۔٧٨ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ہ اور ہم نے اس کا (ذکر خیر) پچھلوں میں باقی رکھا(۱)

٧٨۔ا یعنی قیامت تک آنے والے اہل ایمان میں ہم نے نوح علیہ السلام کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا ہے اور وہ سب نوح علیہ السلام پر سلام بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے.

ة۔٧٩ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ہ نوح (علیہ السلام) پر تمام جہانوں میں سلام ہو.

ة۔٨٠ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ہ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں(۱)

٨٠۔ا یعنی جس طرح نوح علیہ السلام کی دعا قبول کر کے، ان کی ذریت کو باقی رکھ کے اور پچھلوں میں

ان کا ذکر خیر باقی رکھ کے ہم نے نوح علیہ السلام کوعزت وتکریم بخشی۔اسی طرح جو بھی اپنے اقوال و افعال میں محسن اوراس باب میں راسخ اور معروف ہوگا، اس کے ساتھ بھی ہم ایسا معاملہ کریں گے.

ۃ۔۸۱ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔

ۃ۔۸۲ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ہ پھر ہم نے دوسروں کوڈبو دیا.

ۃ۔۸۳ وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ہ اوراس (نوح علیہ السلام) کی تابعداری کرنے والوں میں سے (ہی) ابرہیم (علیہ السلام) (بھی) تھے (۱)

ا۔۸۳ شِيۡعَةٌ کے معنی گروہ اور پیروکار کے ہیں.یعنی ابراہیم علیہ السلام بھی اہل دین واہل توحید کے اسی گروہ سے ہیں جن کونوح علیہ السلام ہی کی طرح قائم مقام الی اللہ کی توفیق خاص نصیب ہوئی.

ۃ۔۸۴ اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ ہ جبکہ اپنے رب کے پاس بے عیب دل لائے.

ۃ۔۸۵ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ ہ انہوں نے اپنے باپ اوراپنی قوم سے کہا کہ تم کیا پوج رہے ہو؟

ۃ۔۸۶ اَئِفۡكًا اٰلِهَةً دُوۡنَ اللّٰهِ تُرِيۡدُوۡنَ ہ کیا تم اللہ کے سوا گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو؟ (۱)

ا۔۸۶ یعنی اپنی طرف سے گھڑ کے کہ یہ معبود ہیں،تم اللہ کو چھوڑ کران کی عبادت کرتے ہو،دراں حالیکہ یہ پتھراورمورتیاں ہیں.

ۃ۔۸۷ فَمَا ظَنُّكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ہ تو یہ (بتلاؤ کہ) تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے؟ (۱)

ا۔۸۷ یعنی اتنی قبیح حرکت کرنے کے باوجود کیاتم پر ناراض نہیں ہوگا اور تمہیں سزا نہیں دے گا.

ۃ۸۸ فَنَظَرَ نَظۡرَةً فِى النُّجُوۡمِ ہ اب ابراہیم (علیہ السلام) نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف اٹھائی.

ۃ۔۸۹ فَقَالَ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ ہ اور کہا میں تمہارا بیمار ہوں (۱).

ا۔۸۹ آسمان پرغور وفکر کے لئے دیکھا جیسا کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں. یا اپنی ہی قوم کے لوگوں

کومغالطے میں ڈالنے کے لئے ایسا کیا، جوکہ ستاروں کی گردش کوحوادث زمانہ میں مؤثر مانتے تھے.یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب ان کی قوم کا وہ دن آیا، جسے وہ باہر جا کر بطور عید اور قومی تہوار منایا کرتی تھی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی.لیکن ابراہیم علیہ السلام تنہائی اور موقعے کی تلاش میں تھے،تاکہ ان کے بتوں کو تیاپانچہ (یعنی توڑ پھوڑ دیا جا سکے).چنانچہ انہوں نے یہ موقع غنیمت جانا کہ کل ساری قوم باہر میلے میں چلی جائیگی تو میں اپنا منصوبہ بروئے کار لے آؤں گا.اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہوں یا آسمانوں کی گردش بتاتی ہے کہ میں بیمار ہونے والا ہوں.یہ بات بالکل جھوٹی نہیں تھی،ہر انسان کچھ نہ کچھ بیمار ہوتا ہی ہے،علاوہ ازیں قوم کا شرک ابراہیم علیہ السلام کے دل کا ایک مستقل روگ تھا جسے دیکھ وہ کڑتے رہتے تھے،جیسا کہ اس کی ضروری تفصیل سورۂ انبیاء۔۶۳ میں گزر چکی ہے.

ۃ۔۹۰ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ o اس پر سب اس سے منہ موڑے ہوئے واپس چلے گئے.

ۃ۔۹۱ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ o آپ (چپ چپاتے) ان کے معبودوں کے پاس گئے اور فرمانے لگے تم کھاتے کیوں نہیں؟(ا)

ا۔۹۱ یعنی جو حلویات بطور تبرک وہاں پڑی ہوئی تھیں،وہ انہیں کھانے کے لئے پیش کیں،جو ظاہر بات ہے انہیں نہ کھانی تھیں نہ کھائیں بلکہ وہ جواب دینے پر بھی قادر نہ تھے،اس لئے جواب بھی نہیں دیا.

ۃ۔۹۲ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ o تمہیں کیا ہوگیا بات نہیں کرتے ہو.

ۃ۔۹۳ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ o پھر تو (پوری قوت کے ساتھ) دائیں ہاتھ سے انہیں مارنے پر پل پڑے(ا).

ا۔۹۳ مطلب یہ ہے کہ ان کو زور سے مار مار کر توڑ ڈالا.

ۃ۔۹۴ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ o وہ (بت پرست) دوڑے بھاگے آپ کی طرف متوجہ ہوئے(ا)

ا۔۹۴ یعنی جب میلے سے آئے تو دیکھا کہ ان کے معبود ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں تو فوراً ان کا ذہن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف گیا، کہ یہ کام اسی نے کیا ہوگا، جیسا کہ سورۂ انبیا میں تفصیل گزر چکی ہے چنانچہ انہیں پکڑ کر عوام کی عدالت میں لے آئے. وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بات کا موقع مل گیا کہ وہ ان پر ان کی بے عقلی اور ان کے معبودوں کی بے اختیاری واضح کریں.

ۃ۔۹۵ قَالَ اَتَعْبُدُوْ نَ مَا تَنْحِتُوْ نَ ہ تو آپ نے فرمایا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں (خود) تم تراشتے ہو

ۃ۔۹۶ وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ہ حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے (۱)

۹۶۔۱ یعنی وہ مورتیاں اور تصویریں بھی جنہیں تم اپنے ہاتھوں سے بناتے اور انہیں معبود سمجھتے ہو، یا مطلق تمہارا عمل جو بھی تم کرتے ہو، ان کا خالق بھی اللہ ہے. اس سے واضح ہے کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہی ہے، جیسے اہل سنت کا عقیدہ ہے.

ۃ۔۹۷ قَالُوا ابْنُوْ الَہٗ بُنْیَا نًا فَاَلْقُوْ ہُ فِی الْجَحِیْمِ ہ

وہ کہنے لگے اس کے لئے ایک مکان بناؤ اور اس (دھکتی ہوئی) آگ میں ڈال دو.

ۃ۔۹۸ فَاَرَا دُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَ سْفَلِیْنَ ہ

انہوں نے تو اس (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ مکر کرنا چاہا لیکن ہم نے انہیں کو نیچا کر دیا (۱).

۹۸۔۱ یعنی آگ کو گلزار بنا کر ان کے مکر و حیلے کو ناکام بنا دیا، پس پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندوں کی چارہ سازی فرماتا ہے اور آزمائش کو عطا میں اور شر کو خیر میں بدل دیتا ہے.

ۃ۔۹۹ وَ قَالَ اِنِّیْ ذَا ھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِ یْنِ ہ

اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں (۱) وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا.

۹۹۔۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ بابل (عراق) میں پیش آیا، بالآخر یہاں سے ہجرت کی اور شام چلے گئے اور وہاں جا کر اولاد کے لئے دعا کی (فتح القدیر)

ۃ۔۱۰۰ رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ہ اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما.

ۃ۔۱۰۱ فَبَشَّرْ نٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ہ توہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی(ا).

۱۰۱۔ا حَلِيْمٍ کہہ کر اشارہ فرمادیا کہ بچہ بڑا ہو کر بردبار ہوگا.

ۃ۔۱۰۲ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يٰبُنَىَّ اِنِّىۤ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِىۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ہ پھر جب وہ (بچہ) اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ چلے پھرے،(ا) تو اس (ابراہیم علیہ السلام) نے کہا کہ میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں. اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے(۲) بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالایئے انشااللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے.

۱۰۲۔ا یعنی دوڑ دھوپ کے لائق ہو گیا یا بلوغت کے قریب پہنچ گیا، بعض کہتے ہیں کہ اس وقت یہ بچہ ۱۳ سال کا تھا.

۱۰۲۔۲ پیغمبر کا خواب، وحی اور حکم الٰہی ہی ہوتا ہے. جس پر عمل ضروری ہوتا ہے. بیٹے سے مشورے کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ بیٹا بھی امر الٰہی کے لئے کس حد تک تیار ہے.

ۃ۔۱۰۳ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ہ اس کو (بیٹے کو) پیشانی (ا) کے بل گرا دیا.

۱۰۳۔ا ہر انسان کے منہ (چہرے) پر دو جنبین (دائیں اور بائیں) ہوتی ہیں اور درمیان میں پیشانی اس لئے لِلْجَبِيْنِ کا صحیح ترجمہ (کروٹ پر) ہے یعنی اس طرح کروٹ پر لٹالیا، جس طرح جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کروٹ پر لٹایا جاتا ہے، مشہور ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وصیت کی کہ انہیں اس طرح لٹایا جائے کہ چہرہ سامنے نہ رہے جس سے پیار اور شفقت کا جذبہ امر الٰہی پر غالب آنے کا امکان نہ رہے.

ۃ۔۱۰۴ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ہ توہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم!.

ۃ۔۱۰۵ قَدْ صَدَّ قْتَ الرُّ ءْ یَا اِ نَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ہ
یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا(۱) بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں.

۱۔۱۰۵ یعنی دل کے پورے ارادے سے بچے کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹا دینے سے ہی تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہے کیونکہ اس سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلے میں تجھے کوئی چیز عزیز تر نہیں، حتٰی کہ اکلوتا بیٹا بھی.

ۃ۔۱۰۶ اِ نَّ ھٰذَ ا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُ االْمُبِیْنُ ہ درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا(۱).

۱۔۱۰۶ یعنی لاڈلے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم، یہ ایک بڑی آزمائش تھی جس پر میں تو سرخرو رہا.

ۃ۔۱۰۷ وَ فَدَ یْنٰهُ بِذِ بْحٍ عَظِیْمٍ ہ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے دیا(۱)

۱۔۱۰۷ یہ بڑا ذبیحہ ایک مینڈھا تھا جو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے بھیجا (ابن کثیر) اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اسے ذبح کیا گیا اور پھر سنت ابراہیمی کو قیامت تک قرب الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ اور عیدالأضحیٰ کا سب سے پسندیدہ عمل قرار دے دیا گیا.

ۃ۔۱۰۸ وَ تَرَ كْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰ خِرِیْنَ ہ اور ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا.

ۃ۔۱۰۹ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰ هِیْمَ ہ ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو.

ۃ۔۱۱۰ كَذٰ لِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ہ ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں.

ۃ۔۱۱۱ اِ نَّهٗ مِنْ عِبَا دِ نَا الْمُؤْ مِنِیْنَ ہ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا.

ۃ۔۱۱۲ وَ بَشَّرْ نٰهُ بِاِ سْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ہ
اور ہم نے اس کو اسحاق (علیہ السلام) نبی کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے ہوگا(۱)

۱۔۱۱۲ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ واقعے کے بعد اب ایک بیٹے اسحاق علیہ السلام کی اور اس کے نبی ہونے کی خوش خبری دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا

گیا تھا، وہ اسماعیل علیہ السلام تھے . جو اس وقت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے
اسحاق علیہ السلام کی ولادت ان کے بعد ہوئی ہے. مفسرین کے درمیان اس کی بابت اختلاف .
ہے کہ ذبیح کون ہے، اسماعیل علیہ السلام یا اسحاق علیہ السلام؟ امام ابن جریر نے حضرت اسحاق علیہ السلام
کو اور ابن کثیر اور اکثر مفسرین نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح قرار دیا ہے اور یہی بات صحیح ہے.
امام شوکانی نے اس میں توقف اختیار کیا (تفصیل کے لئے دیکھئے تفسیر فتح القدیر اور تفسیر ابن کثیر)

۱۱۳ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ۝ رکوع
اور ہم نے ابراہیم و اسحاق (علیہما السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں (۱) اور ان دونوں کی اولاد میں بعضے تو
نیک بخت اور بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں (۲)

۱۱۳۔۱ یعنی ان دونوں کی اولاد کو بہت پھیلایا اور انبیا ورسل کی زیادہ تعداد انہی کی نسل سے ہوئی. حضرت
اسحاق علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام ہوئے، جن کے بارہ بیٹوں سے بنی اسرائیل کے ۱۲
قبیلے بنے اور ان سے بنی اسرائیل کی قوم بڑھی اور پھیلی اور اکثر انبیا ان ہی میں سے ہوئے. حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے عربوں کی نسل چلی اور ان میں آخری پیغمبر حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم ہوئے.

۱۱۳۔۲ شرک اور معصیت، ظلم وفساد کا ارتکاب کرکے خاندان ابراہیمی میں برکت کے باوجود نیک و بد
کے ذکر سے اس طرف اشارہ کر دیا کہ خاندان اور آبا کی نسبت، اللہ کے ہاں کوئی حثیت نہیں رکھتی. وہاں تو
ایمان اور عمل صالح کی اہمیت ہے، یہود و نصاریٰ اگرچہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں. اس
طرح مشرکین عرب حضرت اسماعیل علیہ اسلام کی اولاد سے ہیں. لیکن ان کے جو اعمال ہیں وہ کھلی گمراہی
یا شرک و معصیت پر مبنی ہیں. اس لئے یہ اونچی نسبتیں ان کے لئے عمل کا بدل نہیں ہوسکتیں.

۱۱۴ وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۝ یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر

بڑا احسان کیا (ا).

۱۱۴۔ا یعنی انہیں نبوت ورسالت اور دیگر انعامات سے نوازا.

ۃ۔۱۱۵ وَ نَجَّیۡنٰهُمَا وَ قَوۡ مَهُمَا مِنَ الۡكَرۡ بِ الۡعَظِیۡمِ ہ

اور انہیں اور ان کی قوم کو بہت بڑے دکھ درد سے نجات دی (ا)

۱۱۵۔ا یعنی فرعون کی غلامی اور اس کے ظلم وستم سے نجات.

ۃ۔۱۱۶ وَ نَصَرۡ نٰهُمۡ فَكَا نُوۡ ا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ہ اور ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے.

ۃ۔۱۱۷ وَ اٰ تَیۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ الۡمُسۡتَبِیۡنَ ہ اور ہم نے انہیں (واضع اور) روشن کتاب دی.

ۃ۔۱۱۸ وَهَدَ یۡنٰهُمَا الصِّرَا طَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ہ اور انہیں سیدھے راستے پر قائم رکھا.

ۃ۔۱۱۹ وَ تَرَكۡنَا عَلَیۡهِمَا فِی الۡاٰ خِرِیۡنَ ہ اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات باقی رکھی.

ۃ۔۱۲۰ سَلٰمٌ عَلٰی مُوۡ سٰی وَ هٰرُوۡ نَ ہ کہ موسٰی اور ہارون (علیہما السلام) پر سلام ہو.

ۃ۔۱۲۱ اِ نَّـا كَـذٰلِكَ نَـجۡـزِی الۡـمُحۡسِنِیۡنَ ہ بیشک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں.

ۃ۔۱۲۲ اِ نَّهُـمَـا مِـنۡ عِبَـا دِ نَـا الۡـمُـؤۡ مِنِیۡنَ ہ یقیناً دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے.

ۃ۔۱۲۳ وَ اِنَّ اِلۡیَا سَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ہ ط بے شک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے (ا).

۱۲۳۔ا یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک اسرائیلی نبی تھے. یہ جس علاقے میں بھیجے گئے تھے اس کا نام بعلبک تھا، بعض کہتے ہیں اس جگہ کا نام سامرہ ہے جو فلسطین کا مغربی وسطی علاقہ ہے. یہاں کے لوگ بعل نامی بت کے پجاری تھے (بعض کہتے ہیں یہ دیوی کا نام تھا)

ۃ۔۱۲۴ اِ ذۡ قَـا لَ لِـقَـوۡ مِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ہ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ (ا)

۱۲۴۔ا یعنی اس کے عذاب اور گرفت سے، کہ اسے چھوڑ کر تم غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو.

ۃ۔۱۲۵ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ہ

کیا تم بعل (نامی بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟

ۃ۔۱۲۶ اَللّٰہَ رَبَّکُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ہ اللہ جو تمہارے اگلے تمام باپ دادوں کا رب ہے(۱)

۱۔۱۲۶ یعنی اس کی عبادت پرستش کرتے ہو، اس کے نام کی نذر نیاز دیتے اور اس کو حاجت روا سمجھتے ہو، جو پتھر کی مورتی ہے اور جو ہر چیز کا خالق اور اگلوں پچھلوں سب کا رب ہے، اس کو تم نے فراموش کر رکھا ہے.

ۃ۔۱۲۷ فَکَذَّبُوْہُ فَاِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ہ لیکن قوم نے انہیں جھٹلایا، پس وہ ضرور (عذاب میں) حاضر رکھے جائیں گے(۱).

۱۔۱۲۷ یعنی توحید و ایمان سے انکار کی پاداش میں جہنم کی سزا بھگتیں گے.

ۃ۔۱۲۸ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ ہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے.

ۃ۔۱۲۹ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ہ ہم نے الیاس (علیہ السلام) کا ذکر خیر پچھلوں میں بھی باقی رکھا.

ۃ۔۱۳۰ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ہ کہ الیاس پر سلام ہو(۱).

۱۔۱۳۰ الیاسین، الیاس علیہ السلام کا ہی ایک تلفظ ہے، جیسے طور سینا کو طور سینین بھی کہتے ہیں، حضرت الیاس علیہ السلام کو دوسری کتابوں میں (ایلیا) بھی کہا گیا ہے.

ۃ۔۱۳۱ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ہ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں.

ۃ۔۱۳۲ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ہ بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے.

ۃ۔۱۳۳ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ہ ط بیشک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے.

ۃ۔۱۳۴ اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَاَھْلَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ ہ ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سب کو نجات دی.

ۃ۔۱۳۵ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ہ بجز اس بڑھیا کے جو پیچھے رہ جانوں میں رہ گئی(۱)

۱۔۱۳۵ اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ہے جو کافرہ تھی، یہ اہل ایمان کے ساتھ اس بستی سے

باہر نہیں گئی تھی، کیونکہ اسے اپنی قوم کے ساتھ ہلاک ہونا تھا، چنانچہ وہ بھی ہلاک کر دی گئی.

ۃ۔۱۳۶ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ہ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا.

ۃ۔۱۳۷ وَ اِنَّکُمۡ لَتَمُرُّوۡنَ عَلَیۡهِمۡ مُّصۡبِحِیۡنَ ہ

اور تم تو صبح ہونے پر ان کی بستیوں کے پاس سے گزرتے ہو.

ۃ۔۱۳۸ وَ بِالَّیۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ہ اور رات کو بھی، کیا پھر بھی نہیں سمجھتے ؟ (۱). رکوع ۴

۱۔۱۳۸ یہ اہل مکہ سے خطاب ہے جو تجارتی سفر میں ان تباہ شدہ علاقوں سے آتے جاتے، گزرتے تھے ان کو کہا جا رہا ہے کہ تم صبح کے وقت بھی اور رات کے وقت بھی ان بستیوں سے گزرتے ہو، جہاں اب مردار بحیرہ ہے، جو دیکھنے میں بھی نہایت کریہ ہے اور سخت متعفن اور بدبودار. کیا تم انہیں دیکھ کر یہ بات نہیں سمجھتے کہ رسولوں کے جھٹلانے کی وجہ سے ان کا یہ بدانجام ہوا، تو تمہاری اس روش کا انجام بھی اس سے مختلف کیوں کر ہوگا؟ جب تم بھی وہی کام کر رہے ہو، جو انہوں نے کیا تو پھر اللہ کے عذاب سے کیوں کر محفوظ رہو گے.

ۃ۔۱۳۹ وَ اِنَّ یُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ہ ؕ اور بلاشبہ یونس (علیہ السلام) نبیوں میں سے تھے.

ۃ۔۱۴۰ اِذۡ اَبَقَ اِلَی الۡفُلۡکِ الۡمَشۡحُوۡنِ ہ جب بھاگ کر پہنچے بھری کشتی پر.

ۃ۔۱۴۱ فَسَاهَمَ فَکَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِیۡنَ ہ پھر قرعہ اندازی ہوئی تو یہ مغلوب ہو گئے.

ۃ۔۱۴۲ فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ وَ هُوَ مُلِیۡمٌ ہ تو پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ خود اپنے آپ کو ملامت (۱) کرنے لگ گئے.

۱۔۱۴۲ حضرت یونس علیہ السلام عراق کے علاقے نینوی (موجودہ موصل) میں نبی بنا کر بھیجے گئے، یہ آشوریوں کا پایہ تخت تھا، انہوں نے ایک لاکھ بنو اسرائیلیوں کو قیدی بنایا ہوا تھا، چنانچہ ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، لیکن یہ قوم آپ پر ایمان نہ

لائی. بالآخر اپنی قوم کو ڈرایا کہ عنقریب تم عذاب الٰہی کی گرفت میں آ جاؤ گے. عذاب میں تو خیر ہوئی تو اللہ کی اجازت کے بغیر ہی اپنے طور پر وہاں سے نکل گئے اور سمندر پر جا کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے. اپنے علاقے سے نکل کر جانے کو ایسے لفظ سے تعبیر کیا جس طرح ایک غلام اپنے آقا سے بھاگ کر چلا جاتا ہے. کیونکہ آپ بھی اللہ کی اجازت کے بغیر ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے. کشتی سواروں اور سامان سے بھری ہوئی تھی. کشتی سمندر کی موجوں میں گھر گئی اور کھڑی ہو گئی. چنانچہ اس کا وزن کم کرنے کے لئے ایک آدھ آدمی کو کشتی سے سمندر میں پھینکنے کی تجویز سامنے آئی تا کہ کشتی میں سوار دیگر انسانوں کی جانیں بچ جائیں. لیکن قربانی دینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا اس لئے قرعہ اندازی کرنی پڑی، جس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا. اور وہ مغلوبین میں سے ہو گئے، یعنی طوحًا و کرھًا اپنے آپ کو بھاگے ہوئے غلام کی طرح سمندر کی موجوں کے سپرد کرنا پڑا. ادھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ انہیں ثابت نگل لے اور یوں حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے حکم سے مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے.

ۃ۔۱۴۳ فَلَوْ لَآ اَنَّهٗ كَا نَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ہ پس اگر یہ پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے.

ۃ۔۱۴۴ لَـلَبِـثَ فِیْ بَـطْـنِـهٖٓ اِلٰی یَوْ مِ یُبْعَثُوْ نَ ہ تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس کے پیٹ میں ہی رہتے (۱) النصف

۱۔۱۴۴ یعنی توبہ استغفار اور اللہ کی تسبیح بیان نہ کرتے، (جیسا کہ انہوں نے کہا ﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (الانبیاء۔۸۷) تو قیامت تک وہ مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے.

ۃ۔۱۴۵ فَنَبَذْ نٰهُ بِا لْعَرَ آ ءِ وَ هُوَ سَقِيْمٌ ہ

پس انہیں ہم نے چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت بیمار تھے (۱)

۱۔۱۴۵ جیسے ولادت کے وقت بچہ یا جانور کا چوزہ ہوتا ہے، کمزور اور ناتواں.

ۃ۔۱۴۶ وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَ ةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ہ

اوران پر سایہ کرنے والا ایک بیل دار درخت (ا) ہم نے اگاہ دیا.

۱۴۶۔ا **یَقْطِیْن** ہراس بیل کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر کھڑی نہیں ہوتی، جیسے لوکی، کدو وغیرہ کی بیل اس چٹیل میدان میں جہاں کوئی درخت تھا نہ عمارت. ایک سایہ دار بیل اگاہ کر ہم نے ان کی حفاظت فرمائی.

ۃ۔۱۴۷ **وَاَرْ سَلْنٰهُ اِلٰى مِا ئَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِ يْدُ وْنَ ہ**

اور ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اورزیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا.

ۃ۔۱۴۸ **فَاٰ مَنُوْ ا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ہ** پس وہ ایمان لائے (ا) اور ہم نے انہیں ایک زمانہ تک عیش وعشرت دی.

۱۴۸۔ا ان کے ایمان لانے کی کفیت کا بیان سورہ یونس۔۹۸ میں گزر چکا ہے.

ۃ۔۱۴۹ **فَا سْتَفْتِهِمْ اَلِرَ بِّكَ الْبَنَا تُ وَلَهُمُ الْبَنُوْ نَ ہ**

ان سے دریافت کیجئے! کہ کیا آپ کے رب کی بیٹیاں ہیں اوران کے بیٹے ہیں؟

ۃ۔۱۵۰ **اَ مْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِ نَا ثًا وَّ هُمْ شٰهِدُوْ نَ ہ**

یا یہ اس وقت موجود تھے جبکہ ہم نے فرشتوں کو مؤنث پیدا کیا (ا).

۱۵۰۔ا یعنی فرشتوں کو جو یہ اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں تو کیا جب ہم نے فرشتے پیدا کئے تھے، یہ اس وقت وہاں موجود تھے اور انہوں نے فرشتوں کو عورتوں والی خصوصیات کا مشاہدہ کیا تھا.

ۃ۔۱۵۱ **اَ لَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْ لُوْنَ ہ** آگاہ رہو! کہ یہ لوگ صرف اپنی بہتان پروازی سے کہہ رہے ہیں.

ۃ۔۱۵۲ **وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِ بُوْنَ ہ** کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے. یقیناً یہ محض جھوٹے ہیں.

ۃ۔۱۵۳ **اَصْطَفَى الْبَنَا تِ عَلَى الْبَنِيْنَ ہ** کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی (ا).

۱۵۳۔ا جب کہ یہ خود اپنے لئے بیٹیاں نہیں، بیٹے پسند کرتے ہیں.

ۃ۔۱۵۴ **مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ہ** تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے حکم لگاتے پھرتے ہو؟

ق-۱۵۵ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ہ کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھتے؟

۱-۱۵۵ کہ اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو ان کا کہیں ذکر ہوتا، جس کو تم بھی پسند کرتے اور بہتر سمجھتے ہو، نہ کہ بیٹیاں، جو تمہاری نظروں میں کمتر اور حقیر ہیں.

ق-۱۵۶ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ہ یا تمہارے پاس اس کی کوئی صاف دلیل ہے.

ق-۱۵۷ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ہ تو جاؤ اگر سچے ہو اپنی کتاب لے آؤ(۱)

۱-۱۵۷ یعنی عقل تو اس عقیدے کی صحت کو تسلیم نہیں کرتی کہ اللہ کی اولاد ہے، اور وہ بھی مؤنث، چلو کوئی نقلی دلیل ہی دکھا دو، کوئی کتاب جو اللہ نے اتاری ہو، اس میں اللہ کی اولاد کا اعتراف یا حوالہ ہو؟

ق-۱۵۸ وَ جَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ط وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ہ اور لوگوں نے تو اللہ کے اور جنات کے درمیان بھی قرابت داری ٹھہرائی (۱) ہے، اور حالانکہ خود جنات کو معلوم ہے کہ وہ (اس عقیدے کے لوگ عذاب کے سامنے) پیش کیے جائیں گے(۲)

۱-۱۵۸ یہ اشارہ ہے مشرکین کے اس عقیدے کی طرف کہ اللہ نے جنات کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کیا، جس سے لڑکیاں پیدا ہوئیں. یہی اللہ کی بیٹیاں، فرشتے ہیں. یوں اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان قرابت داری (سسرالی رشتہ) قائم ہو گیا.

۲-۱۵۸ حالانکہ یہ بات کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ جنات کو عذاب میں کیوں ڈالتا؟ کیا وہ اپنی قرابت داری کا لحاظ نہ کرتا؟ اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ خود جنات بھی جانتے ہیں کہ انہیں عتاب وعذاب الٰہی بھگتنے کے لئے ضرور جہنم میں جانا ہوگا، تو پھر اللہ اور جنوں کے درمیان قرابت داری کس طرح ہو سکتی ہے.

ق-۱۵۹ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ہ جو کچھ یہ (اللہ کے بارے میں) بیان کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے.

ق۔۱۶۰ اِلَّا عِبَادَاللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ o سوائے! اللہ کے مخلص بندوں کے(۱)

۱۔۱۶۰ یعنی اللہ کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہتے جن سے وہ پاک ہے. یہ مشرکین ہی کا شیوہ ہے. یا یہ مطلب ہے کہ جہنم میں جنات اور مشرکین ہی حاضر کئے جائیں گے، اللہ کے مخلص (چنے ہوئے) بندے نہیں.ان کے لئے تو اللہ نے جنت تیار کرر کھی ہے.

ق۔۱۶۱ فَاِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ o یقین مانو کہ تم سب اور تمہارے معبودان (باطل).

ق۔۱۶۲ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ o کسی ایک کو بھی بہکا نہیں سکتے.

ق۔۱۶۳ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ o بجز اس کے جو جہنمی ہی ہے(۱)

۱۔۱۶۳ یعنی تم اور تمہارے معبودان باطلہ کسی کو گمراہ کرنے پر قادر نہیں ہیں، سوائے ان کے جو اللہ کے علم میں پہلے ہی جہنمی ہیں. اور اسی وجہ سے وہ کفر وشرک پر مصر ہیں.

ق۔۱۶۴ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ o (فرشتوں کا قول ہے کہ) ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ مقرر ہے(۱)

۱۔۱۶۴ یعنی اللہ کی عبادت کے لئے. یہ فرشتوں کا قول ہے.

ق۔۱۶۵ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ o اور ہم تو (بندگی الٰہی میں) صف بستہ کھڑے ہیں.

ق۔۱۶۶ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ o اور اس کی تسبیح بیان کرر ہے ہو(۱).

۱۔۱۶۶ مطلب یہ کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق اور اس کے خاص بندے ہیں جو ہر وقت اللہ کی عبادت میں اور اس کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں، نہ کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں.

ق۔۱۶۷ وَ اِنْ کَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ o کفار تو کہا کرتے تھے.

ق۔۱۶۸ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِکْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ o اگر ہمارے سامنے اگلے لوگوں کا ذکر ہوتا.

ق۔۱۶۹ لَکُنَّا عِبَادَاللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ o تو ہم بھی اللہ کے چیدہ بندے بن جاتے (۱)

۱۔۱۶۹ ذکر سے مراد کوئی کتاب الٰہی یا پیغمبر ہے، یعنی یہ کفار نزول قرآن سے پہلے کہا کرتے تھے کہ

ہمارے پاس بھی کوئی آسمانی کتاب ہوتی ، جس طرح پہلے لوگوں پر تورات وغیرہ نازل ہوئیں یا کوئی ہاوی ہمیں وعظ ونصیحت کرنے والا ہوتا، تو ہم بھی اللہ کے خالص بندے بن جاتے.

ۃ-۱۷۰ فَکَفَرُوْ ا بِهٖ فَسَوْ فَ یَعْلَمُوْنَ ہ عنقریب جان لیں گے(۱).

۱۷۰-۱ یہ تنبیہ ہے کہ جھٹلانے کا انجام عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا.

ۃ-۱۷۱ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَا دِ نَا الْمُرْسَلِیْنَ ہ

اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لئے صادر ہو چکا ہے.

ۃ-۱۷۲ اِ نَّھُمْ لَھُمُ الْمَنْصُوْ رُوْ نَ ہ کہ یقیناً وہ ہی مدد کئے جائیں گے.

ۃ-۱۷۳ وَاِنَّ جُنْدَ نَا لَھُمُ الْغٰلِبُوْ نَ ہ اور ہمارا ہی لشکر غالب (اور برتر) رہے گا(۱).

۱۷۳-۱ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا، ﴿ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ ﴾ (المجادلۃ ۔۲۱).

ۃ-۱۷۴ فَتَوَ لَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ ہ اب آپ کچھ دنوں تک منہ پھیر لیجئے (۱)

۱۷۴-۱ یعنی ان کی باتوں اور ایذاؤں پر صبر کیجئے.

ۃ-۱۷۵ وَّ اَبْصِرْ ھُمْ فَسَوْ فَ یُبْصِرُوْنَ ہ اور انہیں دیکھتے رہئے (۱) اور یہ بھی آگے چل کر دیکھ لیں گے (۱)

۱۷۵-۱ کہ کب ان پر اللہ کا عذاب آتا ہے؟

ۃ-۱۷۶ اَفَبِعَذَ ا بِنَا یَسْتَعْجِلُوْ نَ ہ کیا ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں؟

ۃ-۱۷۷ فَاِ ذَ ا نَزَ لَ بِسَا حَتِھِمْ فَسَآ ءَ صَبَا حُ الْمُنْذَ رِیْنَ ہ

سنو! جب ہمارا عذاب ان کے میدان میں اتر آئے گا اس وقت ان کی جن کو متنبہ کر دیا گیا تھا(۱) بڑی بری صبح ہوگی.

۱۷۷-۱ مسلمان جب خیبر پر حملہ کرنے گئے، تو یہودی انہیں دیکھ کر گھبرا گئے، جس پر نبی ﷺ نے بھی اللہ اکبر کہہ کر فرمایا ﴿ خَرِبَتْ خَیْبَرُ، اِنَّـا اِذَا نَزَلْنَا بِسَا حَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَا حُ الْمُنْذَ رِیْنَ ﴾

(صحیح بخاری)

۱۷۸۔ۃ وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِیۡنٍ ہ آپ کچھ وقت تک ان کا خیال چھوڑ دیجئے.

۱۷۹۔ۃ وَّاَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ ہ اور دیکھتے رہیئے یہ بھی ابھی دیکھ لیں گے(ا).

۱۷۹۔ا یہ بطور تاکید دوبارہ فرمایا. یا پہلے جملے سے مراد دنیا کا وہ عذاب ہے جو اہل مکہ پر بدر او احد اور دیگر جنگوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کے قتل وسلب کی صورت میں آیا.اور دوسرے جملے میں اس عذاب کا ذکر ہے جس سے یہ کفار ومشرکین آخرت میں دوچار ہوں گے.

۱۸۰۔ۃ سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ہ

پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے (جو مشرک) بیان کرتے ہیں (ا)

۱۸۰۔ا اس میں عیوب ونقائص سے اللہ کے پاکیزہ ہونے کا بیان ہے جو مشرکین اللہ کے لئے بیان کرتے ہیں، مثلاً اس کی اولاد ہے، یا اس کا کوئی شریک ہے.یہ کوتاہیاں بندوں کے اندر ہیں اور اولاد یا شریکوں کے ضرورت مند بھی وہی ہیں، اللہ ان سب باتوں سے بہت بلند اور پاک ہے.کیونکہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے کہ اسے اولاد کی یا کسی شریک کی ضرورت پیش آئے.

۱۸۱۔ۃ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِیۡنَ ہ پیغمبروں پر سلام ہے(ا).

۱۸۱۔ا کہ انہوں نے اللہ کا پیغام اہل دنیا کی طرف پہنچایا، جس پر یقیناً وہ سلام کے مستحق ہیں.

۱۸۲۔ۃ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہ اور سب طرح کی تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے(ا)

ع ۵

۱۸۲۔ا یہ بندوں کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے، پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل کیں اور پیغمبروں نے تمہیں اللہ کا پیغام پہنچایا، اس لئے تم اللہ کا شکر ادا کرو.بعض کہتے ہیں کہ کافروں کو ہلاک کرکے اہل ایمان اور پیغمبروں کو بچایا، اس پر شکر الٰہی کرو.حمد کے معنی ہیں بہ قصد تعظیم ثناء جمیل، ذکر خیر اور عظمت شان بیان کرنا.

سُوۡرَۃُ صٓ ۳۸ یہ سورت مکی ہےاس میں (۸۸) آیات اور (۵) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ۃ۔۱ صٓ وَ الۡقُرۡاٰنِ ذِی الذِّکۡرِ ؕ میں !اس نصیحت والے قرآن کی قسم (۱)

ا۔۱ جس میں تمہارے لئے ہر قسم کی نصیحت اور ایسی باتیں ہیں، جن سے تمہاری دنیا سنور جائے اور آخرت بھی بعض نے ذی الذکر کا ترجمہ شان اور مرتبت والا، کیے ہیں، امام ابن کثیر فرماتے ہیں. دونوں معنی صحیح ہیں. اس لئے کہ قرآن عظمت شان کا حامل بھی ہے اور اہل ایمان وتقویٰ کے لئے نصیحت اور درس عبرت بھی، اس قسم کا جواب مخذوف ہے کہ بات اس طرح نہیں ہے جس طرح کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ساحر، شاعر یا جھوٹے ہیں، بلکہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں جن پر یہ ذی شان قرآن نازل ہوا.

ۃ۔۲ بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ۞ بلکہ کفار غرور و مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (۱).

ا۔۲ یعنی یہ قرآن تو یقیناً شک سے پاک اور ان کے لئے نصیحت ہے جو اس سے عبرت حاصل کریں البتہ ان کافروں کو اس سے فائدہ اس لئے نہیں پہنچ رہا ہے ان کے دماغوں میں استکبار اور غرور ہے اور دلوں میں مخالفت وعناد. عزت کے معنی ہوتے ہیں۔ حق کے مقابلے میں اکڑ نا.

ۃ۔۳ کَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ ۞

ہم نے ان سے پہلے بھی بہت سی امتوں کو تباہ کر ڈالا (۱) انہوں نے ہر چند چیخ پکار کی لیکن وہ وقت چھٹکارے کا نہ تھا.

ا۔۳ جو ان سے زیادہ مضبوط اور قوت والے تھے لیکن کفر وجھٹلانے کی وجہ سے برے انجام سے دوچار ہوئے.

ۃ۔۴ وَ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ ۡ وَ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ۞

اور کافروں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان ہی میں سے ایک انہیں ڈرانے والا آ گیا(ا) اور کہنے لگے کہ یہ تو جادو گر اور جھوٹا ہے۔

۴۔ا یعنی انہی کی طرح کا ایک انسان رسول کس طرح بن گیا.

ۃ۔۵ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ہ

کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کا ایک ہی معبود کر دیا واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے(ا)

۵۔ا یعنی ایک ہی اللہ ساری کائنات کا نظام چلانے والا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی طرح عبادت اور نذر و نیاز کا مستحق بھی صرف وہی ایک ہے؟ یہ ان کے لئے تعجب انگیز بات تھی.

ۃ۔۶ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ہ

ان کے سردار یہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو جی اور اپنے معبودوں پر جمے رہو(ا) یقیناً اس بات میں تو کوئی غرض ہے(۲)

۶۔ا یعنی اپنے دین پر جمے رہو اور بتوں کی پوجا کرتے رہو، محمد (ﷺ) کی بات پر کان مت دھرو!

۶۔۲ یعنی یہ ہمیں ہمارے معبودوں سے چھڑا کر در اصل اپنے پیچھے لگانا اور اپنے قیادت منوانا چاہتا ہے.

ۃ۔۷ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ہ

ہم نے تو یہ بات پچھلے دین میں بھی نہیں سنی (ا) کچھ نہیں یہ تو صرف گھڑنت ہے(۲)

۷۔ا پچھلے دین سے مراد تو ان کا دین قریش ہے، یا پھر دین نصاریٰ یعنی یہ جس توحید کی دعوت دے رہا ہے، اس کی بابت تو ہم نے کسی بھی دین میں نہیں سنا.

۷۔۲ یعنی یہ توحید صرف اس کی اپنی من گھڑت ہے، ورنہ عیسائیت میں بھی اللہ کے ساتھ دوسروں کو الوہیت میں شریک تسلیم کیا گیا ہے.

ۃ۔۸ ءَ اُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ

کیا ہم سب میں سے اسی پر کلام الٰہی کیا گیا ہے؟(۱) دراصل یہ لوگ میری وحی کی طرف سے شک میں ہیں(۲) بلکہ (صحیح یہ ہے کہ) انہوں نے اب تک میرا عذاب چکھا ہی نہیں.

۸۔۱ یعنی مکے میں بڑے بڑے چودھری اور رئیس ہیں، اگر اللہ کسی کو نبی بنانا ہی چاہتا تو ان میں سے کسی کو بناتا. ان سب کو چھوڑ کر وحی رسالت کے لئے محمد (ﷺ) کا انتخاب بھی عجیب ہے؟ یہ گویا انہوں نے اللہ کے انتخاب میں کیڑے نکالے. سچ ہے خوئے بد را بہانہ بسیار. دوسرے مقام پر بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے مثلاً سورۂ زخرف۔۳۱،۳۲۔

۸۔۲ یعنی ان کا انکار اس لئے نہیں ہے کہ انہیں محمد ﷺ کی صداقت کا علم نہیں ہے یا آپ کی سلامت عقل سے انہیں انکار ہے بلکہ یہ اس وحی کے بارے میں ہی شک میں مبتلا ہیں جو آپ پر نازل ہوئی، جس میں سب سے نمایاں توحید کی دعوت ہے.

ۃ۔۹ اَ مْ عِنْدَ هُمْ خَزَ آ ئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِ يْزِ الْوَ هَّا بِ ہ

یا کیا ان کے پاس تیرے زبردست فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں (۱)

۹۔۱ کہ جس کو چاہیں دیں اور جس چاہیں نہ دیں، انہی خزانوں میں نبوت بھی ہے. اور اگر ایسا نہیں ہے، بلکہ رب کے خزانوں کا مالک وہی وہاب ہے جو بہت دینے والا ہے، تو پھر انہیں نبوت محمدی سے انکار کیوں ہے؟ جسے اس نوازنے والے رب نے اپنی رحمت خاص سے نوازا ہے.

ۃ۔۱۰ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَ رْ ضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْ تَقُوْ ا فِی الْاَ سْبَا بِ ہ

یا کیا آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کی بادشاہت ان ہی کی ہے، تو پھر رسیاں تان کر چڑھ جائیں(۱)

۱۰۔۱ یعنی آسمان پر چڑھ کر اس وحی کا سلسلہ منقطع کر دیں جو محمد ﷺ پر نازل ہوتی ہے.

ۃ۔۱۱ جُنْدٌ مَّا هُنَا لِكَ مَهْزُ وْ مٌ مِّنَ الْاَ حْزَا بِ ہ

یہ بھی (بڑے بڑے) لشکروں میں سے شکست پایا ہوا (چھوٹا سا) لشکر ہے (۱)

۱۱۔۱ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کی مدد اور کفار کی شکست کا وعدہ ہے. یعنی کفار کا یہ لشکر جو باطل لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، بڑا ہے، یا حقیر، اس کی قطعاً پروانہ کریں نہ اس سے خوف کھائیں، شکست ان کا مقدر ہے، هُنَالِكَ مکان بعید کی طرف اشارہ ہے جو جنگ بدر اور یوم فتح مکہ کی طرف بھی ہوسکتا ہے۔ جہاں کافر عبرت ناک شکست سے دوچار ہوئے.

ق۔۱۲ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُوالْاَوْتَادِ ه

ان سے پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور میخوں والے فرعون (۱) نے جھٹلایا تھا.

۱۲۔۱ فرعون کو میخاں والا اس لئے کہا کہ وہ ظالم جب کسی پر غضبناک ہوتا تو اس کے ہاتھوں پیروں اور سر میں میخیں گاڑ دیتا تھا.

ق۔۱۳ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ط اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ه

اور ثمود نے اور قوم لوط نے اور ایکا کے رہنے والوں نے بھی، یہی (بڑے) تھے (۱)

۱۳۔۱ اَصحَابُ الْاَيْكَةِ کے لئے دیکھئے سورۂ شعراء ۲۶ ۔۱۷۶ کا حاشیہ

ق۔۱۴ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ه ع (رکوع ۱)

ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جس نے رسولوں کو نہیں جھٹلایا پس میری سزا ان پر ثابت ہوگئی.

ق۔۱۵ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ه

انہیں صرف ایک چیخ کا انتظار (۱) ہے جس میں کوئی توقف (اور ڈھیل) نہیں ہے (۲)

۱۵۔۱ یعنی صور پھونکنے کا جس سے قیامت برپا ہوجائے گی.

۱۵۔۲ صور پھونکنے کی دیر ہوگی کہ قیامت کا زلزلہ برپا ہوجائے گا.

ق۔۱۶ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ه

اور انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! ہماری سرنوشت تو ہمیں روز حساب سے پہلے ہی دے دے (۱)

۱۶۔۱ یعنی ہمارے نامہ ٔ اعمال کے مطابق ہمارے حصے میں اچھی یا بری سزا جو بھی ہے، یوم حساب آنے سے پہلے ہی دنیا میں دے دے. یہ وقوع قیامت کو ناممکن سمجھتے ہوئے انہوں نے تمسخر کے طور پر کہا.

ق۔۱۷ اِصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اذۡکُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَیۡدِ ۚ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾

آپ ان کی باتوں پر صبر کریں اور ہمارے بندے داود (علیہ السلام) کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا (۱) یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا.

۱۷۔۱ قوت وشدت. اسی سے تائید بمعنی تقویت ہے. اس قوت سے مراد دینی قوت وصلابت ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے " کہ اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نماز، داود علیہ السلام کی نماز اور سب سے زیادہ محبوب روزے، داود علیہ السلام کے روزے ہیں، وہ نصف رات سوتے، پھر اٹھ کر رات کا تہائی حصہ قیام کرتے اور پھر اس کے چھٹے حصے میں سو جاتے. ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے اور جنگ میں فرار نہ ہوتے (صحیح بخاری)

ق۔۱۸ اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحۡنَ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِشۡرَاقِ ﴿۱۸﴾

ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر رکھا تھا کہ اس کے ساتھ شام کو اور صبح کو تسبیح خوانی کریں.

ق۔۱۹ وَ الطَّیۡرَ مَحۡشُوۡرَۃً ؕ کُلٌّ لَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾

اور پرندوں کو بھی جمع ہو کر سب کے سب اس کے زیر فرمان رہتے (۱)

۱۹۔۱ یعنی اشراق کے وقت اور آخر دن کو پہاڑ بھی داود علیہ السلام کے ساتھ مصروف تسبیح ہوتے اور اڑتے جانور بھی زبور کی قراءت سن کر ہوا ہی میں جمع ہو جاتے اور ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرتے.

ق۔۲۰ وَ شَدَدۡنَا مُلۡکَہٗ وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحِکۡمَۃَ وَ فَصۡلَ الۡخِطَابِ ﴿۲۰﴾

اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا (۱) اور اسے حکومت دی تھی (۲) اور بات کا فیصلہ کرنا (۳)

۲۰۔۱ ہر طرح کی مادی اور روحانی اسباب کے ذریعے سے.

۲۰_۲ یعنی، نبوت، اصابت رائے، قول سداد اور نیک کام.

۲۰_۳ یعنی مقدمات کے فیصلے کرنے کی صلاحیت، بصیرت اور استدلال و بیان کی قوت.

ۃ_۲۱ وَ هَلْ اَتٰكَ نَبَئُو اا لْخَصْمِ اِ ذْ تَسَوَّرُ و االْمِحْرَا بَ ہ

اور کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی (بھی) خبر ملی؟ جبکہ وہ دیوار پھاند کر محراب میں آگئے (۱).

۲۱_۱ مِـحْــرَا بٌ سے مراد کمرہ ہے جس میں سب سے علیحدہ ہوکر یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے. دروازے پر پہرے دار ہوتے، تاکہ کوئی اندر آ کر عبادت میں مخل نہ ہو. جھگڑا کرنے والے پیچھے سے دیوار پھاند کر اندر آ گئے.

ۃ_۲۲ اِ ذْ دَ خَلُوْ ا عَلٰی دَاوٗ دَ فَفَزِ عَ مِنْهُمْ قَا لُوْ الَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَا حْكُمْ بَيْنَنَا بِا لْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَا هْدِ نَآ اِ لٰی سَوَ آ ءِ الصِّرَ اطِ ہ

جب یہ (حضرت) داود (علیہ السلام) کے پاس پہنچے، پس یہ ان سے ڈر گئے (۱) انہوں نے کہا خوف نہ کیجئے! ہم دو فریق مقدمہ ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور نا انصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے (۱).

۲۲_۱ آنے والوں نے تسلی دی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے درمیان ایک جھگڑا ہے، ہم آپ سے فیصلہ کرانے آئے ہیں، آپ حق کے ساتھ فیصلہ بھی فرمائیں اور سیدھے راستے کی طرف ہماری رہنمائی بھی.

ۃ_۲۳ اِ نَّ هٰذَ آ اَ خِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْ نَ نَعْجَةً وَّ لِیَ نَعْجَةٌ وَّ احِدَ ةٌ فَقَا لَ اَكْفِلْنِيْهَا وَ عَزَّ نِیْ الْخِطَا بِ ہ

(سنیئے) یہ میرا بھائی ہے (۱) اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے لیکن یہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اپنی یہ ایک دنبی بھی مجھ ہی کو دے دے (۲) اور مجھ پر بات میں بڑی سختی برتتا ہے (۳).

۲۳_۱ بھائی سے مراد دینی بھائی یا شریک کاروبار یا دوست ہے .سب پر بھائی کا اطلاق صحیح ہے.

۲۳_۲ یعنی ایک دنبی بھی میری دنبیوں میں شامل کردے تاکہ میں ہی اس کا بھی ضامن اور کفیل ہوجاؤں.

۲۳_۳ دوسرا ترجمہ ہے "اور یہ گفتگو میں بھی مجھ پر غالب آ گیا" یعنی جس طرح اس کے پاس مال زیادہ ہے،زبان کا بھی مجھ سے زیادہ تیز ہے اور اس تیزی وطراری کی وجہ سے لوگوں کو قائل کرلیتا ہے.

ة_۲۴ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ السجدہ

آپ نے فرمایا! اس کا اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری ایک دنبی ملا لینے کا سوال بیشک تیرے اوپر ایک ظلم ہے اور اکثر حصہ دار اور شریک (ایسے ہی ہوتے ہیں کہ)ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں (۱)،سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں (۲) اور (حضرت) داود علیہ السلام سمجھ گئے کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے، پھر تو اپنے رب سے استغفار کرنے لگے اور عاجزی کرتے ہوئے گر پڑے اور پوری طرح رجوع کیا.

۲۴_۱ یعنی انسانوں میں یہ کوتاہی عام ہے کہ ایک شریک دوسرے پر زیادتی کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ دوسرے کا حصہ بھی خود ہی ہڑپ کر جائے.

۲۴_۲ البتہ اس اخلاقی کوتاہی سے اہل ایمان محفوظ ہیں، کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے اور عمل صالح کے پابند ہوتے ہیں اس لئے کسی پر زیادتی کرنا اور دوسروں کا مال ہڑپ کر جانے کی سعی کرنا، ان کے مزاج میں شامل نہیں ہوتا. وہ تو دینے والے ہوتے ہیں، لینے والے نہیں.تاہم ایسے بلند کردار لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہیں.

ة_۲۵ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝

پس ہم نے بھی ان کا وہ (قصور) معاف کر دیا یقیناً وہ ہمارے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور بہت اچھے ٹھکانے والے ہیں.

ۃ۔۲۶ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝ ع

اے داود! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس لئے انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے.

ۃ۔۲۷ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ ؕ

اور ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو ناحق پیدا نہیں کیا (ا) یہ گمان تو کافروں کا ہے سو کافروں کے لئے خرابی ہے آگ کی.

۲۷۔ا بلکہ ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ یہ کہ میرے بندے میری عبادت کریں، جو ایسا کرے گا، میں اسے بہترین جزا سے نوازوں گا اور جو میری عبادت و اطاعت سے سرتابی کرے گا، اس کے لئے جہنم کا عذاب ہے.

ۃ۔۲۸ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کر دیں گے جو (ہمیشہ) زمین میں فساد مچاتے رہے، یا پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے؟

ۃ۔۲۹ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوۡۤا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝

یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غورو فکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں.

ۃ۔۳۰ وَوَهَبۡنَا لِدَاوٗدَ سُلَيۡمٰنَ ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝ ؕ

اور ہم نے داود کو سلیمان (نامی فرزند) عطا فرمایا، جو بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا.

ۃ۔۳۱ اِذۡ عُرِضَ عَلَيۡهِ بِالۡعَشِىِّ الصّٰفِنٰتُ الۡجِيَادُ ۝

جب ان کے سامنے شام کے وقت تیز رو خاصے گھوڑے پیش کئے گئے (ا)

۳۱۔ا یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بغرض جہاد جو گھوڑے پالے ہوئے تھے، وہ عمدہ نسل تیز رو گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام پر معائنے کے لئے پیش کئے گئے، ظہر یا عصر سے لے کر آخر دن تک کے وقت کو کہتے ہیں، جسے شام سے تعبیر کرتے ہیں.

ۃ۔۳۲ فَقَالَ اِنِّىۡۤ اَحۡبَبۡتُ حُبَّ الۡخَيۡرِ عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّىۡ ۚ حَتّٰى تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ ۝

تو کہنے لگے میں نے اپنے پروردگار کی یاد پر ان گھوڑوں کی محبت کو ترجیح دی، یہاں تک کہ (آفتاب) چھپ گیا.

ۃ۔۳۳ رُدُّوۡهَا عَلَىَّ ؕ فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَالۡاَعۡنَاقِ ۝

ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ! پھر تو پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا (ا)

۳۳۔ا اس آیت کا مفہوم۔ مطلب ہوگا کہ گھوڑوں کے معانیہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی عصر کی نماز یا وظیفہ خاص رہ گیا جو اس وقت کرتے تھے جس پر انہیں سخت صدمہ ہوا اور کہنے لگے کہ میں گھوڑوں کی محبت میں اتنا گم ہو گیا کہ سورج کا پردۂ مغرب میں چھپ گیا اور اللہ کی یاد، نماز یا وظیفہ رہ گیا جو اس وقت کرتے تھے جس پر انہیں سخت صدمہ ہوا اور کہنے لگے کہ میں گھوڑوں کی محبت میں اتنا

گم ہو گیا کہ سورج کا پردۂ مغرب میں چھپ گیا اور اللہ کی یاد، نماز یا وظیفہ سے غافل رہا. چنانچہ اس کی تلافی اور ازالے کے لئے انہوں نے سارے گھوڑے اللہ کی راہ میں قتل کر ڈالے، امام شوکانی اور ابن کثیر وغیرہ نے اس تفسیر کو ترجیح دی ہے

۳۴۔ۃ وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ہ

اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا پھر(ا) اس نے رجوع کیا.

۳۴۔ا یہ آزمائش کیا تھی، کرسی پر ڈالا گیا جسم کس چیز کا تھا؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کی بھی کوئی تفصیل قرآن کریم یا حدیث میں نہیں ملتی. البتہ بعض مفسرین نے صحیح حدیث سے ثابت ایک واقع کو اس پر چسپاں کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ میں آج کی رات اپنی تمام بیویوں سے (جن کی تعداد ۷۰ یا ۹۰ تھی) ہم بستری کرونگا تا کہ ان سے شاہ سوار پیدا ہوں جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں. اور اس پر ان شاءاللہ نہیں کہا تھا (یعنی صرف اپنی ہی تدبیر پر سارا اعتماد کیا) نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ایک بیوی کے کوئی بیوی حاملہ نہیں ہوئی. اور حاملہ بیوی نے جو بچہ جنا، وہ ناقص یعنی آدھا تھا. نبی ﷺ نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام ان شاءاللہ کہہ لیتے تو سب سے مجاہد پیدا ہوتے (صحیح بخاری)

۳۵۔ۃ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ہ

کہا اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو(ا) تو بڑا ہی دینے والا ہے.

۳۵۔ا یعنی شاہ سواروں کی فوج پیدا ہونے کی آرزو، تیری حکمت و مشیت کے تحت پوری نہیں ہوئی، لیکن اگر مجھے ایسی بااختیار بادشاہت عطا کر دے کہ ویسی بادشاہت میرے سوا یا میرے بعد کسی کے پاس نہ ہو، تو پھر اولاد کی ضرورت ہی نہیں رہے گی. یہ دعا بھی اللہ کے دین کے غلبے کے لئے ہی تھی.

ۃ۔۳۶ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ہ

پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کردیا وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے نرمی سے پہنچادیا کرتی تھی.

۳۶۔۱ ہم نے سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول کرلی اور ایسی بادشاہی عطا کی جس میں ہوا بھی ان کے ماتحت تھی، جہاں ہوا کو نرمی سے چلنے والا بتایا ہے، جب کہ دوسرے مقام پر اسے تند و تیز کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہوا پیدائشی قوت کے لحاظ سے تند ہے.لیکن سلیمان علیہ السلام کے لئے اسے نرم کردیا گیا یا حسب ضرورت وہ کبھی تند ہوتی کبھی نرم، جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے (فتح القدیر)

ۃ۔۳۷ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ہ

اور (طاقتور) جنات کو بھی (ان کے ماتحت کردیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو.

ۃ۔۳۸ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ہ

اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے (۱)

۳۸۔۱ جنات میں سے جو سرکش یا کافر ہوتے، انہیں بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا، تاکہ وہ اپنے کفر یا سرکشی کی وجہ سے سرتابی نہ کرسکیں.

ۃ۔۳۹ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ہ

یہ ہے ہمارا عطیہ اب تو احسان کر یا روک رکھ، کچھ حساب نہیں (۱).

۳۹۔۱ یعنی تیری دعا کے مطابق ہم نے تجھے عظیم بادشاہی سے نواز دیا، اب انسانوں میں سے جس کو چاہے دے، جسے چاہے نہ دے، تجھ سے ہم حساب بھی نہیں لیں گے.

ۃ۔۴۰ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَى وَحُسْنَ مَآبٍ ہ ع رکوع۔

ان کے لئے ہمارے پاس بڑا تقرب ہے اور بہت اچھا ٹھکانا ہے (۱)

۴۰۔ا یعنی دنیاوی جاہ ومرتبت عطا کرنے کے باوجود آخرت میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو قرب خاص اور مقام خاص حاصل ہوگا۔

ۃ۔۴۱ وَ اذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ہ

اور ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کا (بھی) ذکر کر، جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے رنج اور دکھ پہنچایا ہے(ا)

۴۱۔ا حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری اور اس میں ان کا صبر مشہور ہے جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اہل ومال کی تباہی اور بیماری کے ذریعے سے ان کی آزمائش کی جس میں وہ کئی سال مبتلا رہے۔حتی کہ صرف ایک بیوی ان کے ساتھ رہ گئی جو صبح شام ان کی خدمت کرتی اور ان کو کہیں کام کاج کرکے بقدر کفالت رزق کا انتظام بھی کرتی۔اس کی نسبت شیطان کی طرف اس لئے کی گئی ہے دراں حالیکہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ ہی ہے، کہ ممکن ہے شیطان کے وسوسے ہی کسی ایسے عمل کا سبب بنے ہوں جس پر یہ آزمائش آئی یا پھر بطور ادب کے ہے کہ خیر کا اللہ تعالیٰ کی طرف اور شر کو اپنی یا شیطان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

ۃ۔۴۲ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ہ

اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے(ا)

۴۲۔ا اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان سے کہا کہ زمین پر پاؤں مارو، جس سے ایک چشمہ جاری ہوگیا۔اس کے پانی پینے سے اندرونی بیماریاں اور غسل کرنے سے ظاہری بیماریاں دور ہوگئیں بعض کہتے ہیں کہ یہ دو چشمے تھے،ایک سے غسل فرمایا اور دوسرے سے پانی پیا لیکن قرآن کے الفاظ سے پہلی بات کی تائید ہوتی ہے،یعنی ایک ہی چشمہ تھا۔

ۃ۔۴۳ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ہ

اور ہم نے اسے اس کا پورا کنبہ عطا فرمایا بلکہ اتنا ہی اور بھی اس کے ساتھ اپنی (خاص) رحمت سے، (۱) اور عقلمندوں کی نصیحت کے لئے (۲)۔

۴۳۔۱ بعض کہتے ہیں کہ پہلا کنبہ جو بطور آزمائش ہلاک کر دیا گیا تھا، اسے زندہ کر دیا گیا اور اس کی مثل اور مزید کنبہ عطا کر دیا گیا لیکن یہ بات کسی مستند ذریعے سے ثابت نہیں ہے، زیادہ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ نے پہلے سے زیادہ مال واولاد سے انہیں نواز دیا جو پہلے سے دگنا تھا۔

۴۳۔۲ یعنی ایوب علیہ السلام کو سب کچھ دوبارہ عطا کیا، تو اپنی رحمت خاص کے اظہار کے علاوہ اس کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ اہل دانش اس سے نصیحت حاصل کریں اور وہ بھی ابتلا وشدائد پر اسی طرح صبر کریں جس طرح ایوب علیہ السلام نے کیا۔

ق۔۴۴ وَ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝

اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے اور قسم کا خلاف نہ کر (۱) سچ تو یہ ہے کہ ہم نے اسے بڑا صابر بندہ پایا، وہ بڑا نیک بندہ تھا اور بڑی ہی رغبت رکھنے والا۔

۴۴۔۱ بیماری کے ایام میں خدمت گزار بیوی کسی بات سے ناراض ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی، صحت یاب ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا، سو تنکوں والی جھاڑو لے کر ایک مرتبہ اسے مار دے، تیری قسم پوری ہو جائیگی۔

ق۔۴۵ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝

ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے (۱) تھے۔

۴۵۔۱ یعنی عبادت الٰہی اور نصرت دین میں بڑے قوی اور دینی وعلمی نصیرت میں ممتاز تھے بعض کہتے ہیں

یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام واحسان ہوا یا یہ لوگوں پر احسان کرنے والے تھے۔

ۃ۔۴۶ اِنَّآ اَخْلَصْنٰھُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ہ

ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔

۴۶۔ا یعنی ہم نے ان کو آخرت کی یاد کے لئے چن لیا تھا، چنانچہ آخرت ہر وقت ان کے سامنے رہتی تھی (آخرت کا ہر وقت استحضار، یہ بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت اور زاہد و تقویٰ کی بنیاد) یا وہ لوگوں کو آخرت اور اللہ کی طرف بلانے میں کوشاں رہتے تھے۔

ۃ۔۴۷ وَاِنَّھُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ہ ط

یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بہترین لوگ تھے۔

ۃ۔۴۸ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ط وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ہ ط

اسماعیل، یسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا بھی ذکر کر دیجئے، یہ سب بہترین لوگ (۱) تھے۔

۴۸۔ا یسع علیہ السلام کہتے ہیں، حضرت الیاس علیہ السلام کے جانشین تھے، ال تعریف کے لئے ہے اور عجمی نام ہے ذوالکفل کے لئے دیکھئے سورۂ انبیا آیت ۸۵ کا حاشیہ۔

ۃ۔۴۹ هٰذَا ذِكْرٌ ط وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ہ

یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پرہیزگاروں کی بڑی اچھی جگہ ہے۔

ۃ۔۵۰ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّھُمُ الْاَبْوَابُ ہ

(یعنی ہمیشگی والی) جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔

ۃ۔۵۱ مُتَّكِئِيْنَ فِيْھَا يَدْعُوْنَ فِيْھَا بِفَاكِھَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ہ

جن میں بافراغت تکیے لگائے بیٹھے ہوئے طرح طرح کے میوے اور قسم قسم کی شرابوں کی فرمائشیں کر رہے ہیں۔

ۃ۔۵۲ وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ہ

اوران کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر حوریں ہوں گی (ا).

۵۲۔ا یعنی جن کی نگاہیں اپنے خاوندوں سے حد سے بڑھنے والی نہیں ہونگی. اَتْـرَابٌ، تِـرْبٌ کی جمع ہے، ہم عمر لازوال حسن وجمال کی حامل (فتح القدیر)

ۃ۔۵۳ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ہ

یہ ہے جس کا وعدہ تم سے حساب کے دن کے لئے کیا جاتا تھا.

ۃ۔۵۴ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ہ

بیشک روزیاں (خاص) ہمارا عطیہ ہیں جن کا کبھی خاتمہ ہی نہیں (ا)

۵۴۔ا رزق، بمعنی عطیہ ہے اور هٰـذَا سے ہر قسم کی مذکور نعمتیں اور وہ اکرام واعزاز مراد ہے جن سے اہل جنت بہرہ یاب ہوں گے. نفاد کے معنی خاتمے کے ہیں یہ نعمتیں بھی غیر فانی ہوں گی اور اعزاز و اکرام بھی دائمی.

ۃ۔۵۵ هٰذَا ط وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ہ

یہ تو ہوئی جزا، (ا) (یادرکھو کہ) سرکشوں کے لئے (۲) بڑی بری جگہ ہے.

۵۵۔ا یعنی مذکورہ اہل خیر کا معاملہ ہوا. اس کے بعد اہل شر کا انجام بیان کیا جارہا ہے.

۵۵۔۲ طَاغِیْنَ جنہوں نے اللہ کے احکام سے سرکشی اور رسولوں کو جھٹلایا یَـصْلَوْنَ کے معنی ہیں یَدْخُلُوْنَ داخل ہونگے.

ۃ۔۵۶ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ہ

دوزخ ہے جس میں وہ جائیں گے (آہ) کیا ہی برا بچھونا ہے.

ۃ۔۵۷ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ہ

یہ ہے، پس اسے چکھیں، گرم پانی اور پیپ (ا)

۵۷۔ا یہ ہے پینے گرم پانی اور پیپ، اسے چکھو، گرم کھولتا ہو پانی ، جو ان کی آنتوں کو کاٹ ڈالے گا، جہنمیوں کی کھالوں سے جو پیپ اور گندا لہو نکلے گا یا نہائت ٹھنڈا پانی، جس کا پینا نہائت مشکل ہوگا.

ۃ۔۵۸ وَّ اٰخَرُ مِنۡ شَكۡلِهٖۤ اَزۡوَاجٌ ہ ط

اس کے علاوہ اور طرح طرح کے عذاب.

ۃ۔۵۹ هٰذَا فَوۡجٌ مُّقۡتَحِمٌ مَّعَكُمۡ لَا مَرۡحَبًۢا بِهِمۡ ط اِنَّهُمۡ صَالُوا النَّارِ ہ

یہ ایک قوم ہے جو تمہارے ساتھ (آگ میں) جانے والی ہے،(۱) کوئی خوش آمدید ان کے لئے نہیں ہے(۲) یہی تو جہنم میں جانے والے ہیں.

۵۹۔ا جہنم کے دروازوں پر کھڑے فرشتے ائمہء کفر اور پیشوایان ضلالت سے کہیں گے، جب پیروکار قسم کے کافر جہنم میں جائیں گے یا ائمہ کفر وضلات آپس میں یہ بات ، پیروکاروں کی طرف اشارہ کر کے کہیں گے.

۵۹۔۲ یہ لیڈر، جہنم میں داخل ہونے والے کافروں کے لئے ،فرشتوں کے جواب میں یا آپس میں کہیں گے رَحۡبَةٌ کے معنی وسعت و فراخی کے ہیں.

ۃ۔۶۰ قَالُوۡا بَلۡ اَنۡتُمۡ لَا مَرۡحَبًۢا بِكُمۡ ط اَنۡتُمۡ قَدَّمۡتُمُوۡهُ لَنَا فَبِئۡسَ الۡقَرَارُ ہ

وہ کہیں گے بلکہ تم ہی ہو جن کے لئے کوئی خوش آمدید نہیں ہے تم ہی نے تو اسے پہلے ہی سے ہمارے سامنے لا رکھا تھا(۱) پس رہنے کی بڑی بری جگہ ہے.

۶۰۔ا یعنی تم ہی کفر وضلالت کے راستے ہمارے سامنے مزین کر کے پیش کرتے تھے، یوں گویا اس عذاب جہنم کے پیش کار تم ہی ہو. یہ پیروکار، اپنے پیروی کرنے والوں سے کہیں گے۔

ۃ۔۶۱ قَالُوۡا رَبَّنَا مَنۡ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدۡهُ عَذَابًا ضِعۡفًا فِى النَّارِ ہ

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جس نے (کفر کی رسم) ہمارے لئے پہلے سے نکالی ہو(۱) اس کے حق

میں جہنم کی دگنی سزا کر دے(۲)

۶۱۔۱ یعنی جنھوں نے ہمیں کفر کی دعوت دی اور اسے حق وصواب باور کرایا. یا جنھوں نے ہمیں کفر کی طرف بلا کر ہمارے لئے یہ عذاب آگے بھیجا.

۶۱۔۲ یہ وہی بات ہے جسے اور بھی کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے مثلاً سورۃ الاعراف ۔۳۸ سورۃ الاحزاب۔۶۸.

ۃ۔۶۲ وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ہ ط

اور جہنمی کہیں گے کیا یہ بات ہے کہ وہ لوگ ہمیں دکھائی نہیں دیتے جنہیں ہم برے لوگوں میں شمار کرتے تھے(۱).

۶۲۔۱ اَشْرَارٌ سے مراد فقراء مومنین ہیں، جیسے عمار، جناب، بلال وسلیمان وغیرہ ہم رضی اللہ عنہم، انہیں رؤسائے مکہ ازراہ خبث " برے لوگ " کہتے تھے اور اب بھی اہل باطل حق پر چلنے والوں کو بنیاد پرست، دہشت گرد، انتہا پسند وغیرہ القاب سے نوازتے ہیں.

ۃ۔۶۳ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ہ

کیا ہم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا(۱) یا ہماری نگاہیں ان سے ہٹ گئی ہیں(۲)

۶۳۔۱ یعنی دنیا میں، جہاں ہم غلطی پر تھے؟

۶۳۔۲ یا وہ بھی ہمارے ساتھ ہی یہیں کہیں ہیں، ہماری نظریں انہیں نہیں دیکھ پا رہی ہیں.

ۃ۔۶۴ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ہ یقین جانو کہ دوزخیوں کا یہ جھگڑا ضرور ہی ہوگا(۱) رکوع۔

۶۴۔۱ یعنی آپس میں ان کی تکرار اور ایک دوسرے کو موروطعن بنانا، ایک ایسی حقیقت ہے جس میں تکلف نہیں ہوگا.

ۃ۔۶۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ہ

کہہ دیجئے! کہ میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں (۱) اور بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت نہیں.

۶۵۔۱ یعنی جو تم گمان کرتے ہو، میں وہ نہیں ہوں بلکہ تمہیں اللہ کے عذاب اور اس کے عتاب سے ڈرانے والا ہوں

ۃ۔۶۶ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ہ

جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، وہ زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے.

ۃ۔۶۷ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ہ آپ کہہ دیجئے کہ یہ بہت بڑی خبر ہے (۱)

۶۷۔۱ یعنی میں تمہیں جس عذاب اخروی سے ڈرا رہا اور توحید کی دعوت دے رہا ہوں یہ بڑی خبر ہے، جس سے اعراض و غفلت نہ برتو، بلکہ اس پر توجہ دینے اور سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے.

ۃ۔۶۸ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ہ جس سے تم بے پروا ہو رہے ہو.

ۃ۔۶۹ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ہ

مجھے ان بلند قدر فرشتوں کی (بات چیت کا) کوئی علم ہی نہیں جبکہ وہ تکرار کر رہے تھے (۱)

۶۹۔۱ ملاء اعلٰی سے مراد فرشتے ہیں، یعنی وہ کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نہیں جانتا ممکن ہے، اس اختصام (بحث و تکرار) سے مراد وہ گفتگو ہو جو تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت ہوئی. جیسا کہ آگے اس کا ذکر آ رہا ہے.

ۃ۔۷۰ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ہ

میری طرف فقط یہی وحی کی جاتی ہے کہ میں صاف صاف آگاہ کر دینے والا ہوں (۱).

۷۰۔۱ یعنی میری ذمہ داری یہی ہے کہ میں وہ فرائض و پیغام تمہیں بتا دوں جن کے اختیار کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے.

ۃ۔۷۱ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ہ

جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا (۱) میں مٹی سے انسان کو پیدا (۲) کرنے والا ہوں.

۷۱۔۱ یہ قصہ اس سے قبل سورۃ بقرہ، سورہ اعراف، سورۂ حجر، سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ کہف میں بیان ہو چکا ہے اب اسے یہاں بھی اجمالاً بیان کیا جا رہا ہے۔

۷۱۔۲ یعنی ایک جسم، جنس بشر سے بنانے والا ہوں۔ انسان کو بشر، زمین سے اس کی مباشرت کی وجہ سے کہا۔ یعنی زمین سے ہی اس کی ساری وابستگی ہے اور وہ سب کچھ اسی زمین پر کرتا ہے۔ یا اس لئے کہ وہ بادی البشرۃ ہے۔ یعنی اس کا جسم یا چہرہ ظاہر ہے۔

۷۲۔ة فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ہ

سو جب میں اسے ٹھیک ٹھاک کرلوں (۱) اور اس میں اپنی روح پھونک دوں، (۲) تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا (۳)

۷۲۔۱ یعنی اسے انسانی پیکر میں ڈھال لوں اور اس کے تمام اجزا درست اور برابر کرلوں۔

۷۲۔۲ یعنی وہ روح، جس کا میں ہی مالک ہوں، میرے سوا اس کا کوئی اختیار نہیں رکھتا اور جس کے پھونکتے ہی یہ پیکر خاکی، زندگی، حرکت اور توانائی سے بہرہ یاب ہو جائے گا۔ انسان کے شرف وعظمت کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس میں وہ روح پھونکی گئی ہے جس کو اللہ تعالٰی نے اپنی روح قرار دیا ہے۔

۷۲۔۳ یہ سجدۂ تحیہ یا سجدۂ تعظیم ہے، سجدۂ عبادت نہیں۔ یہ تعظیمی سجدہ پہلے جائز تھا، اسی لئے اللہ نے آدم علیہ السلام کے لئے فرشتوں کو اس کا حکم دیا۔ اب اسلام میں تعظیمی سجدہ بھی کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا، اگر یہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (مشکوۃ، کتاب النکاح)

۷۳۔ة فَسَجَدَ الۡمَلٰٓـئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ہ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا (۱)

۷۳۔۱ یہ انسان کا دوسرا شرف ہے کہ اسے مسجود ملائک بنایا یعنی فرشتے جیسی مقدس مخلوق نے تعظیماً سجدہ کیا۔

۷۴۔ة اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اِسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ہ

مگر ابلیس نے (نہ کیا)، اس نے تکبر کیا(۱) اور وہ تھا کافروں میں سے (۲)

۷۴۔۱ اگر ابلیس کو صفات ملائکہ سے متصف مانا جائے تو یہ استثنا متصل ہوگا یعنی ابلیس اس حکم سجدہ میں داخل ہوگا بصورت دیگر یہ استثنا منقطع ہے یعنی وہ اس حکم میں داخل نہیں تھا لیکن آسمان پر رہنے کی وجہ سے اسے بھی حکم دیا گیا مگر اس نے تکبر کی وجہ سے انکار کر دیا.

۷۴۔۲ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت اور اس کی اطاعت سے استکبار کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا. یا اللہ کے علم میں وہ کافر تھا.

ۃ۔۷۵ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ۝

(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا(۱) کیا تو کچھ گھمنڈ میں آ گیا ہے؟ یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے.

۷۵۔۱ یہ بھی انسان کے شرف وعظمت کے اظہار کے لئے فرمایا، ورنہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے.

ۃ۔۷٦ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝

اس نے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا، اور اسے مٹی سے بنایا ہے(۱)

۷٦۔۱ یعنی شیطان نے یہ سمجھا کہ آگ کا عنصر مٹی کے عنصر سے بہتر ہے. حالانکہ یہ سب جواہر (ہم جنس یا قریب قریب ایک ہی درجے میں) ہیں. اس میں سے کسی کو دوسرے پر شرف کسی عارض (خارجی سبب) ہی کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ عارض، آگ کے مقابلے میں، مٹی کے حصے میں آیا، کہ اللہ نے اسی سے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ پھر اس میں اپنی روح پھونکی اس لحاظ سے مٹی ہی کو آگ کے مقابلے میں شرف وعظمت حاصل ہے. علاوہ ازیں آگ کا کام جلا کر خاکستر کر دینا، جب کہ مٹی اس کے برعکس انواع واقسام کی پیداوار کا ماخذ ہے.

ۃ۔۷۷ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ہ ارشاد ہوا کہ تو یہاں سے نکل جا تو مردود ہوا.

ۃ۔۷۸ وَّ إِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيٓ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ہ اور تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت و پھٹکار ہے

ۃ۔۷۹ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِيٓ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ہ

کہنے لگا میرے رب مجھے لوگوں کے اٹھ کھڑے ہونے کے دن تک مہلت دے.

ۃ۔۸۰ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ہ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو مہلت والوں میں سے ہے.

ۃ۔۸۱ إِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ہ متعین وقت کے دن تک.

ۃ۔۸۲ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ہ کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دونگا.

ۃ۔۸۳ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ہ بجز تیرے ان بندوں کے جو چیدہ اور پسندیدہ ہوں.

ۃ۔۸۴ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُوْلُ ہ فرمایا سچ تو یہ ہے، اور میں سچ ہی کہا کرتا ہوں.

ۃ۔۸۵ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ ہ

کہ تجھ سے اور تیرے تمام ماننے والوں میں (بھی) جہنم کو بھر دونگا۔

ۃ۔۸۶ قُلْ مَآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ہ

کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی بدلہ طلب نہیں کرتا (۱) اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں (۲).

۸۶_۱ یعنی اس دعوت و تبلیغ سے میرا مقصد صرف امر الٰہی ہے، دنیا کمانا نہیں.

۸۶_۲ یعنی اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ کی طرف ایسی بات منسوب کردوں جو اس نے نہ کہی ہو یا میں تمہیں ایسی بات کی طرف دعوت دوں جس کا حکم اللہ نے مجھے نہ دیا ہو بلکہ کوئی کمی بیشی کئے بغیر میں اللہ کے احکام تم تک پہنچا رہا ہوں.

ۃ۔۸۷ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ہ یہ تمام جہان والوں کے لئے سراسر نصیحت (وعبرت) ہے(ا).

۸۷۔ا یعنی یہ قرآن، وحی یا وہ دعوت، جو میں پیش کررہا ہوں، دنیا بھر کے انسانوں اور جنات کے لئے نصیحت ہے. بشرطیکہ کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے کا قصد کرے.

ۃ۔۸۸ وَ لَتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ ہ یقیناً تم اس کی حقیقت کو کچھ ہی وقت کے بعد (صحیح طور پر) جان لوگے (ا). رکوع۵

۸۸۔ا یعنی قرآن نے جن چیزوں کو بیان کیا ہے، جو وعدے وعید ذکر کئے ہیں، ان کی حقیقت وصداقت بہت جلد تمہارے سامنے آجائے گی. چنانچہ اس کی صداقت یوم بدر کو واضع ہوئی، فتح مکہ کے دن ہوئی یا پھر موت کے وقت تو سب پر ہی واضع ہو جاتی ہے.

سُوۡرَۃُ الزُّمَر ۳۹ یہ سورت مکی ہے اس میں (۷۵) آیات اور (۸) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ۃ۔۱ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ہ

اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ غالب باحکمت کی طرف سے ہے.

ۃ۔۲ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ہ ط

یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ (ا) نازل فرمایا ہے پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے (۲)

۲۔ا یعنی اس میں توحید ورسالت، معاد اور احکام وفرائض کا جو اثبات کیا گیا ہے، وہ سب حق ہے اور انہی کے ماننے اور اختیار کرنے میں انسان کی نجات ہے.

۲۔۲ دین کے معنی یہاں عبادت اور اطاعت کے ہیں اور اخلاص کا مطلب ہے صرف اللہ کی رضا

کی نیت سے نیک عمل کرنا. آیت، نیت کے وجوب اور اس کے اخلاص پر دلیل ہے. حدیث میں بھی اخلاص نیت کی اہمیت یہ کہہ کر واضح کردی گئی ہے کہ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ "عملوں کا دارو مدار نیتوں پر ہے" یعنی جو عمل خیر اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے گا، (بشرطیکہ وہ سنت کے مطابق ہو) وہ مقبول اور جس عمل میں کسی اور جذبے کی آمیزش ہوگی، وہ نامقبول ہوگا.

ق۔٣ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○

خبردار! اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا سچا فیصلہ اللہ خود کرے گا جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں کو اللہ تعالیٰ راہ نہیں دکھاتا (١)

٣۔١ یہ جھوٹ ہی ہے کہ ان معبدان باطلہ کے ذریعے سے ان کی رسائی اللہ تک ہوجائے گی یا یہ ان کی سفارش کریں گے اور اللہ کو چھوڑ کر بے اختیار لوگوں کو معبود سمجھنا بھی بہت بڑی ناشکری ہے ایسے جھوٹوں اور ناشکروں کو ہدایت کس طرح نصیب ہوسکتی ہے.

ق۔٤ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

اگر اللہ تعالیٰ ارادہ اولاد ہی کا ہوتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا. (لیکن) وہ تو پاک ہے، وہ (١) وہی اللہ تعالیٰ ہے یگانہ اور قوت والا.

٤۔١ یعنی پھر اس کی اولاد لڑکیاں ہی کیوں ہوتیں؟ جس طرح مشرکین کا عقیدہ تھا. بلکہ وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو پسند کرتا، وہ اس کی اولاد ہوتی، نہ کہ وہ جن کو وہ باور کراتے ہیں، لیکن وہ تو اس نقص سے

ہی پاک ہے.(ابن کثیر)

ة-۵ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَ يُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط اَلَا هُوَالْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ہ

نہایت اچھی تدبیر سے اس نے آسمان اورزمین کو بنایا وہ رات کودن پر اوردن کورات پر لپیٹ دیتا ہے اوراس نے سورج چاند کوکام پر لگارکھا ہے. ہرایک مقررہ مدت تک چل رہا ہے یقین مانو کہ وہی زبردست اور گناہوں کا بخشنے والا ہے.

ة-٦ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ط يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ہ

اس نے تم سب کوایک ہی جان سے پیدا کیا ہے(۱) پھراسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا(۲) اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے (آٹھ نرومادہ)اتارے(۳) وہ تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک بناوٹ کے بعد دوسری بناوٹ پر بناتا(۴) ہے تین تین اندھیروں (۵) میں، یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے اس کے لئے بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھرتم کہاں بہک رہے ہو.

٦-۱ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے، جن کواللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا اوراپنی طرف سے اس میں روح پھونکی تھی.

٦-۲ یعنی حضرت ہوا کوحضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدافرمایااور یہ بھی اس کا کمال قدرت ہے کیونکہ حضرت حوا کے علاوہ کسی بھی عورت کی تخلیق، کسی آدمی کی پسلی سے نہیں ہوئی. یوں یہ تخلیق امر عادی کے خلاف اوراللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے.

٦-۳ یہ وہی چارقسم کے جانوروں کا بیان ہے بھیڑ، بکری، اونٹ، گائے، جونراور مادہ مل کرآٹھ ہوجاتے

ہیں جن کا ذکر سورۂ انعام میں گزر چکا ہے.

٦-٤ یعنی رحم مادر میں مختلف اطوار گزارتا ہے، پہلے، نطفہ، پھر عَلَقَة پھر مُضغَة پھر ہڈیوں کا ڈھانچہ، جس کے اوپر گوشت کا لباس. ان کے تمام مراحل سے گزرنے کے بعد انسان کامل تیار ہوتا ہے.

٦-٥ ایک ماں کے پیٹ کا اندھیرا اور دوسرا رحم مادر کا اندھیرا اور تیسرا اس جھلی یا پردہ جس کے اندر بچہ لپٹا ہوتا ہے.

٦-٦ یا کیوں تم حق سے باطل کی طرف اور ہدایت سے گمراہی کی طرف پھر رہے ہو؟

ۃ-٧ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ

اگر تم ناشکری کرو تو (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ تم (سب سے) بے نیاز ہے(۱) اور وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرے گا. اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر تم سب کا لوٹنا تمہارے رب ہی کی طرف ہے. تمہیں وہ بتلا دے گا جو تم کرتے تھے. یقیناً وہ دلوں تک کی باتوں کا واقف ہے.

٧-١ اس کی تشریح کے لئے دیکھیے سورۂ ابراہیم آیت ۸ کا حاشیہ.

ۃ-٨ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ہ

اور انسان کو جب کبھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو وہ اس سے پہلے جو دعا کرتا تھا اسے (بالکل

بھول جاتا ہے(ا) اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے جس سے (اوروں کو بھی) اس کی راہ سے بہکائے، آپ کہہ دیجئے! کہ اپنے کفر کا فائدہ کچھ دن اور اٹھا لو، (آخر) تو دوزخیوں میں ہونے والا ہے۔

۸۔ا یا اس تکلیف کو بھول جاتا ہے جس کو دور کرنے کے لئے وہ دوسروں کو چھوڑ کر، اللہ سے دعا کرتا تھا یا اس رب کو بھول جاتا ہے، جسے وہ پکارتا تھا اور پھر شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۹ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ہ رکوع

بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو (اور جو اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں) بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔ (اپنے رب کی طرف سے)(ا)

۹۔ا اور یہ اہل ایمان ہی ہیں، نہ کہ کفار۔ گو وہ اپنے آپ کو صاحب دانش و بصیرت ہی سمجھتے ہوں لیکن جب وہ اپنی عقل و دانش کو استعمال کر کے غور و تدبر ہی نہیں کرتے اور عبرت و نصیحت ہی حاصل نہیں کرتے تو ایسے ہی ہے گویا وہ چوپایوں کی طرح عقل و دانش سے محروم ہیں۔

۱۰ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ط لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ط وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ط اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ہ

کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو(ا) جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک بدلہ ہے(۲) اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے صبر کرنے والے ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ا اس کی اطاعت کر کے، معاصی سے اجتناب کر کے اور عبادت و اطاعت کو اس کے لئے خالص کر کے۔

۱۰۔۲ یہ تقویٰ کے فوائد ہیں. نیک بدلے سے مراد جنت اور اس کی ابدی نعمتیں ہیں. بعض اس کا مفہوم یہ کرتے ہیں ، کہ جو نیکی کرتے ہیں ان کے لئے دنیا میں نیک بدلہ ہے" یعنی اللہ انہیں دنیا میں صحت و عافیت، کامیابی اور غنیمت وغیرہ عطا فرماتا ہے. لیکن پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے.

۱۱۔ة قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ مُخۡلِصًا لَّهُ الدِّيۡنَ ه

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت خالص کرلوں.

۱۲۔ة وَاُمِرۡتُ لِاَنۡ اَكُوۡنَ اَوَّلَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ه

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار بن جاؤں (۱)

۱۲۔۱ پہلا اس معنی میں کہ آبائی دین کی مخالفت کر کے توحید کی دعوت سب سے پہلے آپ ہی نے پیش کی.

۱۳۔ة قُلۡ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ه

کہہ دیجئے! کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے.

۱۴۔ة قُلِ اللّٰهَ اَعۡبُدُ مُخۡلِصًا لَّهُ دِيۡنِیۡ ه

کہہ دیجئے! کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں.

۱۵۔ة فَاعۡبُدُوۡا مَا شِئۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ه

تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو کہہ دیجئے! کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو قیامت کے دن نقصان میں ڈال دیں گے، یاد رکھو کہ کھلم کھلا نقصان یہی ہے.

۱۶۔ة لَهُمۡ مِّنۡ فَوۡقِهِمۡ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنۡ تَحۡتِهِمۡ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوۡنِ ه

انہیں نیچے اوپر سے آگ کے شعلےمثل سائبان کے ڈھانک رہے ہونگے (۱) یہی (عذاب) ہے جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے(۲) اے میرے بندو! پس مجھ سے ڈرتے رہو.

۱۶۔۱ یعنی ان کے اوپر نیچے آگ کے طبق ہونگے، جوان پر بھڑک رہے ہونگے (فتح القدیر)

۱۶۔۲ یعنی مذکور خسران مبین اور عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کر کے اس انجام بد سے بچ جائیں.

ۃ۔۱۷ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُو االطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَادِ ه

اور جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے پرہیز کیا اور (ہمہ تن) اللہ کی تعالیٰ طرف متوجہ رہے وہ خوش خبری کے مستحق ہیں، میرے بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے.

ۃ۔۱۸ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُو الْاَلْبَابِ ه

جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں. پھر جو بہترین بات ہو(۱) اس پر عمل کرتے ہیں. یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور یہی عقلمند بھی ہیں (۲)

۱۸۔۱ اَحسَنُ سے مراد محکم اور پختہ بات، یا سب سے اچھی بات، یا عقوبیت کے مقابلے میں درگزر اختیار کرتے ہیں.

۱۸۔۲ کیونکہ انہوں نے اپنی عقل سے فائدہ اٹھایا ہے، جب کہ دوسروں نے اپنی عقلوں سے فائدہ نہیں اٹھایا.

ۃ۔۱۹ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ط اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ه

بھلا جس شخص پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے تو کیا آپ اسے جو دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں (۱)

١٩۔١ نبی ﷺ چونکہ اس بات کی شدید خواہش رکھتے تھے کہ آپ کی قوم کے سب لوگ ایمان لے آئیں اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تسلی دی اور آپ کو بتلایا کہ آپ کی اپنی جگہ بالکل صحیح اور بجا ہے لیکن جس پر اس کی تقدیر غالب آ گئی اور اللہ کا کلمہ اس کے حق میں ثابت ہو گیا، اسے آپ جہنم کی آگ سے بچانے پر قادر نہیں ہیں.

ة۔٢٠ لٰکِنِ الَّذِ یۡنَ اتَّقَوۡ ا رَبَّھُمۡ لَھُمۡ غُرَ فٌ مِّنۡ فَوۡ قِھَا غُرَ فٌ مَّبۡنِیَّةٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِھَا الۡاَ نۡھٰرُ ط وَعۡدَا للّٰہِ ط لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ الۡمِیۡعَا دَ ہ

ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں رب کا وعدہ ہے (١) اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا.

٢٠۔١ جو اس نے مومن بندوں کے لئے کیا ہے اور جو یقیناً پورا ہوگا، کہ اللہ سے وعدہ خلافی ممکن نہیں۔

ة۔٢١ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَکَہٗ یَنَا بِیۡعَ فِی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یُخۡرِجُ بِہٖ زَرۡعًا مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُہٗ ثُمَّ یَھِیۡجُ فَتَرٰہُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَجۡعَلُہٗ حُطَامًا ط اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَذِکۡرٰی لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ ہ ع

رکوع۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اسے زمین کی سوتوں میں پہنچاتا ہے (١) پھر اسی کے ذریعے مختلف قسم کی کھیتیاں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں اور آپ انہیں زرد رنگ میں دیکھتے ہیں پھر انہیں ریزہ ریزہ کر دیتا ہے (٢) اس میں عقلمندوں کیلئے بہت زیادہ نصیحت ہے.

۲۱۔۱ یعنی بارش کے ذریعے سے پانی آسمان سے اترتا ہے، پھر وہ زمین میں جذب ہو جاتا ہے پھر چشموں کی صورت میں نکلتا ہے یا تالابوں اور نہروں میں جمع ہو جاتا ہے۔

۲۱۔۲ یعنی شادابی اور تروتازگی کے بعد وہ کھیتیاں سوکھ جاتی اور زرد ہو جاتی ہیں اور پھر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں جس طرح لکڑی کی ٹہنیاں خشک ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔

۲۲۔ة اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے پس وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور ہے (۱) اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یاد الٰہی سے (اثر نہیں لیتے) بلکہ سخت ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔

۲۲۔۱ یعنی جس کو قبول حق اور خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل جائے پس وہ اس شرح صدر کی وجہ سے رب کی روشنی پر ہو، کیا یہ اس جیسا ہو سکتا ہے جس کا دل اسلام کے لئے سخت اور اس کا سینہ تنگ ہو اور وہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹک رہا ہو۔

۲۳۔ة اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی

آیتوں کی ہے(۱) جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں(۲) آخر میں ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہوجاتے ہیں یہ ہے اللہ تعالیٰ کہ ہدایت جس کے ذریعے جسے چاہے راہ راست پر لگا دیتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں.

۲۳۔۱ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ سے مراد قرآن مجید ہے، ملتی جلتی کا مطلب، اس کے سارے حصے حسن کلام، اعجاز و بلاغت صحت معانی وغیرہ خوبیوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں. یا یہ بھی سابقہ کتب آسمانی سے ملتا ہے یعنی ان کے مشابہ ہے مثانی، جس میں قصص و واقعات اور مواظ و احکام کو بار بار دہرایا گیا ہے.

۲۳۔۲ کیونکہ وہ ان وعیدوں کو اور تخویف و تہدید کو سمجھتے ہیں جو نافرمانوں کے لئے اس میں ہے.

ۃ۔۲۴ اَ فَمَنۡ یَّتَّقِیۡ بِوَ جۡھِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یَوۡ مَ الۡ قِیٰمَةِ ؕ وَ قِیۡلَ لِلظّٰلِمِیۡنَ ذُوۡ قُوۡ ا مَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡ نَ ہ

بھلا جو شخص قیامت کے دن ان کے بدترین عذاب کی (ڈھال) اپنے منہ کو بنائے گا (ایسے) ظالموں سے کہا جائے گا اپنے کئے کا (وبال) چکھو(۱)

۲۴۔۱ یعنی کیا یہ شخص، اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو قیامت والے دن بالکل بے خوف اور امن میں ہوگا؟ یعنی محذوف عبارت ملا کر اس کا مفہوم ہوگا.

ۃ۔۲۵ کَذَّ بَ الَّذِ یۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَ تٰهُمُالۡعَذَا بُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَشۡعُرُوۡ نَ ہ

ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا، پھر وہاں سے عذاب آ پڑا جہاں سے ان کو خیال بھی نہ تھا (۱)

٢٥۔ا اور انہیں ان عذابوں سے کوئی نہیں بچا سکا.

ۃ۔٢٦ فَاَذَا قَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ه

اور اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگانی دنیا میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور ابھی آخرت کا تو بڑا بھاری عذاب ہے کاش کہ یہ لوگ سمجھ لیں.

ۃ۔٢٧ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ه

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں بیان کردی ہیں کیا عجب کہ وہ نصیحت حاصل کرلیں (١)

٢٧۔ا یعنی لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں باتیں بیٹھ جائیں اور وہ نصیحت حاصل کریں.

ۃ۔٢٨ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ه

قرآن ہے عربی میں جس میں کوئی کجی نہیں، ہوسکتا ہے کہ پرہیزگاری اختیار کرلیں.

ۃ۔٢٩ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ه

اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے کہ ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساجھی ہیں ،اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے، کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں (١) اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سب تعریف ہے (٢) بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ سمجھتے نہیں (٣)

٢٩۔ا اس میں مشرک (اللہ کا شریک ٹھہرانے والے) اور مخلص (صرف ایک اللہ کے لئے عبادت کرنے

والے) کی مثال بیان کی گئی ہے یعنی ایک غلام ہے جوکئی شخصوں کے درمیان مشترکہ ہے، چنانچہ وہ آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں اور ایک غلام ہے جس کا مالک صرف ایک ہی شخص ہے، اس کی ملکیت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے. کیا یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں. اسی طرح وہ مشرک جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت کرتا ہے اور وہ مخلص مومن، جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا برابر نہیں ہو سکتے.

۲۹۔۲ اس بات پر کہ اس نے حجت قائم کر دی.

۲۹۔۳ اسی لئے اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں.

ۃ۔۳۰ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥

یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں.

رکوع۔ **ۃ۔۳۱** ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ٥ ع

پھر تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے (۱)

۳۱۔۱ یعنی اے پیغمبر! آپ بھی اور آپ کے مخالف بھی، سب موت سے ہمکنار ہو کر اس دنیا سے ہمارے پاس آخرت میں آئیں گے. دنیا میں تو توحید اور شرک کا فیصلہ تمہارے درمیان نہیں ہو سکا اور تم اس بارے میں جھگڑتے ہی رہے لیکن یہاں میں اس کا فیصلہ کروں گا اور مخلص موحدین کو جنت میں اور مشرکین و جاحدین اور مکذبین کو جہنم میں داخل کروں گا.

فَمَنْ اَظْلَمُ ۲۴	سورت	زمر	مومن	حٰم السجدۃ
	صفحہ	جاری	۲۲۸	۲۵۴

ۃ۔۳۲ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ہ

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے؟(۱) اور سچا دین جب اس کے پاس آئے تو اسے جھوٹا بتائے؟(۲) کیا ایسے کفار کے لئے جہنم ٹھکانا نہیں ہے؟

۳۲۔۱ یعنی دعویٰ کرے کہ اللہ کے اولاد ہے یا اس کا شریک ہے یا اس کی بیوی ہے دراں حالیکہ وہ ان سب چیزوں سے پاک ہے.

۳۲۔۲ جس میں توحید، احکام وفرائض ہیں، عقیدۂ بعث ونشور ہے، محرمات سے اجتناب ہے، مومنین کے لئے خوش خبری اور کافروں کے لئے سزائیں ہیں. یہ دین وشریعت جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، اسے جھوٹا بتلائے.

ۃ۔۳۳ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ہ

اور جو سچے دین کو لائے (۱) اور جس نے اس کی تصدیق کی (۱) یہی لوگ پارسا ہیں.

۳۳۔۱ اس سے پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مراد ہیں جو سچا دین لے کر آئے. بعض کے نزدیک یہ عام ہے اور اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو توحید کی دعوت دیتا اور اللہ کی شریعت کی طرف کی رہنمائی کرتا ہے.

ۃ۔۳۴ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ہ

ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو یہ چاہیں،(۱) نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے.

۳۴۔ا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بھی معاف فرمادے گا،ان کے درجے بھی بلند فرمائے گا، کیونکہ ہر مسلمان کی اللہ سے یہی خواہش ہوتی ہے علاوہ ازیں جنت میں جانے کے بعد ہر مطلوب چیز بھی ملے گی.

ۃ۔۳۵ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَ اَ الَّذِى عَمِلُوْا وَ يَجْزِ يَهُمْ اَجْرَ هُمْ بِاَ حْسَنِ الَّذِى كَا نُوْا يَعْمَلُوْ نَ ہ

تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کردے اور جو نیک کام انہوں نے کئے ہیں ان کا اچھا بدلہ عطا فرمائے.

ۃ۔۳۶ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَا فٍ عَبْدَ هٗ ط وَ يُخَوِّ فُوْ نَكَ بِا لَّذِ يْنَ مِنْ دُوْ نِهٖ ط وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَا دٍ ہ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟(۱) یہ لوگ آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈرارہے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں (۲)

۳۶۔ا اس سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں.بعض کے نزدیک یہ عام ہے،تمام انبیا علیہم السلام اور مومنین اس میں شامل ہیں.مطلب یہ ہے کہ آپ کو غیر اللہ سے ڈراتے ہیں.لیکن اللہ تعالیٰ جب آپ کا حامی و ناصر ہوتو آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا . وہ ان سب کے مقابلے میں آپ کو کافی ہے.

۳۶۔۲ جو اس گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر لگا دے.

ۃ۔۳۷ وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِ يْزٍ ذِى انْتِقَا مٍ ہ

اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں (۱) کیا اللہ تعالیٰ غالب اور بدلہ لینے والا نہیں ہے؟(۲).

۳۷۔ا جو اس کو ہدایت سے نکال کر گمراہی کے گڑھے میں ڈال دے یعنی ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے،جس کو چاہے گمراہ کردے اور جس چاہے ہدایت سے نوازے.

۳۷_۲ کیوں نہیں، یقیناً ہے. اس لئے کہ اگر یہ لوگ کفر وعناد سے باز نہ آئے، تو یقیناً وہ اپنے دوستوں کی حمایت میں ان سے انتقام لیگا اورانہیں عبرت ناک انجام سے دوچار کرے گا.

ۃ_۳۸ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ۝

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے. آپ ان سے کہئے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے(۱) توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں(۲).

۳۸_۱ بعض کہتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مذکورہ سوال ان کے سامنے پیش کیا، تو انہوں نے کہا کہ واقعی وہ اللہ کی تقدیر کو نہیں ٹال سکتے، البتہ وہ سفارش کریں گے، جس پر یہ ٹکڑا نازل ہوا کہ مجھے تو میرے معاملات میں اللہ ہی کافی ہے.

۳۸_۲ جب سب کچھ اسی کے اختیار میں ہے تو پھر دوسروں پر بھروسہ کرنے کا کیا فائدہ؟ اس لئے اہل ایمان صرف اس پر توکل کرتے ہیں، اس کے سوا کسی پر اعتماد نہیں.

ۃ_۳۹ قُلۡ يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنِّىۡ عَامِلٌ ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۝

کہہ دیجئے کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں(۱) ابھی ابھی تم جان لو گے.

۳۹_۱ یعنی اگر تم میری اس دعوت توحید کو قبول نہیں کرتے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے، تو ٹھیک ہے، تمہاری مرضی، تم اپنی اس حالت پر قائم رہو جس پر تم ہو، میں اس حالت میں رہتا ہوں جس میں مجھے اللہ

نے رکھا ہے.

ۃ۔۴۰ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَ يَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ه

کہ کس پر رسوا کرنے والا آتا ہے اور کس پر دائمی مار اور ہمیشگی کی سزا ہوتی ہے (۱)

۴۰۔۱ اس سے مراد عذاب جہنم ہے جس میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے.

ۃ۔۴۱ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ فَمَنِ اهۡتَدٰى فَلِنَفۡسِهٖ وَ مَنۡ ضَلَّ
فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ه ع رکوع۔

آپ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لئے نازل فرمائی ہے، پس جو شخص راہ راست پر آ جائے اس کے اپنے لئے نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا (وبال) اسی پر ہے، آپ ان کے ذمہ دار نہیں (۱)

۴۱۔۱ نبی ﷺ کو اہل مکہ کا کفر پر اصرار بڑا گراں گزرتا تھا، اس میں آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ کا کام صرف اس کتاب کو بیان کر دینا ہے جو ہم نے آپ ﷺ پر نازل کی ہے، ان کی ہدایت کے آپ ﷺ مکلّف نہیں ہیں. اگر وہ ہدایت کا راستہ اپنا لیں گے تو اس میں انہیں کا فائدہ ہے اور اگر ایسا نہیں کریں گے تو خود ہی نقصان اٹھائیں گے.

ۃ۔۴۲ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الۡاَنۡفُسَ حِيۡنَ مَوۡتِهَا وَ الَّتِىۡ لَمۡ تَمُتۡ فِىۡ مَنَامِهَا فَيُمۡسِكُ الَّتِىۡ
قَضٰى عَلَيۡهَا الۡمَوۡتَ وَيُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ه

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت (۱) اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے (۲) پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے (۳) اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے (۴) غور کرنے والوں کے لئے اس میں یقیناً بہت نشانیاں ہیں (۵).

۴۲۔۱ یہ وفات کبریٰ ہے کہ روح قبض کر لی جاتی ہے، واپس نہیں آتی.

۴۲۔۲ یعنی جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا، تو سونے کے وقت ان کی روح بھی قبض کر کے انہیں وفات صغریٰ سے دوچار کر دیا جاتا ہے.

۴۲۔۳ یہ وہی وفات کبریٰ ہے، جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس میں روح روک لی جاتی ہے.

۴۲۔۴ یعنی جب تک ان کا وقت نہیں آتا، اس وقت تک کے لئے روحیں واپس ہوتی رہتی ہیں، یہ وفات صغریٰ ہے،

۴۲۔۵ یعنی روح کا قبض اور اس کا ارسال، اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور قیامت والے دن وہ مردوں کو بھی یقیناً زندہ فرمائے گا.

ۃ۔۴۳ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں) کو سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ آپ کہہ دیجئے! کہ گو وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں (۱)

۴۳۔۱ یعنی شفاعت کا اختیار تو کجا، انہیں تو شفاعت کے معنی و مفہوم کا بھی پتہ نہیں، کیونکہ وہ پتھر ہیں.

ۃ۔۴۴ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

کہہ دیجئے! کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے (۱) تمام آسمانوں اور زمین کا راج اسی کے لئے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے.

۴۴۔۱ یعنی شفاعت کی تمام اقسام کا مالک صرف اللہ ہی ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش ہی نہیں کر سکے گا، پھر صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کیوں نہ کی جائے تا کہ وہ راضی ہو جائے اور شفاعت کے لئے کوئی سہارا ڈھونڈھنے کی ضرورت ہی نہ رہے.

ۃ۔۴۵ وَ اِ ذَ اذُكِـرَ الـلّٰـهُ وَحۡـدَ هُ اشۡمَاَ زَّ تۡ قُلُوۡ بُ الَّذِ يۡنَ لَا يُؤۡ مِنُوۡ نَ بِا لۡاٰ خِرَ ةِ وَ
اِ ذَ ا ذُكِرَ الَّذِ يۡنَ مِنۡ دُوۡ نِهٖۤ اِ ذَا هُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡ نَ ہ

جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں (۱) اور جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا (اور کا) کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں

۴۵۔۱ یا کفر اور استکبار، مطلب یہ ہے کہ مشرکین سے جب یہ کہا جائے کہ معبود صرف ایک ہی ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے.

ۃ۔۴۶ قُلِ اللّٰهُمَّ فَا طِرَ السَّمٰوٰتِ وَا لۡاَ رۡضِ عٰلِمَ الۡغَيۡبِ وَ الشَّهَا دَ ةِ اَنۡتَ تَحۡكُمُ بَيۡنَ
عِبَا دِكَ فِىۡ مَا كَا نُوۡ ا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡ نَ ہ

آپ کہہ دیجئے! کہ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپے کھلے کو جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان امر کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ الجھ رہے تھے (۱)

۴۶۔۱ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ رات کو تہجد کی نماز کے آغاز میں یہ پڑھا کرتے تھے

﴿ اللَّهُمَّ رَبَّ جَبۡرِيۡلَ وَ مِيۡكَا ئِيۡلَ وَ اِسۡرَ فِيۡلَ ، فَا طِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ، عَالِمَ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ ، اَنۡتَ تَحۡكُمُ بَيۡنَ عِبَا دِكَ فِيۡمَا كَا نُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡ نَ ، اَ هۡدِ نِىۡ لِمَا اخۡتُلِفَ فِيۡهِ مِنَ الۡحَقِّ بِاِ ذۡنِكَ ، اِ نَّكَ تَهۡدِ ىۡ مَنۡ تَشَآ ءُ اِ لٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴾ (صحیح مسلم).

ۃ۔۴۷ وَ لَوۡ اَ نَّ لِلَّـذِ يۡـنَ ظَلَمُوۡ ا مَا فِى الۡاَ رۡضِ جَمِيۡعًا وَّ مِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَا فۡتَدَ وۡ ا بِهٖ مِنۡ
سُوۡٓءِ الۡعَذَا بِ يَوۡ مَ الۡقِيٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمۡ يَكُوۡ نُوۡ ا يَحۡتَسِبُوۡ نَ ہ

اگر ظلم کرنے والوں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین پر ہے اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو ،تو بھی بدترین سزا کے بدلے میں قیامت کے دن یہ سب کچھ دے دیں (۱) اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی انہیں نہ ہوگا.

۴۷-۱ لیکن پھر بھی وہ قبول نہیں ہوگا جیسا کہ دوسرے مقام پر وضاحت ہے﴿ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ﴾ (آل عمران-۹) "وہ زمین بھر سونا بھی بدلے میں دے دیں، تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا.

ۃ-۴۸ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ہ

جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کی برائیاں ان پر کھل پڑیں گی (۱) اور جس کا وہ مذاق کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا (۲)

۴۸-۱ یعنی دنیا میں جن کا محارم ومآثم کا وہ ارتکاب کرتے رہے تھے، اس کی سزا ان کے سامنے آجائے گی.

۴۸-۲ وہ عذاب انہیں گھیر لے گا جسے وہ دنیا میں ناممکن سمجھتے تھے، اس لئے کہ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے.

ۃ-۴۹ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو کہنے لگتا ہے کہ اسے تو میں محض اپنے علم کی وجہ دیا گیا ہوں (۱) بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں.

۴۹-۱ یعنی نعمت ملتے ہی سرکشی اور طغیان کا راستہ اختیار کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا احسان؟ یہ تو میری اپنی دانائی کا نتیجہ ہے. یا جو علم وہنر میرے پاس ہے، اس کی بدولت یہ نعمتیں حاصل ہوئی ہیں یا مجھے معلوم تھا کہ دنیا میں یہ چیزیں مجھے ملیں گی کیونکہ اللہ کے ہاں میرا بہت مقام ہے.

ۃ-۵۰ قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ہ

ان سے اگلے بھی یہی بات کہہ چکے ہیں پس ان کی کاروائی ان کے کچھ کام نہ آئی (۱).

۵۰-۱ جس طرح قارون نے بھی کہا تھا، لیکن بالآخر وہ اپنے خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا.

ق۔۵۱ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ
سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَ مَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝

پھران کی تمام برائیاں ان پران پڑیں، اوران میں سے بھی جو گناہ گار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں بھی اب ان پر آپڑیں گی، یہ (ہمیں) ہرا دینے والے نہیں۔

ق۔۵۲ اَوَ لَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ (بھی) ایمان لانے والوں کے لئے اس میں (بڑی بڑی) نشانیاں ہیں۔

ق۔۵۳ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ ع رکوع

(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش بڑی رحمت والا ہے(۱)

ا۔۵۳ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی وسعت کا بیان ہے۔ اسراف کے معنی ہیں گناہوں کی کثرت اور اس میں افراط۔ "اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو" کا مطلب ہے کہ ایمان لانے سے قبل یا توبہ و استغفار کا احساس پیدا ہونے سے پہلے کتنے بھی گناہ کئے ہوں، انسان یہ نہ سمجھے کہ میں بہت زیادہ گنہگار ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کیونکر معاف کرے گا؟ بلکہ سچے دل سے اگر ایمان قبول کر لے گا یا توبہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

ق۔۵۴ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

تم (سب) اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کئے جاؤ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے۔

ۃ۔۵۵ وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ٥

اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو(۱)

۵۵۔ا یعنی عذاب آنے سے قبل توبہ اور عمل صالح کا اہتمام کرلو، کیونکہ جب عذاب آئے گا تو اس کا علم و شعور بھی نہیں ہوگا، اس سے مراد دنیاوی عذاب ہے۔

ۃ۔۵٦ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ٥

(ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے ہائے افسوس، اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالٰی کے حق میں کوتاہی کی (۱) بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں رہا۔

۵٦۔ا فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ کا مطلب، اللہ کی اطاعت یعنی قرآن اور اس پر عمل کرنے میں کوتاہی ہے۔ جَنْبٌ کے معنی قرب اور جوار کے ہیں۔ یعنی اللہ کا قرب اور اس کا جوار (یعنی جنت) طلب کرنے میں کوتاہی کی۔

ۃ۔۵۷ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ٥

یا کہے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پارسا لوگوں میں ہوتا (۱)

۵۷۔ا یعنی اگر اللہ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں شرک اور معاصی سے بچ جاتا۔ یہ اسطرح ہی ہے جیسے دوسرے مقام پر مشرکین کا قول نقل کیا گیا، ﴿ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا ﴾ (انعام۔۱۴۸)

اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے، ان کا قول کَلِمَةُ حَقٍّ بِهَا الْبَاطِلُ کا مصداق ہے (فتح القدیر)

ۃ۔۵۸ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ہ

یا عذاب کو دیکھ کر کہے کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہو جاتا تو میں بھی نیکو کاروں میں ہو جاتا.

ۃ۔۵۹ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ہ

ہاں (ہاں) بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچ چکی تھیں جنہیں تو نے جھٹلایا اور غرور تکبر کیا اور تو تھا ہی کافروں میں (۱)

۵۹۔۱ یہ اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کے جواب میں فرمائے گا.

ۃ۔۶۰ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ہ

اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے (۱) کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں.

۶۰۔۱ جس کی وجہ عذاب کی ہولناکیاں اور اللہ کے غضب کا مشاہدہ ہوگا.

ۃ۔۶۱ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ

اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچا (۱) لے گا انہیں کوئی دکھ چھو بھی نہ سکے گا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہونگے (۲)

۶۱۔۱ شر سے بچ جانا اور خیر سے سعادت سے ہم کنار ہو جانا، مطلب ہے، اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو اس فوز و سعادت کی وجہ سے نجات عطا فرما دے گا جو اللہ کے ہاں ان کے لئے پہلے سے ثبت ہے.

۶۱۔۲ وہ دنیا میں جو کچھ چھوڑ آئے ہیں، اس پر انہیں کوئی غم نہ ہوگا، وہ چونکہ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ ہوں گے، اس لئے انہیں کسی بات کا غم نہ ہوگا.

ۃ۔۶۲ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ ۝

اللہ ہر چیز اپیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

ۃ۔۶۳ لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ ع رکوع ۶

آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا مالک وہی ہے (۱) جن میں لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی خسارہ پانے والے ہیں (۲)۔

۶۳۔۱ مطلب تمام معاملات کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔

۶۳۔۲ یعنی کامل خسارہ کیونکہ اس کفر کے نتیجے میں وہ جہنم میں چلے گئے۔

ۃ۔۶۴ قُلۡ اَفَغَيۡرَ اللّٰهِ تَاۡمُرُوۡٓنِّىۡۤ اَعۡبُدُ اَيُّهَا الۡجٰهِلُوۡنَ ۝

آپ کہہ دیجئے اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو (۱)۔

۶۴۔۱ یہ کفار کی اس دعوت کے جواب میں ہے جو وہ پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے کہ اپنا آبائی دین کو اختیار کرلیں، جس میں بتوں کی عبادت تھی۔

ۃ۔۶۵ وَلَقَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا (۱)

۶۵۔۱ اگر تو نے شرک کیا" مطلب ہے، اگر موت شرک پر آئی اور اس سے توبہ نہ کی۔ خطاب اگرچہ نبی ﷺ سے ہے جو شرک سے پاک بھی تھے اور آئندہ کے لئے محفوظ بھی۔ کیونکہ پیغمبر اللہ کی حفاظت و عصمت میں ہوتا ہے ان سے ارتکاب شرک کا کوئی امکان نہیں تھا، لیکن دراصل امت کے لئے تعریض اور اس کو سمجھانا مقصود ہے۔

ة۔٦٦ بَلِ اللّٰهَ فَا عْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ہ

بلکہ اللہ ہی کی عبادت کر(ا) اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا.

٦٦۔ا اِيَّـا كَ نَـعْبُدُ کی طرح یہاں بھی مفعول (اللہ) کو مقدم کر کے حصر کا مفہوم پیدا کر دیا گیا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو.

ة۔٦٧ وَمَا قَدَ رُو االلّٰهَ حَقَّ قَدْ رِ ہٖ وَ الْاَ رْ ضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهٗ يَوْ مَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰ تُ مَطْوِ يّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْ نَ ہ

اور ان لوگوں نے جیسی قدر اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہیئے تھی نہیں کی ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے(ا) وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں.

٦٧۔ا اس کی بابت بھی حدیث میں آتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اَنَـا الْـمُلْكُ ، اَيْـنَ مُلُوكُ الْاَرْضِ " میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ (آج کہاں ہیں؟"

ة۔٦٨ وَ نُفِخَ فِى الصُّوْ رِ فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِى الْاَ رْ ضِ اِلَّا مَنْ شَآ ءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِ ذَا هُمْ قِيَا مٌ يَّنْظُرُوْ نَ ہ

اور صور پھونک دیا جائے گا پس آسمانوں اور زمین والے سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے(ا) مگر پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے(ا)

٦٨۔ا چار نفقوں کے قائلین کے نزدیک یہ چوتھا، تین کے قائلین کے نزدیک تیسرا اور دو کے قائلین کے نزدیک یہ دوسرا نفخہ ہے. بہر حال اس نفخے سے سب زندہ ہو کر میدان محشر میں رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے، جہاں حساب کتاب ہوگا۔

ة۔٦٩ وَ اَشْرَ قَتِ الْاَ رْضُ بِنُوْ رِ رَ بِّهَا وَوُ ضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِآ ئَءَ بِا لنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَا آ ءِ

وَ قُضِیَ بَیۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَ هُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ہ

اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی (۱) نامۂ اعمال حاضر کئے جائیں گے نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق حق فیصلے کردیئے جائیں گے (۲)

۶۹۔۱ اس نور سے بعض نے عدل اور بعض نے حکم مراد لیا ہے لیکن اس حقیقی معنوں پر اٹھانے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے، کیونکہ اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

۶۹۔۲ یعنی کسی اجر کا و ثواب میں کمی نہیں ہوگی اور کسی کو اس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی۔

ۃ۔۷۰ وَ وُفِّیَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ وَ هُوَ اَعۡلَمُ بِمَا یَفۡعَلُوۡنَ ہ ع ۷

اور جس شخص نے جو کچھ کیا ہے بھرپور دیا جائے گا، جو کچھ لوگ کر رہے ہیں وہ بخوبی جاننے والا ہے (۱)
یعنی اس کو کسی کاتب، حاسب اور گواہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اعمال نامے اور گواہ صرف بطور حجت اور قطع معذورت کے ہونگے۔

ۃ۔۷۱ وَ سِیۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡهَا فُتِحَتۡ اَبۡوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِ رَبِّکُمۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ لٰکِنۡ حَقَّتۡ کَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ہ

کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے (۱) جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے (۲) اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے رہتے؟ یہ جواب دیں گے ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوگیا۔

۷۱۔۱ مطلب یہ ہے کہ کافروں کو جہنم کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا ایک گروہ

کے پیچھے ایک گروہ.علاوہ ازیں انہیں ماردھکیل کر جانوروں کے ریوڑ کی طرح ہنکایا جائے گا.

۷۱-۲ یعنی جس طرح دنیا میں بحث وتکرار اورجدال و مناظرہ کرتے تھے،وہاں سب کچھ آنکھوں کے سامنے آجانے کے بعد بحث وجدال کی گنجایش ہی باقی نہ رہے گی،اس لئے اعتراف کیے بغیر چارہ نہ ہوگا.

ۃ-۷۲ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ہ

کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہوجاؤ جہاں ہمیشہ رہیں گے،پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے.

ۃ-۷۳ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ہ

اور جولوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اوردروازے کھول دیئے جائیں گے اوروہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے تم پرسلام ہو،تم خوش حال رہو تم اس میں ہمیشہ کے چلے جاؤ.

ۃ-۷۴ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ہ

یہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اورہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے.

ۃ-۷۵ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ ع رکوع ۸

الو

اورتو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمدوتسبیح کرتے ہوئے

دیکھے گا (۱) اوران میں انصاف کا فیصلہ کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے (۲).

۷۵۔۱ قضائے الٰہی کے بعد جب اہل ایمام جنت میں اور اہل کفر و شرک جہنم میں چلے جائیں گے، آیت میں اس کے بعد کا نقشہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے عرش الٰہی کو گھیرے ہوئے تسبیح و تحمید میں مصروف ہوں گے.

۷۵۔۲ .یہاں حمد کی نسبت کسی ایک مخلوق کی طرف نہیں کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز (ناطق و ہر ناطق) کی زبان پر حمد الٰہی کے ترانے ہونگے.

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنِ ۴۰ یہ سورت مکی ہے اس میں (۸۵) آیات اور (۹) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالٰی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ۃ۔۱ حٰمٓ ہ حم!

ۃ۔۲ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ہ

اس کتاب کا نازل فرمانا (۱) اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے (۲)

☆اس سورت کو سورۂ غافر اور سورۂ الطّول بھی کہتے ہیں.

۲۔۱ یا تَـنۡـزِيۡـلٌ ، مُـنَـزَّل کے معنی میں ہے، یعنی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے جس میں جھوٹ نہیں

۲۔۲ جو غالب ہے، اس کی قوت اور غلبے کے سامنے کوئی پر نہیں مار سکتا علیم ہے، اس سے کوئی ذرہ تک پوشیدہ نہیں چاہے وہ کتنے بھی کثیف پردوں میں چھپا ہو.

ۃ۔۳ غَافِرِ الذَّنۡبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ ذِى الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ہ